

عمران سیریز

دشمن جولیا

منظہر کلیم، ایم۔ اے۔

پاکستانی پوائنٹ

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ نیا ناول ”دشمن جولیا“ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس کا نام ہی بتا رہا ہے کہ یہ ناول اپنے موضوع کے لحاظ سے انتہائی منفرد ثابت ہوگا۔ خاص طور پر وہ لمحہ جب تنویر اپنے ہاتھوں جولیا کو گولی مارنے کے لئے تیار ہو گیا اور نہ صرف تیار ہو گیا بلکہ اگر عمران عین وقت پر درمیان میں نہ آ جاتا تو تنویر یقیناً جولیا کا جسم گولیوں سے چھلنی کر چکا ہوتا۔ لیکن جولیا کیوں ملک دشمنی پر اتر آئی۔ اس کا پس منظر کیا تھا۔ یہ سب کچھ تو ظاہر ہے آپ کو ناول پڑھنے کے بعد ہی معلوم ہوگا۔ بہر حال اتنا مجھے یقین ہے کہ یہ منفرد اور دلچسپ ناول ہر لحاظ سے آپ کو بے حد پسند آنے کا لیکن اس کے مطالعہ سے پہلے اپنے چند خطوط اور ان کے جواب بھی پڑھ لیجئے کیونکہ دلچسپی میں بہر حال یہ بھی کم نہیں ہیں۔ البتہ خطوط اور ان کے جوابات دیتے سے پہلے میں ان سب قارئین کا بے حد شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے عید پر حسب سابق مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھا اور دعاؤں بھرے عید کارڈز ارسال کئے اور ان کے جذبات، ان کی دعاؤں اور ان کے عید کارڈز پر میں ایک بار پھر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ آئندہ بھی مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں گے۔

جھکے پر پرنس عبداللطیف ساقی صاحب لکھتے ہیں: ”آپ کے ناول بے حد پسند ہیں اور میں اب تک آپ کے تمام ناول پڑھ چکا ہوں۔ البتہ سلیمان کے بارے میں ایک شکایت کرنی ہے کہ سلیمان اب کچھ ضرورت سے زیادہ ہی لالچی ہوتا جا رہا ہے کہ عمران سے ایک پائے کی پیالی کے عوض لاکھوں روپے وصول کر لیتا ہے جب کہ عمران سلیمان کے علاوہ اور کسی کو گھاس نہیں ڈالتا۔ اس نے آج تک سیکرٹ سروس کے ممبرز کو ایک ڈزرن تک نہیں کھلایا۔ آپ برائے کرم عمران کو سلیمان کے چنگل سے نکالیں تاکہ وہ سیکرٹ سروس کے ممبرز کی طرف بھی توجہ دے سکے۔“

محترم پرنس عبداللطیف ساقی صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ جہاں تک آپ کی شکایت کا تعلق ہے تو اصل میں آپ کو شکایت عمران کی کنبوسی والی عادت کے خلاف ہونی چاہیے آپ نے دیکھا ہوگا کہ عمران خرچ کرنے سے زیادہ وصول کرنے کے چکر میں رہتا ہے۔ یہ تو قدرت نے اس کا علاج سلیمان کی صورت میں کر دیا ہے کہ سلیمان اس سے کسی نہ کسی چکر میں وصول کر لیتا ہے البتہ سیکرٹ سروس کے ممبران کو چاہیے کہ وہ اب عمران سے ڈزرن کھانے کے لئے سلیمان کی خدمات حاصل کیا کریں۔ ورنہ سلیمان نے تو واقعی عمران کو اس قابل نہیں رکھا کہ وہ کسی کو ڈزرن کھلا سکے۔

اوکاڑہ سے شہزاد حسین صاحب لکھتے ہیں: ”آپ کا ہر ناول اپنی جگہ

ایک سے بڑھ کر ایک ہے۔ ہم نے محسوس کیا ہے کہ نوجوانوں کے ذہن آپ کے ناولوں سے متاثر ہو کر پاکیزہ کردار کی طرف مائل ہو رہے ہیں اور اپنے اپنے طور پر سماجی برائیوں کے خلاف باقاعدہ کام بھی کر رہے ہیں۔ آپ واقعی جہاد بالقلم کر کے نوجوانوں کی کردار سازی کا غنیمت فرمائیے۔ ادا کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید توفیق دے۔ دیے کافی عرصے سے آپ نے اسرائیل کے موضوع پر کوئی ناول نہیں لکھا جبکہ میں اس موضوع پر ناول بے حد پسند ہیں۔ امید ہے آپ ضرور توجہ دیں گے۔“

محترم شہزاد حسین صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ میری شروع سے ہی یہی کوشش رہی ہے کہ میرے ناول صرف ذہنی تفریح تک ہی محدود نہ رہیں بلکہ میرے تلامذین اپنی صلاحیتوں کو مثبت انداز میں ملک و قوم کے لئے استعمال کرنے کا سبق بھی حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ کا بے حد کرم ہے کہ اس نے مجھے اس مقصد میں کامیابی عطا کی ہے۔ اسرائیل کے موضوع پر انشاء اللہ جلد ہی آپ ناول پڑھیں گے۔ مجھے امید ہے کہ آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

سرگودھا سے شیخ مظہر حسین شاہ صاحب لکھتے ہیں: ”آپ کے ناول موجودہ دور کے اندھیرے میں روشنی کی کرن ہیں۔ ورنہ موجودہ دور میں تو ہر کوئی رومان اور غماشی کی طرف مائل ہے جبکہ آپ کے ناول ان تمام منفی خصوصیات سے پاک ہوتے ہیں۔ البتہ ایک لمحہ ہے کہ جب عمران اپنی گاڑی دانش منزل میں کھڑی کرتا ہے اور وہاں

کافی دیر تک رہتا ہے تو سیکرٹ سروس کے ممبران کو اس پر شک کیوں نہیں ہوتا۔ جبکہ کوئی بھی دوسرا ممبر وائش منزل میں سوائے خاص موقعوں کے نہیں جاتا۔ اُمید ہے آپ میری یہ الجھن ضرور دور کریں گے :

محترم شیخ منظر حسین شاہ صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکر یہ۔ جہاں تک آپ کی الجھن کا تعلق ہے تو یہ بات تو سب کو معلوم ہے کہ عمران ایکسٹو کا خاص نمائندہ ہے اور عمران اس سلسلے میں ایکسٹو سے ہدایات لینے کے لئے وائش منزل آتا جاتا رہتا ہے۔ باقی عمران نے ایکسٹو کا سیٹ آپ بھی ایسا کر رکھا ہے کہ عمران کی موجودگی میں ایکسٹو کی کال آجاتی ہے اور پھر عمران کو ایکسٹو سیکرٹ سروس کے ممبران کے سامنے بے عزت بھی کر دیتا ہے تو ایسے حالات میں شک کی کوئی گنجائش ہی نہیں رہتی۔ اُمید ہے کہ اب آپ کی الجھن دور ہو گئی ہوگی۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

آپ کا خلیفہ

منظر عظیم ایم۔ اے

عمران اپنے فلیٹ میں صوفے پر بیٹھا ایک غیر ملکی رسالے میں شائع مضمون پڑھنے میں مصروف تھا۔ کہ کال بیل بجنے کی آواز سنائی دی۔

”سلیمان دیکھتا کون آیا ہے“..... عمران نے رسالے سے نظریں اٹھائے بغیر سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”جی صاحب“..... سلیمان کی آواز سنائی دی اور عمران کی توجہ دوبارہ رسالے پر مرکوز ہو گئی۔

”کیا پڑھا جا رہا ہے“..... چند لمحوں بعد عمران کے کانوں میں صفدر کی آواز پڑی تو اس نے چونک کر سر اٹھایا۔ صفدر سنگ روم میں داخل ہو رہا تھا۔

”کوشش کر رہا ہوں کہ اے بی سی یاد کر لوں لیکن آج تیسرا روز ہے یاد ہی نہیں ہو رہی۔ مجھے تو لگتا ہے اس سلیمان نے اب کھانے

میں جو رن غائب دماغی ڈانٹا شروع کر دیا ہے۔..... عمران نے رسالہ پلٹ کر میز پر رکھتے ہوئے مسکرا کر کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

”اس کا مطلب ہے سلیمان آپ کے خلاف سازش کر رہا ہے۔ تاکہ آپ غائب دماغ ہو جائیں اور فلیٹ سے باہر نکلیں تو براست ہی بھول جائیں۔..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں بھلا اپنے خلاف کیسے سازش کر سکتا ہوں۔..... اسی لمحے سلیمان کی دروازے پر سے آواز سنائی دی۔

”کیوں نہیں کر سکتے۔ ہر شخص اس دنیا میں اپنے خلاف ہی سازش کرتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ نیکی کرو اور جنت میں جاؤ لیکن انسان اپنے خلاف سازش کر کے نیکی کی بجائے برائی کرتا ہے تاکہ وہ جنت میں نہ جاسکے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اس میں تھوڑی سی ترمیم کر لیں تو زیادہ بہتر قول ہو جائے گا۔

دوسروں کے لئے نیکی کرو اور جنت میں جاؤ اور یہی کام آپ سے نہیں ہوتا۔ ہزار دفعہ سمجھایا ہے کہ میرے ساتھ نیکی کریں لیکن مجال ہے کہ آپ کے کان پر جوں بچاوی کو رسکے کی جگہ مل سکے۔۔۔ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور صفدر سلیمان کی گہری اور خوبصورت بات سن کر بے اختیار ہنس پڑا۔

”تمہارے ساتھ تو نیکی کر کے اس حال تک پہنچا ہوں کہ گھنٹہ ہو گیا ہے چائے کا ایک کپ ہی نہیں ملا۔ حالانکہ آج ہی مبلغ ایک ہزار روپیہ نقد عطیہ برائے باورچی خانہ دیا ہے۔..... عمران نے منہ

بناتے ہوئے کہا۔

”ایک ہزار روپے کے عطیے کی تو رسید بھی نہیں دی جاتی کیونکہ رسید کا کاغذ اور چھپائی بھی ایک ہزار روپے سے زیادہ مہنگی پڑتی ہے۔ آپ اس حقیر اور معمولی سے عطیے کے بل بوتے پر چائے کا کپ مانگ رہے ہیں۔..... سلیمان نے جواب دیا اور تیزی سے واپس جانے لگا۔

”ارے ارے چلو مجھے نہ ہسی مہمان کو تو چائے دے دو۔ مہمان کے ساتھ کچے میرا بھی بھلا ہو جائے گا۔..... عمران نے اونچی آواز میں کہا اور صفدر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

”عمران صاحب آپ کو علم ہے کہ مس جو کیا کہاں گئی ہیں۔“ صفدر نے اچانک کہا تو عمران چونک پڑا۔

”کہاں گئی ہیں۔ کیا مطلب۔“..... عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

”گذشتہ تین روز سے ان کا فلیٹ لاکڈ ہے اور سیکرٹ سرورس کے کسی ممبر کو معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہیں۔ میں نے سوچا کہ شاید آپ کو علم ہو۔..... صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”تین روز سے۔ حیرت ہے مجھے تو معلوم نہیں ہے۔ میں تو گذشتہ ایک ہفتے سے شاید فلیٹ سے ہی باہر نہیں نکلا۔ کافی سائنسی رسائل اور کتب پڑی ہوئی تھیں جنہیں میں پڑھ نہ سکا تھا۔ اب فرصت ملی تو میں بنے سوچا کہ ان سب کو پڑھ ڈالوں لیکن جو کیا کہاں جاسکتی ہے۔ چیف سے پوچھ لینا تھا۔..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جی ہاں کاروی غیر ملکی نوجوان ہی چلا رہا تھا مس جو یا ساتھ بیٹھی ہوئی تھیں۔ میں سرک کر اس کرنے کے لئے کھڑا تھا میرے قریب سے کار گزری ہے۔" سلیمان نے جواب دیا تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر فون کارسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ دوسری طرف کافی در تک گھنٹی بجتی رہی پھر اچانک رسیور اٹھایا گیا۔

"یس جو یا بولی رہی ہوں۔" جو یا کی آواز سنائی دی۔

"یہ صفدر چہارے لئے انتہائی بے چین ہو رہا تھا۔ کہہ رہا ہے کہ جو یا تین روز سے غائب ہے۔ میں نے اسے لاکھ بٹھایا ہے کہ جو یا فلیٹ میں ہی ہوگی۔ یہ اور بات ہے کہ اسے کہیں سے چادر سلیمانی مل گئی ہو۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چادر سلیمانی کیا مطلب۔" دوسری طرف سے جو یا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"پرانے زمانے میں ایک صاحب ہوتے تھے خواجہ عمر جو اس زمانے کے بڑے عیار سمجھے جاتے تھے۔ حالانکہ آج اگر وہ زندہ ہوتے تو آج کے لوگوں کی عیاریاں دیکھ کر شرم سے خود کشی کر لیتے لیکن بہر حال اس دور کے لوگ چونکہ سیدھے سادھے ہوتے تھے اس لئے عمر صاحب جو ذرا عقل استعمال کر لیتے تھے یا انسانی نفسیات کے مطابق دوسروں کو ڈیل کر لیتے تھے۔ اپنے آپ کو عیار زمان کہلاتے تھے ان کے پاس ایک زنبیل ہوتی تھی جس میں نمبانے کون کون سی چیزیں بھری ہوتی تھیں۔ اس میں ایک چادر سلیمانی بھی تھی۔ اس

"اب ظاہر ہے ان سے ہی پوچھنا پڑے گا۔ میں نے سوچا پہلے آپ سے معلوم کر لوں، جو سکتا ہے آپ کو علم ہو۔" صفدر نے جواب دیا۔ اسی لمحے سلیمان ٹرائی ویکلیٹا ہوائنڈر داخل ہوا۔ اس نے چائے کے برتن اور ٹکوی پلیٹیں ٹرائی سے اٹھا کر میز پر رکھنی شروع کر دیں۔

"حیرت ہے۔ جو یا کہاں جا سکتی ہے۔ آج تک تو بغیر اطلاع وہ کبھی کہیں نہیں گئی۔" عمران نے کہا۔

"مس جو یا کی بات کر رہے ہیں آپ۔" برتن دیکھتے ہوئے سلیمان نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں کیوں۔" عمران نے چونک کر پوچھا۔ صفدر بھی چونک کر سلیمان کی طرف دیکھنے لگا۔

"کیا ہوا ہے انہیں۔" سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ تین روز سے فلیٹ سے غائب ہے اور کسی کو کوئی اطلاع نہیں ہے میں جی اسی لئے یہاں آیا تھا کہ شاید عمران صاحب کو علم ہو۔" صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تین روز پہلے نہیں۔ ابھی ایک گھنٹہ پہلے میں سوڈا سلف لینے مارکیٹ گیا تھا تو میں نے مس جو یا کو سرخ رنگ کی کار میں بیٹھے جاتے ہوئے خود دیکھا ہے۔ ان کے ساتھ ایک غیر ملکی نوجوان تھا۔" سلیمان نے جواب دیا۔

"غیر ملکی نوجوان۔" صفدر اور عمران نے حیران ہو کر کہا۔

جاتیں۔ میں اس سے پوچھ لیتا کہ لڑکپن میں بھی تم اسی طرح قصدی ہوتی تھیں کہ بس ناں ہی ناں ہے ہاں کرتی ہی نہیں۔ یا اب مصنوعی طور پر ایسا کرتی ہو..... عمران نے جواب دیا تو جو یا بے اختیار کھٹکھٹا کر ہنس پڑی۔

”تم اگر کہو تو میں لڑکپن کی عادتیں بھی بدل لوں گی تم کو تو ہی“..... دوسری طرف سے جو یا نے کہا تو صفدر بے اختیار مسکرا دیا۔

”مطلب ہے کہ لڑکپن میں ناہیاں کھاتی تھیں تو اب سینڈوچ کھانا شروع کر دو گی“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو جو یا بے اختیار ہنس پڑی۔

”ویسے ایک بات ہے تم نے اپنے اس کلاس فیلو صاحب کو تھکا مارا ہوگا۔ یہاں سے کار میں شمالی علاقوں کی سیر کے لئے جانا واقعی تھکا دینے والا سفر ہوگا۔ اس دھپارے کی ہڈیاں کو کڑوا کر رہیں گی۔ اس نے سیر خاک کی ہو گی۔“ جہیں چلے تھکا کہ اسے بائی ایئر لے جاتیں۔ اگر جہاز سے پاس رقم نہ تھی تو صفدر سے کہہ دیا ہوتا۔ اس نے تم جیسے مستحق افراد کے لئے سنا ہے کوئی ویلفیئر فنڈ کھول رکھا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جہیں کیسے علم ہوا کہ ہم کار میں گئے تھے..... جو یا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تو جہاز کا خیال ہے کہ صفدر کی طرح میں بھی یہی سمجھتا رہا کہ تم

جادو کی خصوصیت تھی کہ جو کوئی اسے اوڑھ لیتا وہ دوسروں کی نظروں سے غائب ہو جاتا اور دیکھ لو میرا خیال درست نکلا۔“ صفدر کہہ رہا ہے کہ تم غائب ہو جب کہ تم فون پر مجھ سے باتیں کر رہی ہو۔ اب ظاہر ہے آواز کو تو جادو سلیمانی نہیں اوڑھائی جا سکتی..... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

”میں ایک گھنٹہ پہلے آئی ہوں۔ میرا ایک دوست سوئٹزر لینڈ سے پہلی بار آیا تھا۔ ہم سکول میں اکٹھے پڑھتے رہے تھے۔ وہ مجھے ہوٹل میں مل گیا۔ وہ یہاں کے شمالی علاقوں کی سیاحت کے لئے آیا تھا۔ اس نے مجھ سے درخواست کی کہ میں اس کے ساتھ وہاں جاؤں آج کل کام تو تھا نہیں اس لئے میں نے سوچا کہ جلدو سیری ہو جائے گی۔ اس لئے اس کے ساتھ چلی گئی..... دوسری طرف سے جو یا نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”اپنے اس سکول فیلو کو مجھ سے تو ملوانا تھا تا کہ کم از کم مجھے یہ تو پتہ چل جاتا کہ تم لڑکپن میں کیسی تھیں..... عمران نے کہا۔

”لڑکپن میں کیسی تھیں کیا مطلب.....“ جو یا نے حیران ہو کر پوچھا۔ چونکہ عمران نے لاؤڈر کا بشن شروع میں ہی دبا دیا تھا اس لئے صفدر بھی جو یا کی باتیں سن رہا تھا۔ ساتھ ساتھ وہ چائے بھی پیتا جا رہا تھا۔

”نفیسات دان کہتے ہیں کہ لڑکپن میں آدمی مکمل ہو جاتا ہے۔ باقی عمر تو بس وہ ویسا ہی رہتا ہے اور لڑکپن کی عادتیں ساری عمر نہیں

ہوئے مسکرا کر کہا اور صفدر بے اختیار مسکرا دیا۔

”ہونہہ اس کا مطلب ہے کہ تم میری نگرانی کرتے رہتے ہو۔ یہ زیادتی ہے۔ تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا“..... دوسری طرف سے جو لیانے عصبی لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”محترمہ ناراض ہو گئی ہیں۔ لیکن جلد چہار تو مسئلہ حل ہو گیا کہ جو لیانے غائب نہیں ہوئی“..... عمران نے رسیور رکھ کر مسکراتے ہوئے صفدر سے کہا۔

”عمران صاحب شمالی علاقے دارالحکومت سے بہت دور ہیں اور راستے بھی اچھائی وشارنگراہیں۔ دوسری بات یہ کہ مائیکل صاحب سونٹز لینڈ کے رہنے والے ہیں اور سونٹز لینڈ میں پاکیشیا سے الٹ ہاتھ پر ٹریفک چلتی ہے۔ اس لئے یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک نوجوان جو پہلی بار پاکیشیا آیا ہو۔ اور یہاں سے کار چلا کر جائے“..... صفدر نے کہا۔

”زیادہ باریک بینی میں نہ جایا کرو۔ اتنی باریک بینی صحت کے لئے مفید نہیں ہوتی۔ ہو سکتا ہے کہ ان صاحب کے پاس انٹرنیشنل ڈرائیونگ لائسنس ہو اور اس کے ساتھ ساتھ وہ کار کے سفر کو ہوائی سفر کی نسبت زیادہ انجوائے کرتے ہوں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر سر ہلاتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

”اوکے آپ پڑھیں میں اب چلتا ہوں“..... صفدر نے کہا۔

”خنویر کو اس مائیکل کے بارے میں نہ بتاؤ ورنہ ہو سکتا ہے

تین دنوں سے فلیٹ سے غائب ہو۔ ایسی بات نہیں۔ اس دنیا میں ایک میں ہی تو چہار ابھی خواہ ہوں“..... عمران نے گول مول سے انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں شمالی علاقوں کی سیر کے لئے گئی ہوں“..... جو لیانے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

”بتایا تو ہے کہ جو کسی کا بھی خواہ ہو اسے یہی کوہر حال ہر وقت نظروں میں رکھنا پڑتا ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ تم کیسے لفظ بولتے ہو۔ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آتا۔ یہ بھی کیا ہوتا ہے“..... جو لیانے جواب دیا۔

”ہوتا نہیں ہوتی ہے۔ یہی ناشپاتی کی شکل کا ایک پھل بھی ہوتا ہے اور بہتری نیکی اور اچھائی کو بھی کہتے ہیں۔ یہی خواہ کا مطلب جو دوسرے کی بہتری چاہے اب اس کا فیصلہ تم خود کر سکتی ہو کہ تم یہی کے کس مطلب پر پورا اترتی ہو۔ ناشپاتی جیسے پھل یا نیکی بہتری یا اچھائی والے ہیں۔ بہر حال چہار ابھی خواہ ہی ہوں“..... عمران نے جواب دیا۔

”تم ان لفظوں کا ہر پھر ڈال کر اصل بات گول کر جاتے ہو۔ تمہیں کیسے پتہ چلا کہ میں اور مائیکل کار پر شمالی علاقوں کی سیر پر گئے تھے“..... جو لیانے کہا۔

”مجھے تو یہ بھی معلوم ہے کہ کار کا رنگ سرخ تھا اور اسے مائیکل صاحب ڈرائیور کر رہے تھے“..... عمران نے صفدر کی طرف دیکھتے

پتھارے کی قبر بھی پاکیشیا میں ہی بن جائے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر ہنستا ہوا امرا اور کرے سے باہر نکل گیا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے میز پر پلٹ کر رکھا ہوا رسالہ اٹھایا اور اسے پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔

دروازے پر دستک کی آواز سن کر کرسی پر بیٹھے ہوئے ادھیر عمر غیر ملکی نے چونک کر سر اٹھایا۔
 "یس کم ان۔..... اس نے سخت لہجے میں کہا تو دروازہ کھلا اور ایک غیر ملکی نوجوان اندر داخل ہوا۔
 "مائیکل تم۔ آؤ بیٹھو۔..... ادھیر عمر غیر ملکی نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ چڑی ہوئی کرسی کی طرف اشارہ کر دیا۔
 "آپ سنائیں کیسے گزرے یہ تین دن۔..... مائیکل نے کرسی پر بیٹھے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"بس ادھر ادھر گھومتے پھرتے گزر گئے۔ تم سناؤ کوئی کامیابی ہوئی۔..... ادھیر عمر غیر ملکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 "ہاں جو لیا پتھارے لئے کام کرنے کے لئے تیار ہو چکی ہے اور ایک اور خوشخبری بھی آپ کو سنائی ہے کہ جو لیا پاکیشیا سیکرٹ سروس میں

ڈپٹی چیف ہے۔..... مائیکل نے کہا تو ادھیر عمر غیر ملکی بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے ہر نے پرشدید حیرت کے تاثرات جیسے بخمد ہو گئے تھے۔

”کیا کہہ رہے ہو۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی سیکرٹ سروس کسی غیر ملکی کو ڈپٹی چیف بنادے۔“
”مجھے تو اس بات پر بھی شک تھا کہ جو کیا کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے بھی یا نہیں اور تم کہہ رہے ہو کہ وہ ڈپٹی چیف ہے۔“ ادھیر عمر غیر ملکی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں درست کہہ رہا ہوں میرے پاس اس ساری گفتگو کی تفصیل موجود ہے جو ہم نے جو کیا کے لاشعور سے کی ہے۔ بڑے عجیب عجیب انکشافات ہیں۔..... مائیکل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”حیرت ہے۔ کہاں ہے وہ ٹیپ مجھے سنو“..... ادھیر عمر غیر ملکی نے کہا تو مائیکل نے سر ہلادیا۔

”کیسے عقبی کمرے میں چلتے ہیں۔ یہاں سے آواز باہر جا سکتی ہے۔..... مائیکل نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ ادھیر عمر غیر ملکی بھی اٹھنے ہی لگا تھا کہ پاس بڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ادھیر عمر غیر ملکی نے اٹھنے کا ارادہ ملتوی کر دیا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا جب کہ مائیکل آگے بڑھنے کی بجائے وہیں رک گیا۔

”میں رچرڈ سپیکنگ۔“ ادھیر عمر غیر ملکی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”راجہ بول رہا ہوں۔..... دوسری طرف سے ایک بھاری آواز

سنائی دی۔

”اوہ ہاں آپ..... رچرڈ نے اس طرح حیرت بھرے لہجے میں کہا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ راجہ اس طرح اچانک فون کر سکتا ہے۔

”تمہارے مشن کا کیا ہوا۔ پارٹی نے میرا سر کیا ہوا ہے۔ وہ بار بار پوچھ رہی ہے اور تم جب سے گئے ہو تم نے کوئی رپورٹ ہی نہیں دی۔..... دوسری طرف سے قدرے سخت لہجے میں کہا گیا۔

”ہاں کام آسان نہیں ہے۔ یہاں پاکیشیا میں اس قسم کا مشن مکمل کرنا بے حد مشکل ہوتا ہے اس لئے انتہائی منصوبہ بندی کے ساتھ کام کرنا پڑتا ہے۔ بہر حال آپ پارٹی کو کہہ دیتے کہ زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے میں ان کا کام ہو جائے گا۔..... رچرڈ نے بھی قدرے ناخوشگوار سے لہجے میں کہا۔

”اوکے۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور رچرڈ نے رسیور رکھ دیا۔

”ہاں یہی کھتا ہے کہ یہاں بھی جند لڑکیوں کو رشوت دے کر اور جند کو ڈرا دھمکا کر مشن مکمل ہو سکتا ہے۔“..... رچرڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ مائیکل نے مسکراتے ہوئے کندھے اچکائے لیکن رچرڈ کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے عقبی کمرے میں پہنچ گئے۔ مائیکل نے دروازہ بند کیا اور پھر ایک الماری کی طرف چڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی اس میں سے ایک جدید ساخت کا ٹیپ ریکارڈر نکال کر میز پر رکھا اور اسے آن کر کے چیک کرنا شروع کر دیا کہ وہ درست کام کر رہا

نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹیپ ریکارڈر سے ٹیپ باہر نکال لیا۔
 "تم نے مشن کے بارے میں کوئی سوال نہیں کیا"..... رچرڈ نے
 ہاتھ مائیکل مسکرا دیا۔

"اس بارے میں بھی بات ہوئی تھی لیکن میں نے احتیاطاً اسے
 ٹیپ نہ کیا تھا..... مائیکل نے جواب دیا اور رچرڈ نے اس طرح
 شبہات میں سر ہلا دیا جیسے وہ مائیکل کے جواب کی پوری طرح تائید کر رہا
 ہو۔

"مجھے بتاؤ کیا بات ہوئی ہے"..... رچرڈ نے کہا۔

"میں نے بتایا ہے ناں کہ جولیا ہمارے لئے کام کرنے کے لئے تیار
 ہو چکی ہے۔ ڈاکٹر وائسن واقعی اپنے فن کا ماہر ہے۔ پہلے جب جولیا کو
 میں اس کے پاس لے گیا اور اس نے جولیا سے بات چیت کی تو اس
 نے مجھے بتایا کہ جولیا کا کہیں بے حد مشکل ہے۔ یہ عورت ذہین اور
 اعصابی طور پر انتہائی مضبوط ہے۔ لیکن میرے اصرار پر اس نے کہا کہ
 جولیا کو کام پر آمادہ کرنے کے لئے اسے کم از کم تین روز بھت کرنی
 پڑے گی۔ چنانچہ میں نے جولیا کو اس بات کے لئے آمادہ کر لیا کہ وہ
 میرے ساتھ شمالی علاقوں کی سیر کے لئے چلے۔ پہلے تو آمادہ نہ ہو رہی
 تھی لیکن میرے اصرار پر وہ تیار ہو گئی۔ میں نے اسے ساتھ بٹھا کر ایئر
 پورٹ لے جاتے ہوئے ڈاکٹر وائسن کی ہدایت کے مطابق ایک ویران
 سڑک پر اچانک گئیں فائر کر کے بے ہوش کر دیا اور اس کے بعد اسے
 ڈاکٹر وائسن کے پاس پہنچا دیا۔ ڈاکٹر وائسن نے اسے تین روز تک

ہے یا نہیں۔ جب اس کی تسلی ہو گئی تو اس نے کوٹ کی اندرونی
 جیب سے ایک مائیکرو ٹیپ نکالا اور اسے ٹیپ ریکارڈر پر ایڈجسٹ کرنا
 شروع کر دیا۔ پوری طرح ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے بین دبا دیا۔
 "جہاز نام"..... مائیکل کی آواز ٹیپ ریکارڈر سے برآمد ہوئی۔

"جولیا نافروائر"..... ایک نسوانی آواز سنائی دی لیکن بولنے والی کا
 انداز بتا رہا تھا کہ وہ لاشعوری کیفیت میں بول رہی ہے۔

"کیا جہاز تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے"..... مائیکل کی
 آواز سنائی دی۔

"ہاں میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کی رکن اور ڈپٹی چیف
 ہوں"..... جولیا کی آواز سنائی دی اور کرسی پر بیٹھے ہوئے رچرڈ کے
 چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھرائے۔ پھر مائیکل مختلف سوال کرتا رہا
 اور جولیا جواب دیتی رہی اور رچرڈ کے چہرے پر حیرت کے تاثرات لمحہ بہ
 لمحہ بڑھتے چلے گئے۔ اس کی آنکھوں میں چمک ابھرائی تھی۔ جب ٹیپ
 سے آواز آتی بند ہو گئی تو مائیکل نے ہاتھ دھاکر ٹیپ ریکارڈر آف کر دیا۔
 "حیرت انگیز انتہائی حیرت انگیز۔ تو انتہائی قیمتی معلومات ہیں۔
 صرف وہ اپنے چیف ایکسٹرنل کے بارے میں کچھ نہیں بتا سکی باقی اس نے
 سب کچھ بتا دیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس قدر قیمتی معلومات پاکیشیا
 کے کسی بھی دشمن ملک کو انتہائی گراں معاوضے پر فروخت کی جا سکتی
 ہیں"..... رچرڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اسی لئے تو میں نے اس ساری گفتگو کو ٹیپ کر لیا تھا"۔ مائیکل

مائیکل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”جہاں مطلب ہے کہ اب کسی کو یہ معلوم نہ ہو سکے گا کہ جو یا ان تین دنوں میں کہاں رہی ہے لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ جو یا کے ساتھی اسے دیکھتے ہی سمجھ جائیں کہ جو یا کا ذہن کنٹرولڈ ہے۔ اس طرح تو ساری صورت حال بدل سکتی ہے۔“..... رچرڈ نے جواب دیا۔

”آپ چونکہ ڈاکٹر وائسن کی مہارت کے بارے میں پوری طرح واقف نہیں ہیں اس لئے ایسی بات کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر وائسن نے عام پینائٹ کی طرح جو یا کو پینائٹ نہیں کیا۔ صرف اس کے ذہن میں اپنی مشین کے ذریعے خاص سچین ڈال دیتے ہیں ویسے جو یا ذہنی اور جسمانی طور پر ہر لحاظ سے نارمل بھی رہے گی۔ صرف جب اس کے سامنے چند خاص لفظ بولے جائیں گے تو وہ ٹرانس میں آجائے گی اور جب دوسرے خاص لفظ بولے جائیں تو وہ ٹرانس سے نکل جائے گی لیکن ٹرانس کے دوران بھی وہ پینائٹزم کے عام معمول کی طرح نہیں ہو گی بلکہ بالکل نارمل انداز میں کام کرے گی۔“..... مائیکل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اگر ایسی بات ہے تو پھر ٹھیک ہے اور اب تو ویسے بھی آسانی ہو گئی ہے۔ وہ بحیثیت ڈپٹی چیف بڑی آسانی سے وزارت دفاع کے ریکارڈ روم سے فائل حاصل کر سکتی ہے۔“..... رچرڈ نے کہا۔

”جی ہاں میں نے بھی یہی سوچا ہے کہ اس کی اس حیثیت سے فائدہ اٹھایا جائے ورنہ پہلے تو یہی خیال تھا کہ اگر وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس

مسلسل ہے ہوش رکھا اور اسے کسی مخصوص دوا کے انجکشن لگاتا رہا۔ تین روز بعد اس نے اپنی لہذا کردہ مخصوص مشین پر اس کے ذہن کو چیک کیا اور یہ بتایا کہ اب جو یا اس کی مشین کے کنٹرول میں آگئی ہے لیکن چونکہ ہمارے پاس صرف اطلاع ملی تھی کہ جو یا کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ اس اطلاع کو کنفرم کرنا ضروری تھا اس لئے اس مشین کی مدد سے میں نے جو یا کے ساتھ یہ گفتگو کی جس کا ٹیپ میں نے آپ کو سنوایا ہے۔ پھر میں نے جو یا سے اپنے مشن کے بارے میں بات کی تو اس عالم میں بھی جو یا نے مشن پر کام کرنے سے صاف انکار کر دیا لیکن ڈاکٹر وائسن نے اس مشین کے ذریعے اسے مکمل طور پر کنٹرول کرنے کے بعد اس کے ذہن میں یہ بات بٹھادی کہ اس نے ہر حالت میں ہمارا مشن مکمل کرنا ہے۔ چنانچہ جو یا تیار ہو گئی چونکہ اب یہ بات کنفرم ہو گئی تھی کہ جو یا کا تعلق نہ صرف سیکرٹ سروس سے ہے بلکہ وہ اس کی ڈپٹی چیف ہے اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ اس کے ذہن کو مخصوص اشارات دے دیں جائیں۔ چنانچہ ڈاکٹر وائسن نے میرے کہنے پر جو یا کے ذہن کو مخصوص سچین دیئے اور اس کے بعد مشین ہٹا دی۔ میں جو یا کو اسی بے ہوشی کے عالم میں کار نہیں ڈال کر وہاں سے نکال کر لے آیا اور پھر راستے میں میں نے اسے ہوش دلا دیا۔ ذہنی سچین کی وجہ سے جو یا یہی سمجھتی رہی کہ وہ میرے ساتھ تین دن تک شمالی علاقوں کی سیر کرتی رہی ہے اور اب ہم واپس آ رہے ہیں۔ پھر میں نے اسے اس کے فلیٹ پر چھوڑا اور یہاں آگیا۔“

مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”او کے تم اب جاؤ۔ اب تو ویسے بھی شام ہونے والی ہے۔ میں رات کو اس پر پوری طرح غور کروں گا۔ صبح تم آجانا۔ مجھے یقین ہے کہ ہم کل ہی وہ فائل حاصل کر لیں گے اور پھر خاموشی سے یہاں سے نکل جائیں گے۔“ رچرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا تو مائیکل اٹھ کھڑا ہوا۔ رچرڈ بھی اس کے ساتھ ہی اٹھا اور پھر وہ دونوں عقبی کمرے سے پہلے والے کمرے میں آئے اور پھر مائیکل دروازہ کھول کر باہر چلا گیا جب کہ رچرڈ دوبارہ اسی کرسی پر بیٹھ گیا جس پر وہ مائیکل کی آمد سے پہلے بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے کرسی کی پشت سے سرٹکا کر آنکھیں بند کر لیں۔ اس کا ذہن تیزی سے کسی طور پر منصوبہ بندی کے بارے میں سوچ رہا تھا جو اس قدر بے داغ ہو کر مشن مکمل ہونے کے کافی عرصہ بعد تک کسی کو اس کا علم نہ ہو سکے۔

کی رکن ہے تو اسے بحیثیت سیکرٹ سروس کے رکن کے استعمال کرتے ہوئے وہاں سے فائل اڑوائی جائے لیکن اب میرا خیال ہے کہ وہ فون کر کے بھی فائل منگوا سکتی ہے۔“ مائیکل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہاں تو پھر کب کرنا ہے یہ کام؟“ رچرڈ نے قدرے بے چین سے لہجے میں کہا۔

”میرا خیال ہے کہ جس قدر جلد یہ کام کر لیا جائے بہتر ہے۔ کیونکہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ذرا بھی اس کام کی بھٹک پڑ گئی تو مشن ناکام بھی ہو سکتا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ باس نے صرف میری وجہ سے یہ مشن ہاتھ میں لیا ہے وہ مجھے اور میرے ساتھ آپ کو گولی مارنے سے بھی دریغ نہ کرے گا۔“ مائیکل نے کہا۔

”جیسے تم مناسب سمجھو۔ لیکن اس کے لئے انتہائی محتاط منصوبہ بندی کی ضرورت ہے کیونکہ میں نے جو معلومات حاصل کی ہیں اس کے مطابق وزارت دفاع کے ریکارڈز میں سے کسی فائل کے باہر آنے پر بے شمار چیک رکھے گئے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ انہیں کوئی شبہ ہو جائے۔“ رچرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں نے جو کام کرنا تھا وہ کر لیا اب منصوبہ بندی کرنا آپ کا کام ہے۔ ساری صورتحال کو سامنے رکھتے ہوئے آپ جو منصوبہ بندی کریں گے میں صرف اس پر عمل کروں گا کیونکہ آپ سے بہتر منصوبہ بندی کوئی نہیں کر سکتا۔“ مائیکل نے جواب دیا تو رچرڈ نے

میں نے بھی محاورہ آدی کے پھیلنے کی بات کی ہے۔ ضروری نہیں کہ آدی صرف جسمانی طور پر ہی پھیلے..... عمران نے جواب دیا اور بلیک زرد نے ہنستے ہوئے اثبات میں سر ملادیا۔

”کافی عرصہ ہو گیا ہے سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کیس ہی نہیں ہے۔ لگتا ہے کہ اب بین الاقوامی سطح پر جرائم کم ہو گئے ہیں یا پھر پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہوا استا پیجہ گیا ہے کہ اب کوئی اوجہ کا رخ ہی نہیں کرتا..... بلیک زرد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم کوئی محقول تعداد کے ہندسوں کا چیک دینے کا وعدہ کر دو تو میں روزانہ دو چار کیس تو بنای سکتا ہوں لیکن تم اصل کیس میں بھی کبھیس یونیورسٹی کے وائس چانسلر بن جاتے ہو۔ بیٹے ہوئے کیس میں کیا کر دو گے.....“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میری طرف سے آپ بلیٹک چیک لے لیں.....“ بلیک زرد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بلیٹک کا مطلب ہے سادہ کاغذ.....“ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور بلیک زرد ہنس پڑا۔ پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسپور اٹھا دیا۔ اس کی عادت تھی کہ وہ جب آپریشن روم میں ہوتا تو فون خود اٹھ کیا کرتا تھا۔

”ایکسٹو.....“ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”ظاہر بول رہے ہو.....“ دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز

عمران وائش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زرد احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

”بیٹھو بیٹھو۔ اب یہاں بیٹھے بیٹھے اتنے بھی موئے نہیں ہو گئے کہ ورزش کرنا شروع کر دو.....“ عمران نے کرسی پر بیٹھے ہوئے مسکرا کر کہا تو بلیک زرد بے اختیار ہنس پڑا۔

”اگر میں روزانہ سخت ورزش کا عادی نہ ہوتا تو شاید اب تک یہ کرسی جگ پڑ چکی ہوتی.....“ بلیک زرد نے کرسی پر بیٹھے ہوئے ہنس کر کہا۔

”کرسی تنگ نہیں ہو ا کرتی۔ آدی پھیل جاتا ہے.....“ عمران نے کہا تو بلیک زرد کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”میں نے تو محاورہ بات کی تھی.....“ بلیک زرد نے ہنستے ہوئے کہا۔

خود ہی اقرار کر لیا ہے کہ وہ سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہے تو پھر وزارت دفاع کی انتہائی اہم ترین فائل ٹریبل ایکس واپس بھجوا دو۔ دو روز ہو گئے ہیں اسے تمہارے پاس آئے ہوئے..... سرسلطان نے کہا تو عمران کے ساتھ ساتھ میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھا ہوا بلیک زیرو بھی بے اختیار اچھل پڑا۔

”وزارت دفاع کی فائل ٹریبل ایکس بھجوا دوں۔ کیا مطلب کیا آپ اپنے حواس میں ہیں..... اس بار عمران کے لیے جی میں تلخی آگئی تھی۔“ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ دو روز پہلے جو لیا سیکرٹری وزارت دفاع کے آفس میں گئی۔ سیکرٹری وزارت دفاع اکرام صاحب سرکاری دورے پر ملک سے باہر تھے اسے ڈپٹی سیکرٹری راشد صاحب نے انڈ کیا۔ جو لیا نے اپنا تعارف بطور ڈپٹی چیف آف سیکرٹ سروس کر لیا اور ساتھ ہی سرکاری شافٹی کارڈ بھی دکھایا اور ریکارڈ روم سے ٹریبل ایکس فائل طلب کی۔ ڈپٹی سیکرٹری سیکرٹ سروس کا نام سننے ہی گھبرا گیا۔ اس نے فائل منگوا دی۔ جو لیا نے کہا کہ یہ فائل چیف آف سیکرٹ سروس ایکسٹونے ہیڈ کوارٹر طلب کی ہے اور اس کی اہمیت کے پیش نظر وہ خود یہاں آئی ہے۔ ڈپٹی سیکرٹری نے باقاعدہ جو لیا سے فائل کی رسید لی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے سرکاری شافٹی کارڈ کا نمبر وغیرہ اور دوسری تفصیلات بھی درج کیں اور فائل اس کے حوالے کر دی۔ آج اس فائل کی ضرورت پڑی تو ڈپٹی سیکرٹری نے تجھ سے رابطہ کیا۔ کیونکہ انہیں براہ راست ایکسٹو کا نمبر معلوم نہ تھا۔ میں یہ تفصیلات سن کر

سنائی دی۔

”ظاہر کو ظہارت خانے سے فرصت ملے گی تو بولنے کے قابل ہو گا..... اس بار عمران نے اپنے اصل لہجے میں کہا۔

”اوہ تو تم یہاں ہو۔ میں نے پہلے فلیٹ پر فون کیا تھا۔ سلیمان نے بتایا کہ تم وہاں سے جا چکے ہو۔ یہ بتاؤ کہ جو لیا کب سے سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف بنی ہے..... سلطان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”کب سے بنی ہے کیوں۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں..... عمران نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کیا واقعی وہ ڈپٹی چیف ہے..... سرسلطان نے اس کے سوال کا جواب دیتے کی بجائے ان سوال کرتے ہوئے کہا۔

”ہاں وہ واقعی سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہے لیکن آپ کو بیٹھے بٹھانے جو لیا کے ڈپٹی چیف ہونے سے کیا دلچسپی پیدا ہو گئی ہے۔“ عمران کے لہجے میں انتہائی حیرت تھی۔

”مجھے تم نے آج تک بتایا ہی نہیں کہ جو لیا ڈپٹی چیف ہے اور تم نے اسے ڈپٹی چیف ہونے کا باقاعدہ سرکاری شافٹی کارڈ جاری کیا ہوا ہے..... سرسلطان کے لہجے میں تلخی تھی۔

”سرکاری شافٹی کارڈ۔ کیا مطلب۔ سیکرٹ سروس کا کسی سرکاری شافٹی کارڈ سے کیا تعلق۔ یہ آپ کو ہو کیا گیا ہے خیریت ہے۔“ عمران کے لہجے میں واقعی انتہائی حیرت تھی۔

”اس بات نے تو مجھے حیران کر دیا تھا۔ بہر حال اب جب تم نے

”ظاہر ہے در نہ جو یا کو کیا ضرورت تھی کہ ایسا کرتی“..... عمران نے کہا۔

”لیکن ڈپٹی سیکرٹری کے بقول جو یا کو اس نے فون کیا ہے تو جو یا نے کہا ہے کہ فائل سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر میں ہے۔ ایکسٹو سے طلب کی جائے“..... سر سلطان نے جواب دیا۔

”جو یا کو فون کیا۔ اس کے پاس جو یا کا فون پیغبر کہاں ہے آگیا“..... عمران نے اہتائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”بقول اس کے جو یا اسے خود فون نمبر دے کر گئی تھی“..... سر سلطان نے جواب دیا۔

”اوہ پھر تو کوئی لمبا فراڈ ہو رہا ہے۔ میں معلوم کرتا ہوں جو یا سے“..... عمران نے کہا۔

”ہاں معلوم کر کے مجھے بتاؤ۔ یہ فائل ہمارے دفاعی نظام کی اہم فائل ہے۔ دفاع میں شامل اہم ترین میزائلوں کے بارے میں اس میں تفصیلات درج ہیں“..... سر سلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے ہونٹ جباتے ہوئے کر بیڈل دیا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔ اس کی پیشانی پر تشویش کا جال سا پھیل گیا تھا اور یہی حالت بلیک زبرد کی بھی تھی۔ وہ بھی ہونٹ چھینچھینچتا ہوا تھا عمران نے کر بیڈل دیا کہ جو یا کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔ دوسری طرف سے چند لمحے گھنٹی بجتی رہی پھر رسید اٹھایا گیا۔

”جو یا بول رہی ہوں“..... دوسری طرف سے جو یا کی آواز سنائی

بے حد حیران ہوا۔ میں نے فوری طور پر ڈپٹی سیکرٹری کو اس رسید اور سرکاری شافی کارڈ کی تفصیلات سمیت اپنے دفتر میں طلب کر لیا۔ رسید پر واقعی جو یا کے دستخط ہیں۔ ڈپٹی سیکرٹری کے مطابق کارڈ پر جو یا کا فون بھی تھا اور اس پر سیکرٹ سروس کی سرکاری سیل بھی موجود تھی میں نے اسے تو یہ کہہ کر بھیج دیا کہ میں ایکسٹو سے رابطہ کر کے اسے بتاتا ہوں لیکن تیزی بگھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کیا ہے۔ اساتو مجھے معلوم ہے کہ مس جو یا جہادی سروس کی ممبر ہے لیکن مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ وہ ڈپٹی چیف ہے لیکن اس سے پہلے تم نے کبھی فائل اس طرح تو نہیں منگوائی تھی“..... سر سلطان نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا تو عمران کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھٹ کر کانوں تک پہنچ گئیں۔

”میں نے یہ ظاہر نہ تو کوئی فائل نہیں منگوائی اور نہ ہم فائل اس طرح منگوا سکتے ہیں اور نہ ہی جو یا ایسا کسی ممبر کو سیکرٹ سروس کا شافی کارڈ کبھی جاری کیا گیا ہے اور نہ ہی جو یا ایسا کر سکتی ہے۔ وہ اہتائی ذمہ دار خاتون ہے۔ یہ ضرور کوئی لمبا کھیل کھیلا گیا ہے۔ اس ڈپٹی سیکرٹری کا داغ غراب تھا کہ اس نے بغیر تصدیق کے اس قدر اہم فائل اس طرح آنے والی عورت کے حوالے کر دی“..... عمران نے اہتائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”کیا مطلب کیا وہ جو یا نہیں تھی کوئی فرضی عورت تھی“۔ سر سلطان نے اہتائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

دی۔

"ایکسٹو..... عمران کا بچہ ضرورت سے زیادہ سخت تھا۔

"میں سر..... جو یانے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"تم سیکرٹری وزارت دفاع کے آفس میں گئی تھیں..... عمران نے اسی طرح انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"میں سردور و ڈھیلے کی بات ہے..... دوسری طرف سے جو یانے جواب دیا تو عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن پر کسی نے ایٹیم بم بار دیا ہو۔

"تم وہاں سے ٹرپل ایکس فائل لے آئی تھیں..... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"میں سر آپ نے خود ہی تو حکم دیا تھا..... جو یانے لہجے میں حیرت تھی۔

"وہ فائل کہاں ہے..... عمران نے بڑی مشکل سے اپنے آپ پر کنٹرول کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کے حکم پر میں نے اسے دانش منزل کے رسپونگ بکس میں ڈال دیا تھا۔ لیکن آپ اس انداز میں کیوں پوچھ رہے ہیں..... جو یانے

کے لہجے میں حیرت تھی اور عمران نے جو یانے کا جواب سن کر بلیک زبرد کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا تو بلیک زبرد نے انکار میں سر ملا دیا۔

"تم نے وہاں ڈپٹی سیکرٹری کو اپنا سرکاری شناختی کارڈ دکھایا تھا۔ سیکرٹرس کے ڈپٹی چیف کا کارڈ..... عمران نے کہا۔

"میں سر..... جو یانے جواب دیا۔

"وہ کارڈ کہاں ہے..... عمران نے پوچھا۔

"آپ کے حکم کے مطابق فائل کے ساتھ رسپونگ بکس میں ڈال دیا تھا..... جو یانے جواب دیا۔

"وہ کارڈ ہمیں کیسے ملا تھا..... عمران نے چند لمبے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"دانش منزل کے آؤٹ بکس سے۔ آپ نے فون کر کے کہا تھا کہ آؤٹ بکس میں کارڈ موجود ہے۔ میں وہ کارڈ وہاں سے لے لوں اور

سیکرٹری وزارت دفاع کے دفتر جا کر یہ کارڈ دکھا کر ٹرپل ایکس فائل حاصل کروں اور پھر یہ کارڈ فائل سمیت دانش منزل کے رسپونگ

باکس میں ڈال دوں۔ آپ نے کہا تھا کہ اس فائل کی اہمیت ایسی ہے کہ اس کے حصول کے لئے مجھے خصوصی طور پر بھیجا جا رہا ہے اور میں

نے حکم کی تعمیل کر دی..... جو یانے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا حکم تھیں فون پر دیا گیا تھا..... عمران نے کہا۔

"میں سر..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"تم نے ڈپٹی سیکرٹری کو اپنا ذاتی فون نمبر بھی دیا تھا..... عمران نے پوچھا۔

"میں سردور و ڈھیلے دیتے ہیں بھگپارہا تھا۔ چونکہ آپ کا حکم تھا کہ میں نے فائل لازماً لے کر آئی ہے اس لئے میں نے اس کی تسلی کے لئے اسے

ذاتی فون منبر دے دیا تھا۔ ویسے اس نے باقاعدہ سرکاری رسید مجھ سے لے لی تھی اور کارڈ کی تفصیلات درج کی تھیں اور اب سے دو گھنٹے پہلے اس کا فون آیا تھا کہ انہیں فائل فوری چاہئے تو میں نے اسے بتا دیا کہ فائل آپ تک پہنچادی گئی ہے۔ وہ آپ سے رابطہ کریں۔ اس نے آپ کا منبر پوچھا تو میں نے انکار کر دیا۔ اس پر وہ کہنے لگا کہ وہ ایکسٹو سے کیسے رابطہ کریں تو میں نے اسے بتایا کہ سرسلاخان، سیکرٹری وزارت خارجہ کی معرفت رابطہ ہو سکتا ہے۔ پھر اس نے فون بند کر دیا۔ لیکن سر آپ یہ سب کچھ اس انداز میں کیوں پوچھ رہے ہیں۔ کیا کوئی گڑبڑ ہے۔

جولیا کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

”نہیں فی الحال تو کوئی گڑبڑ نہیں ہے لیکن ایک اطلاع ابھی ملی تھی جس سے گڑبڑ کا امکان ہو سکتا تھا اس لئے میں نے تم سے تفصیلات حاصل کرنی ضروری سمجھیں.....! عمران نے کہا اور رسیور کریڈل پر ہیٹ دیا۔ اس کا بچہ رہتا تھا کہ اس وقت اس کا ذہن انتہائی پریشان ہو رہا ہے۔

”یہ سب کیا ہے عمران صاحب۔ میں نے تو نہ جولیا کو فون کیا۔ نہ فائل مجھ تک پہنچی اور نہ میں نے اسے کارڈ بھیجوا.....“ بلیک زیرو نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”سچی بات تو میری سمجھ میں نہیں آ رہی۔ ویسے یہ تو ہو سکتا ہے کہ کسی نے فون پر جہاری آواز میں اسے حکم دے دیا ہو لیکن وہ کہہ رہی ہے کہ اس نے کارڈ دانش منزل کے آڈٹ باکس سے لیا تھا۔ پھر فائل

جولیا یقیناً جھوٹ بول رہی ہے عمران صاحب.....“ بلیک زیرو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس کا بچہ بتا رہا تھا کہ وہ بڑی مشکل سے اپنے غصے کو کنٹرول کر رہا ہے۔

”نہیں جولیا جھوٹ نہیں بول رہی۔ میں جھوٹ بولنے والے کا بچہ اچھی طرح پہچانتا ہوں.....“ عمران نے سرو لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو۔ تو کیا آپ کا مطلب ہے کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں۔“ بلیک زیرو کی حالت دیکھنے والی ہو گئی تھی۔

”نہیں تم بھی جھوٹ نہیں بول رہے۔ یہ دراصل کوئی اور چکر ہے اور ہمیں فوراً اس چکر کو سمجھنا پڑے گا ورنہ سیکرٹ سروس کا یہ پورا سیٹ ہی ختم کرنا پڑ جائے گا.....“ عمران نے کہا تو بلیک زیرو کا غصے کی شدت سے مسخ ہوتا ہوا لہجہ تیزی سے نارمل ہوتا چلا گیا۔

”آپ کا مطلب ہے کہ کسی نے فیری آواز میں اسے حکم دیا۔ لیکن کسی کو یہ کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ ڈپٹی چیف ہے یہ ہمارا اپنا سیٹ اپ ہے پھر شاختی کارڈ کو دانش منزل سے جولیا کا خود حاصل کرنا

اور جو یا کا یہ کہنا کہ فائل اور شاخشی کارڈ اس نے دانش منزل کے رسیونگ باکس میں ڈال دیا تھا یہ سب متضاد باتیں بیک وقت کس طرح ممکن ہیں..... بلیک زبرد کے لہجے میں مرجانے کی حد تک حیرت تھی۔ عمران بھی ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں میں فکر مند کی تاثرات نمایاں تھیں اور فراخ پیشانی پر اس وقت اتنی شکنیں نمودار ہو گئی تھیں جیسے اس کی عمر ہزاروں سال کی ہو گئی ہو۔ پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ایک لمبا سانس لیتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

"ایکسو"..... عمران نے سر لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں..... دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"تمہاری یہ سنگین سنجیدگی بتا رہی ہے کہ کوئی لمبی گز ہو چکی

ہے۔ دوسری طرف سے سر سلطان نے انتہائی پریشان لہجے میں کہا۔
"ہاں ٹرپل ایکس فائل ہمارے ہاتھوں سے نکل چکی ہے اور اس کام کے لئے ڈی جویا استعمال کی گئی ہے۔"..... عمران نے اسی طرح سر لہجے میں کہا۔

"ڈی جویا..... یہ ڈی جویا کا کیا مطلب۔" سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"فائل اصل جویا نے حاصل نہیں کی ڈی جویا نے حاصل کی

ہے..... عمران نے جواب دیا۔

"لیکن بقول ڈپٹی سیکرٹری جویا نے فون پر اس بات کا اقرار کیا ہے کہ اس نے فائل حاصل کر کے ایکسو کو پہنچادی ہے۔ کیا ڈپٹی سیکرٹری نے غلط بیانی کی ہے..... سر سلطان نے پھنکار پڑے تو نے لہجے میں کہا۔
"نہیں اس نے غلط بیانی نہیں کی میں نے بطور ایکسو جویا سے بات کی ہے۔ جو یا کا کہنا ہے کہ ایکسو نے اسے بطور ڈپٹی چیف سیکرٹری وزارت دفاع سے فائل لانے کا حکم دیا اور ساتھ ہی سرکاری شاخشی کارڈ بھی دیا۔ بقول جویا اس نے کارڈ دانش منزل کے آؤٹ باکس سے حاصل کیا پھر جا کر اس نے فائل وصول کی اور ایکسو کے حکم کے مطابق فائل اور کارڈ دانش منزل کے رسیونگ باکس میں ڈال دیا۔ لیکن دراصل ایسا نہیں ہوا..... عمران نے جواب دیا۔

"کیا مطلب۔ کیوں ایسا نہیں ہوا۔ کیا جویا جھوٹ بول رہی ہے..... سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں وہ بھی سچ بول رہی ہے اور بلیک زبرد بھی جو دانش منزل میں موجود تھا۔ جہاں تک میرا خیال ہے یہ سب کھیل کسی خاص اور نامعلوم طریقے سے کھیلایا گیا ہے..... عمران نے جواب دیا۔

"لیکن ابھی تم کہہ رہے تھے کہ فائل ڈی جویا نے حاصل کی ہے اب کہہ رہے ہو کہ اصل جویا نے حاصل کی ہے۔ یہ سب آخر کیا ہے۔ اگر یہ مذاق ہے تو پلیر ایسا مذاق آئندہ مت کرنا اور اگر یہ مذاق نہیں ہے تو پھر دوسری صورت یہ ہے کہ مجھے کسی سینٹرل ہسپتال میں داخل

ہو جانا چاہئے۔..... سر سلطان نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

”آپ کے ساتھ ساتھ مجھے اور بلیک زبرد کو بھی داخل ہونا پڑے گا ویسے میں اس قدر خطرناک مذاق نہیں کر سکتا۔ ہمارے ساتھ کوئی خاص ہاتھ کیا گیا ہے۔ میں نے ذی جویا کی بات اس لئے کی تھی کہ میرا خیال ہے کہ جویا کے ذہن کو کسی طرح کنٹرول کر کے یہ سارا کھیل کھیلایا گیا ہے اور جب کسی انسان کا ذہن کنٹرول ہو تو وہ لامحالہ اصل ہونے کے باوجود ڈبی بن جاتا ہے۔..... عمران نے کہا۔

”ہو نہہر اب کسی حد تک جہادی بات سمجھ میں آنے لگی ہے لیکن اب اس فائل کا کیا ہوگا۔..... سر سلطان نے کہا۔

”یہ واقعہ دو روز پہلے کا ہے اور جس پیچیدہ انداز میں یہ کام کیا گیا ہے اس سے فی الحال تو یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ فائل کا کیشیا سے باہر جانے کا ہو گیا اور اسے واپس لانا پڑے گا لیکن پہلے آپ وزارت دفاع سے یہ معلوم کر کے بتائیں کہ اگر فائل ہمارے کسی دشمن کے پاس پہنچ گئی ہو تو اس سے ہمارے دفاعی نظام پر کیا اثرات ہوں گے اور فوری طور پر ان اثرات سے نمٹنے کے لئے کس قسم کے اقدامات کیے جاسکتے ہیں۔“

عمران نے کہا۔ اب اس کی پیشانی پر ابھرانے والی شکنوں میں خاصی کئی واقع ہو گئی تھی۔ شاید ایسا اس لئے ہوا تھا کہ وہ فوری طور پر کئی نتیجے پر پہنچ گیا تھا۔ اب یہ دوسری بات ہے کہ بعد میں اس کا یہ خیال غلط ثابت ہو جاتا لیکن فوری طور پر اس کے ذہن پر موجود باؤ کسی حد تک ختم ہو گیا تھا۔

”ٹھیک ہے میں معلوم کرتا ہوں۔..... دوسری طرف سے سر سلطان نے کہا تو عمران نے ریسور رکھ دیا۔

”ذہن کو کنٹرول کرنے سے آپ کا مقصد پٹناٹرم کا عمل ہے۔“

بلیک زبرد نے کہا۔

”ہونا تو ایسا ہی چاہئے لیکن جویا کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ ٹرانس میں نہیں ہے۔ جو آدمی کسی پٹناٹرم کی ٹرانس میں ہو اس کا لہجہ بدل جاتا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”لیکن فائل تو انہوں نے حاصل کر لی اس لئے ٹرانس بھی ختم کر دیا گیا ہوگا۔..... بلیک زبرد نے کہا۔

”ہاں لیکن ایسی صورت میں دو صورتیں ہوتی ہیں یا تو جویا کو سرے سے کچھ یاد ہی نہ ہوتا یا پھر اگر اس کے ذہن کو ان باتوں کے بارے میں تبصرہ دی گئی ہو تو جویا جب یہ باتیں کرتی تو لامحالہ اس کے لہجے میں لاشعوری کیفیت مھلک اٹھتی۔“ عمران نے جواب دیا۔

”یہ آپ نے کنٹرولڈ کی بات کس لئے کی ہے۔..... بلیک زبرد نے کہا۔

”فوری طور پر تو اس ساری صورتحال کا حل اسی طرح نکالا جاسکتا ہے۔ یہ تو بعد میں پتہ چلے گا کہ اصل صورتحال کیا تھی۔..... عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریسور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

کچھ درخاشی طاری رہی۔

”صاحب ایک نشانی ذہن میں آگئی ہے۔ اس کے عقبی شیشے کے دائیں کونے پر ایک سکر لگا ہوا تھا جس پر کالے رنگ کا چھوٹا سا کتا بھونک رہا تھا۔ یہ تجھے اس لئے یاد ہے کہ میں نے نظریں موڑ کر جاتی ہوئی کار کو دیکھا تو اس تصویر پر میری نظر پڑ گئی تھی۔“ سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔“ عمران نے جواب دیا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

”جو یا غائب رہی تھی اور غیر ملکی کے ساتھ تھی کیا مطلب۔“ بلیک زیر نے حیران ہو کر کہا تو عمران نے اسے کئی روز پہلے سفدر کے فلیٹ پر آنے اور جو یا کے تین دن سے غائب رہنے کی اطلاع اور پھر جو یا سے فون پر ہونے والی گفتگو دوہرا دی۔

”اوہ اس کا مطلب ہے کہ اصل راز اس میں پنہاں ہے۔ جو یا کو باقاعدہ استعمال کیا گیا ہے۔“ بلیک زیر نے کہا۔

”ہاں اسی خیال کے تحت تو میں نے اس کے ذہن کے کنٹرول ہونے کی بات کی تھی۔ بہر حال سر سلطان کی کال آجائے تاکہ معاملے کی نوعیت کا اندازہ ہو جائے اس کے مطابق اب تفصیلی انکوائری کرانی پڑے گی۔“ عمران نے جواب دیا اور پھر چند منٹوں بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”ایکسٹنڈ۔“ عمران نے مخصوص لمبے میں کہا۔

”سلیمان بول رہا ہوں۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی سلیمان کی آواز سنائی دی۔

”عمران بول رہا ہوں۔“ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”جی صاحب۔“ سلیمان نے چونک کر پوچھا۔

”کئی روز پہلے جب سفدر میرے فلیٹ پر آیا تھا اور جو یا کے غائب ہو جانے کی بات ہو رہی تھی تو تم نے بتایا تھا کہ جو یا کو تم نے کسی غیر ملکی کے ساتھ سرخ رنگ کی کار میں دیکھا تھا۔ تمہیں یاد ہے ناں۔“ عمران نے کہا تو بلیک زیر چونک پڑا۔

”جی ہاں اچھی طرح یاد ہے۔“ سلیمان نے جواب دیا۔

”کیا اس کار کی کمپنی، ماڈل، اس کا نمبر وغیرہ تمہیں یاد ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”نمبر تو میں نے دیکھے ہی نہیں تھے کیونکہ سڑک پر کافی رش تھا۔ ماڈل کا بھی مجھے اندازہ نہیں البتہ اسٹا حملوں ہے کہ کار کارنگ سرخ تھا اور اس کے اندر سینوں کے کور وغیرہ کارنگ بھی سرخ تھا۔ کار فورڈ کمپنی کی تھی لیکن بالکل نئی تھی۔ کیونکہ یہ کار آپ نے بھی کافی عرصہ رکھی ہے اس لئے مجھے اس کے مخصوص نشان کی پہچان ہے۔“ سلیمان نے جواب دیا۔

”کوئی ایسا نشان جس سے اس کار کو ٹریس کیا جاسکے۔“ عمران نے کہا۔

”ایک منٹ مجھے سوچنے دیجئے۔“ سلیمان نے جواب دیا اور پھر

نشانے پر اسے فائر کرنا ناممکن ہے۔ سنگل ایکس میزائل تو تقریباً ہر ملک کے پاس ہیں اور یہ میزائل انگریزیا کی پرائیویٹ کمپنیاں بھی تیار کرتی ہیں۔ سنگل ایکس آلے کے تحت درست نشانے کی شرح صرف دس فیصد ہوتی ہے۔ سپر یاورز ڈبل ایکس تک پہنچی ہیں۔ اس سے نشانے پر فائرنگ کی شرح چالیس فیصد ہے لیکن ٹرپل ایکس کے تحت یہ شرح سو فیصد ہو جاتی ہے۔ شوگران جیسے ملک کے پاس بھی ڈبل ایکس میزائل ہیں۔..... سرسلطان نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

لیکن اس فائل کی کوئی کاپی تو بنائی گئی ہوگی۔..... عمران نے کہا۔

نہیں اس کو خفیہ رکھنے کی غرض سے اس کی کاپی نہیں بنائی گئی اور جو فائل حاصل کی گئی ہے اس کی بھی کاپی کسی صورت نہیں بنائی جاسکتی ورنہ پوری فائل ضائع ہو جائے گی۔..... سرسلطان نے جواب دیا۔

آپ نے یہ معلوم کیا ہے کہ اس فائل کے بارے میں باہر کے لوگوں کو کیسے علم ہوا۔..... عمران نے کہا۔

نہیں اس بارے میں تو مجھے علم نہیں ہے اور نہ میں نے معلوم کیا ہے اور میرے خیال میں اس کا علم بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ اب کوئی بھی اس بات کو تسلیم نہیں کرے گا۔..... سرسلطان نے کہا۔

لیکن یہ معلوم کرنا انتہائی ضروری ہے کیونکہ اس سے یہ معلوم ہوگا کہ یہ فائل اس پر اسرار انداز میں کس نے حاصل کی ہے۔ آیا

”سلطان بول رہا ہوں۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

عمران بول رہا ہوں۔ کیا معلوم ہوا ہے اس فائل کے بارے میں۔..... عمران نے ہنست ہنچتے ہوئے پوچھا۔

”انتہائی عجیب صورتحال معلوم ہوئی ہے عمران بیٹے۔ پاکیشیا میں وزارت دفاع کے تحت ایک فیکٹری میں خفیہ طور پر ایک انتہائی طاقتور اور وسیع رینج کا حامل میزائل تیار کیا جا رہا ہے۔ ایک ایسا میزائل جو خصوصی اسلحے کو ہزاروں کلو میٹر کے فاصلے پر درست نشانے پر پہنچا دے گا۔ اس میزائل کی تکمیل کے بعد اس سارے علاقے میں طاقت کا توازن پاکیشیا کے حق میں ہو جائے گا۔ حتیٰ کہ ایسا میزائل شوگران کے پاس بھی نہیں ہے۔ اس میزائل کی ڈیزائننگ اور اس کی تمام ترینالوجی پاکیشیائی سائنس دانوں کی اپنی دیرسرا پر مشتمل ہے لیکن اسے سو فیصد درست نشانے پر پہنچانے کے لئے جو آلہ استعمال کیا جاتا ہے اسے کو ذمہ ایکس کہا جاتا ہے۔ یہ ٹیکنالوجی پاکیشیا کے بس سے باہر تھی اس لئے ملٹی انٹیلی جنس کی خصوصی سروسز کے ذریعے انگریزیا کی ایک خفیہ ایسائزری سے یہ ٹیکنالوجی حاصل کی گئی۔ یہ ایسی ٹیکنالوجی ہے کہ جس کا انگریزیا کے علاوہ اور کسی کو علم نہیں ہے۔ تمام سپر یاورز ڈبل ایکس تک یہ آلہ تیار کرتے ہیں لیکن یہ ٹرپل ایکس ٹیکنالوجی ہے۔ یہ فائل حفاظت کی غرض سے وزارت دفاع کے خصوصی ریکارڈز میں رکھوائی گئی تھی۔ اس ٹیکنالوجی کے بغیر بنائے جانے والا میزائل صرف کیریئر تو رہ جائے گا لیکن سو فیصد درست

اگر یہ کیا کے "جتنوں نے یا کسی اور ملک نے"..... عمران نے جوار دیا۔

"جہاں بات تو درست ہے۔ تو پھر یہ معلومات تم خود حاصل کر لیکن یہ فائل دوبارہ حاصل کرنا انتہائی ضروری ہے ورنہ حکومت اربوں روپیہ جو اس میزائل پر اب تک خرچ کیا گیا ہے وہ سب ڈوب جائے گا اور پاکیشیا کو دفاعی طور پر ناقابلِ تخریب بنائے جانے کا خواب بھی بکھر کر رہ جائے گا"..... سر سلطان نے کہا۔

"میں سمجھتا ہوں"..... عمران نے جواب دیا۔

"صدر مملکت کے نوٹس میں یہ بات لائی جا چکی ہے اس لئے یہ کہیں تم نے مکمل کرنا ہے"..... سر سلطان نے کہا اور عمران کے لئے اس کے کہنے پر دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دیا یا پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

"صفدر سپیکنگ"..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"میں سر"..... دوسری طرف سے صفدر نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

"جہیں معلوم ہے کہ جو یا تین روز تک فلیٹ سے غائب رہی ہے اور جو یا کے کہنے کے مطابق وہ اپنے ایک سکول فیلو مائیکل کے ساتھ شمالی علاقوں کی سیر کے لئے گئی تھی۔ تم نے کمپین شیل کے ساتھ

مل کر اس مائیکل کے بارے میں تمام تفصیلات حاصل کرنی ہیں کہ وہ کہاں آیا۔ اس کے پاسپورٹ کی آئیڈیٹیا۔ اس کے کہاں رہنے۔ شمالی علاقوں میں جانے اور اب وہ کہاں ہے۔ پاکستان میں موجود ہے یا وہاں چلا گیا ہے۔ اکیلا آیا تھا یا اس کے ساتھ دوسرے لوگ بھی تھے۔ شمالی علاقوں میں وہ کہاں ٹھہرے اور کیا کرتے رہے۔ یہ ساری انکوآری رپورٹ تم نے دو روز میں تیار کرنی ہے"..... عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں اسے تفصیلی ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"میں سر"..... صفدر کچھ کہتے کہتے رک گیا تھا۔

"جو یا کو اس بارے میں کچھ بتانے یا اس سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمام انکوآری بالا بالا ہونی چاہئے۔ یہ رپورٹ کا فیڈ بک ریکارڈ کے لئے تیار کرانی جا رہی ہے"..... عمران نے صفدر کا مطلب سمجھتے ہوئے کہا۔

"میں سر میں سمجھ گیا سر"..... دوسری طرف سے صفدر نے جواب دیا اور عمران نے رسیور رکھ کر ایک طرف پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر کی طرف ہاتھ بڑھا یا اور اس پر مائیکل کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس کا ٹین و باا اور مائیکر کو کال دینا شروع کر دی۔

"مائیکر بول رہا ہوں اور"..... چند لمحوں بعد مائیکر کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں اور"..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں سرادور..... مانگی نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"فورڈ کمپنی کی جدید ماڈل کی سرخ رنگ کی کار کو تلاش کرنا جس کے عقبی شیشے کے کونے میں ایک سنکر لگا ہوا ہے جس پر اُد کالے رنگ کا کتا بھونک رہا ہے۔ یہ کار پچھلے دنوں ایک سوئس عمارت ملکی مائیکل کے استعمال میں رہی ہے اور..... عمران نے کہا۔

"میں سرادور..... دوسری طرف سے مانگی نے کہا۔

"جس قدر جلد ہو سکے اسے تلاش کر کے نیچے رپورٹ دو اور

آل..... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے وہ کرسی سے اٹھ کر ہوا۔

"میں اس ڈپٹی سیکرٹری سے ملنے جا رہا ہوں جس سے جو کیا فائل آئی تھی..... عمران نے بلیک ڈرو سے مخاطب ہو کر کہا اور تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

رچرڈ اور مائیکل دونوں کے چہرے مسرت کی شدت سے پھٹے پڑے تھے۔ رچرڈ کے ہاتھ میں فائل تھی جس پر سرخ رنگ کے تین ایکس بنے ہوئے تھے وہ بار بار فائل کو کھول کر اس طرح دیکھتا جیسے فائل کے اندر پوری دنیا کی دولت بند ہو۔

"آپ نے کمال کی منصوبہ بندی کی ہے۔ کاش اس وقت میں پاکیشیا سکیٹ سرورس کے چیف کی حالت دیکھ سکتا جب وہ جو یا سے اس فائل کے بارے میں پوچھے گا اور جو یا اسے بتائے گی کہ اس کے حکم پر اس نے فائل حاصل کر کے اسے پہنچادی تھی..... مائیکل نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں لیکن میرا خیال ہے کہ فوری طور پر شاید انہیں اطلاع نہ ہو سکے کیونکہ یہ فائل اگر انہیں فوری پہنچے ہوتی تو یہ اسے ریکارڈروم میں نہ رکھتے کیونکہ ریکارڈروم میں وہ فائلیں رکھی جاتی ہیں جن کی فوری

ضرورت نہیں ہوتی..... رچرڈ نے جواب دیا اور مائیکل نے اشارے میں سر ہلا دیا۔

”ڈاکٹر وائسن نے واقعی کمال کر دیا ہے۔ جو لیا کے ذہن کو اس طرح کنٹرول کیا ہے کہ جو لیا بالکل بھی سمجھتی رہی کہ وہ ایکسٹو کے حکم پر یہ سب کچھ کر رہی ہے..... رچرڈ نے کہا۔

”اور آپ نے بھی تو سرکاری شناختی کارڈ بنوانے اور وائسن منزل کے پیچیدہ نظام کو اس کو فٹھی میں نصب کرنے میں کمال کر دیا ہے کہ اب جو لیا حلف اٹھا سکتی ہے کہ اس نے وائسن منزل سے ہی کارڈ حاصل کیا اور وائسن منزل میں ہی فائل پہنچا دی..... مائیکل نے جواب دیا۔

”ایسا کرنا ضروری تھا۔ ورنہ ڈاکٹر وائسن کی خفیہ مشین لامحالہ سامنے آجاتی اور یہ بات ڈاکٹر وائسن کے لئے ناقابل برداشت تھی۔ وہ اس معاہدے پر ہمارے ساتھ اس شرط پر شریک ہوا تھا کہ اس کی مشین کسی طرح بھی آؤٹ نہیں ہونی چاہئے..... رچرڈ نے کہا۔

”دیکھ لے اگر دیکھا جائے تو اس مشن میں بنیادی کردار میرا رہا ہے۔ اگر میری اتفاق سے جو لیا سے ملاقات نہ ہو جاتی اور میں اس سے یہ بات نہ اگوا لیتا کہ اس کا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے تو آپ کے لئے یہ فائل حاصل کرنا بہت مشکل ہو جاتا..... مائیکل نے مسیکراتے ہوئے کہا تو رچرڈ نے اختیار ہنس چڑا۔

”ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے مائیکل پھر بھی کام تو بہر حال کرنا تھا۔ صرف اس کا تھا کہ جو لیا کی بجائے وزارت دفاع کا کوئی اہم افسر ڈاکٹر

وائسن کا معمول بن جاتا..... رچرڈ نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہو تو فون کی گھنٹی بج اٹھی اور رچرڈ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”رچرڈ بول رہا ہوں..... رچرڈ نے سپاٹ لکھے میں کہا۔

”راجر بول رہا ہوں۔ جہاز ا فون آیا تھا کہ تم فوری طور پر بات کرنا چاہتے ہو۔ میں ایک اہم میٹنگ کے لئے گیا ہوا تھا۔ کیا بات ہے..... راجر نے کہا۔

”کامیابی کی اطلاع دینی تھی..... رچرڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوه اوه کیا مطلب کیا تم نے مشن مکمل کر لیا ہے..... دوسری طرف سے انتہائی حیرت اور مسرت بھرے لکھے میں کہا گیا۔

”میں ہاں اور مکمل بھی ایسے بے داغ طریقے سے کیا ہے کہ کسی کو کانوں کان خبر بھی نہیں ہو سکی اور نہ ہو سکے گی..... رچرڈ نے جواب دیا۔

”یہ تو جہاز اخصا ہے کہ تم ایسی منصوبہ بندی کرتے ہو کہ جس میں کوئی جھول نہیں ہوتا۔ بہر حال تفصیلات فون پر پوچھنا تو ٹھیک نہیں ہے۔ تم ایسا کرو کہ مشن ورک کو فوری طور پر دارالحکومت کے مشہور سی ویو ہوسٹل کے شیئر فوسر کو پہنچا دو اور پھر اطمینان سے واپس آ جاؤ..... راجر نے کہا۔

”فوسر وہ کون ہے..... رچرڈ نے حیرت بھرے لکھے میں پوچھا۔

”وہ پارٹی کا خاص آدمی ہے۔ وہ خود ہی پارٹی تک اسے پہنچا دے گا

ہماری ذمہ داری ختم ہو جائے گی"..... راجر نے کہا۔
 "لیکن اس سے کیا کہنا ہے اور اس بات کا ثبوت کیسے حاصل کیا جائے گا کہ مشن ورک اس تک پہنچ گیا ہے"..... رچرڈ نے ہومٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"تم نے اب سے ایک گھنٹے بعد فوسٹر سے اس سے ہوٹل آفس میں جا کر ملاقات کرنی ہے۔ تم نے اسے جا کر کہنا ہے کہ تم سیاح ہو لیکن جہاز کی جیب کٹ گئی ہے اور تم چاہتے ہو کہ گریٹ لینڈ سے اس کے توسط سے بینک سے اپنی رقم منگواؤں اور اس دوران وہ تمہیں رقم ادا کر دے۔ دے۔ بنیادی بات یہی ہوگی۔ اندازاً جو جہاز کی مرضی آئے اختیار کر لینا۔ وہ رقم پوچھے گا تو تم نے اسے دس ہزار ڈالر کہنا ہے۔ ساتھ ہی اپنا نام بتا دینا۔ اگر مائیکل ساتھ جائے تو اس کے تعارف کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ ضمانت مانگے گا۔ تم ضمانت میں مشن ورک اسے دے دینا۔ جب وہ مطمئن ہو جائے تو تمہیں دس ہزار ڈالر کے نوٹ دے گا جن میں سے ایک نوٹ کا نمبر ہیڈ کوارٹر کے فون نمبر پر مشتمل ہوگا۔ بس یہی رسید ہوگی تم واپس ملے آنا اور ہماری ذمہ داری ختم ہو جائے گی۔ میں ابھی پارٹی سے رابطہ کر کے انہیں بریف کر دیتا ہوں۔ وہ فوسٹر سے بات کر لے گی"..... راجر نے کہا۔

"بس کیا یہ ضروری ہے کہ مشن ورک ہمیں پارٹی کے حوالے کیا جائے ہم اپنے ہیڈ کوارٹر میں بھی تو سینڈ اوور کر سکتے ہیں"..... رچرڈ نے کہا۔

"نہیں ایسا کرنا ضروری ہے۔ میں اس معاملے میں مزید کسی قسم کی کوئی ذمہ داری قبول نہیں کر سکتا اور میری پارٹی سے یہی شرط ملے ہوئی تھی"..... راجر نے جواب دیا۔

"اوکے ٹھیک ہے میں اور مائیکل ایک گھنٹے بعد سی ویو پہنچ جائیں گے"..... رچرڈ نے کہا اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو جانے پر اس نے سر سیور رکھ دیا۔

"یہ تو اور بھی اچھا ہے رچرڈ کہ اس قدر اہم پرابلم سے ہم ہمیں فارغ ہو جائیں گے"..... مائیکل نے کہا۔

"ہاں ہے تو ایسا لیکن نجانے کیا بات ہے۔ مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ جیسے ہم کسی انجانے خطرے کی طرف بڑھ رہے ہوں"..... رچرڈ نے کہا۔

"اے نہیں۔ اب کیا خطرہ"..... مائیکل نے جواب دیا اور رچرڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر ایک گھنٹہ گزرنے کے بعد رچرڈ اور مائیکل دونوں سی ویو کے لئے روانہ ہو گئے۔ سرخ رنگ کی نئی فورڈ کار مائیکل نے سہاں کرائے پر کار دینے والی کمپنی سے حاصل کی تھی۔ فورڈ کمپنی کا یہ ماڈل مائیکل کو ذاتی طور پر بے حد پسند تھا اور اس کے پاس ذاتی طور پر بھی یہی گاڑی تھی۔ اس لئے اس نے سہاں بھی اسی گاڑی کا انتخاب کیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد کار آٹھ منزلہ شاندار سی ویو ہوٹل کی پارکنگ میں پہنچ گئی۔ رچرڈ اور مائیکل نیچے آئے اور پھر ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گئے۔ ہوٹل ہال آدھے سے زیادہ بھرا ہوا تھا۔ لیکن

”تشریف رکھیے میرا نام فوسٹر ہے اور میں اس ہوٹل کا مینیجر ہوں۔
فرمائیے میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں“..... فوسٹر نے کاروباری
لہجے میں کہا۔

”میں سیاح ہوں یہاں آئے ہوئے چند روز ہو گئے ہیں۔ آج بازار
سے گزر رہا تھا کہ میری جیب کٹ گئی اس طرح اب یہاں میرے پاس
ایک ڈالر بھی نہیں رہا۔ میرا بینک اکاؤنٹ گرنٹ لینڈ میں ہے۔ میں
چاہتا ہوں کہ آپ کے توسط سے وہاں سے کچھ رقم منگوا لوں اور جب
تک رقم آئے آپ مجھے رقم ادا کر دے دیں“..... رچرڈ نے ہدایت کے
مطابق بات کرتے ہوئے کہا۔

”گرنٹ لینڈ سے رقم منگوانے میں تو خاصی پیچیدہ گئیں ہوں گی آپ
کو کتنی رقم چاہئے“..... فوسٹر نے کاروباری انداز میں پوچھا۔

”زیادہ نہیں صرف دس ہزار ڈالر“..... رچرڈ نے جواب دیا۔
”اگر یہ رقم میں آپ کو دے دوں تو جب تک آپ کی رقم نہ آئے گی
میرے پاس اس کی واپسی کی کیا ضمانت ہوگی“..... فوسٹر نے بڑے
کاروباری لہجے میں کہا۔

”میرے پاس ایک فائل ہے۔ آپ اسے بطور ضمانت رکھ لیں۔
فی الحال تو یہی دے سکتا ہوں ویسے یہ فائل انتہائی قیمتی ہے۔“ رچرڈ
نے جواب دیا۔ مائیکل خاموش بیٹھا ہوا ان دونوں کے درمیان ہونے
والی یہ کوڈ گفتگو سن رہا تھا۔

”دکھائیے تاکہ میں اندازہ کر سکوں کہ کیا یہ اس قابل ہے کہ دس

وہاں بیٹھے ہوئے افراد کا تعلق انتہائی اعلیٰ سوسائٹی سے تھا۔ ہوٹل کا
معیار بھی بے حد اعلیٰ نظر آ رہا تھا۔ رچرڈ کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا جہاں وہ
غیر ملکی لڑکیاں موجود تھیں۔

”مینیجر فوسٹر صاحب سے ملنا ہے میرا نام رچرڈ ہے“..... رچرڈ نے
کاؤنٹر پر ٹک کر بڑے یاد دہانہ لہجے میں ایک لڑکی سے کہا۔

”مینیجر صاحب اس وقت اپنے خصوصی دفتر میں ہیں۔ بہر حال آپ
مل لیں وہ قادر ہی ہیں“..... لڑکی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس
نے ایک طرف کھڑے ہوئے باور دی سپروائزر کو اشارے سے بلایا۔
”یہیں مس“..... سپروائزر نے قریب آکر مودبانہ لہجے میں کہا۔

”انہیں مینیجر صاحب کے خصوصی آفس پہنچا دو“..... لڑکی نے
سپروائزر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”کیسے سر“..... سپروائزر نے سر جھکاتے ہوئے کہا اور بائیں ہاتھ
کی طرف مڑ گیا۔ مینیجر فوسٹر کا یہ خصوصی آفس ہوٹل کے نیچے بنے
ہوئے تہہ خانوں میں سے ایک کے اندر تھا۔ دفتر انتہائی شاندار انداز
میں سجا ہوا تھا۔ کمرہ ساؤنڈ پروف تھا۔ فوسٹر اوجھڑا عمر کا آدمی تھا۔
قومیت کے لحاظ سے وہ گرنٹ لینڈ کا باشندہ لگتا تھا۔ خاصا خوش شکل
اور سمندر آدمی تھا۔ وہ دفتر میں اکیلا تھا۔ اس نے جڑی گرجوٹی سے
رچرڈ اور مائیکل کا استقبال کیا۔

”میرا نام رچرڈ ہے“..... رچرڈ نے ہدایت کے مطابق صرف اپنا
تعارف کرایا۔ مائیکل کے بارے میں اس نے کوئی بات نہ کی۔

ان کے لئے کوئی خطرہ باقی نہ رہا تھا کیونکہ ان کے کاغذات اصل تھے اور ان کاغذات کی وجہ سے وہ گریٹ لینڈ کے باشندے تھے اور سیاحت کے لئے یہاں آئے ہوئے تھے گو مائیکل کا آبائی وطن سنٹر لینڈ ہی تھا لیکن وہ طویل عرصہ سے گریٹ لینڈ میں رہ رہا تھا اور اب وہاں کا شہری تھا۔ تھوڑی دیر بعد فوسٹر واپس آگیا۔

اب کام تو ہو گیا اب کچھ دوستانہ باتیں بھی ہو جائیں۔ پہلے آپ بتائیں کہ آپ کیا پینا پسند کریں گے..... فوسٹر نے اس بار انتہائی دوستانہ اور بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

”جو آپ مناسب سمجھیں چلا دیں.....“ رچرڈ نے مسکراتے ہوئے کہا تو فوسٹر نے میز پر موجود انٹرکام کارسیور اٹھایا اور ایک نمبر پر پریس کر دیا۔

”ہمزی میرے سپیشل آفس میں ہوئل کے سب سے قیمتی مشروب کے تین گلاس بچھا دو.....“ فوسٹر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”ہمارے ہوئل کی ایک خصوصی کاک ٹیل سب سے زیادہ مقبول شراب ہے آپ پینیں گے تو آپ کو بھی پسند آئے گی۔“ فوسٹر نے رسیور رکھ کر رچرڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”شکریہ.....“ رچرڈ نے جواب دیا۔

”آپ کے ساتھ شاید گوشتے ہیں.....“ فوسٹر نے مائیکل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”اوہ نہیں ویسے کم گو ہے.....“ رچرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

ہزار ڈالر کے بدلے میں بطور ضمانت رکھی جاسکتی ہے.....“ فوسٹر نے کہا تو رچرڈ نے کوٹ کی اندرونی جیب سے جسے شدہ فائل نکال کر فوسٹر کی طرف بڑھا دی۔ فائل دیکھتے ہی فوسٹر کی آنکھوں میں تیز چمک اُبھر آئی۔ اس نے جلدی سے فائل کھولی اور سرسری طور پر اسے دیکھنے لگا۔ ٹھیک ہے اسے بطور ضمانت رکھا جاسکتا ہے۔ میں آپ کو دوسرا ہزار ڈالر دے دیتا ہوں.....“ فوسٹر نے کہا اور فائل کو میز پر رکھ کر اس نے میز کی سب سے نیچلی دروازہ کھولی اور اس میں موجود ایک لفافہ نکال کر اس نے اسے کھولا اور اندر سے نوٹ نکال کر اس نے رچرڈ کی طرف بڑھا دیئے۔

”گن لیں پورے دس ہزار ڈالر ہیں.....“ فوسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا تو رچرڈ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اس کے ہاتھ سے نوٹ لے لئے اور ان کے نمبر دیکھنے لگا۔ ایک نوٹ کے نمبر بالکل اسی کے ہیڈ کو آرڈر کے فون نمبر جیسے تھے۔ اس نے چند لمحے انہیں غور سے دیکھا پھر مسکراتے ہوئے اس نے نوٹ اٹھنے کے لئے اپنی جیب میں ڈال لئے۔

”شکریہ جناب اب اجازت.....“ رچرڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ایک منٹ میں یہ فائل سیف میں رکھ آؤں.....“ فوسٹر نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے میز پر رکھی ہوئی فائل اٹھائی اور عقبی دروازہ کھول کر دوسری طرف چلا گیا۔ رچرڈ اور مائیکل نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ ان کی ذمہ داری ختم ہو چکی تھی۔ اب

نے ایک ایک گلاس ان تینوں کے سامنے رکھا اور پھر ٹرے اٹھائے
واپس چلا گیا۔

”اب آپ گرینٹ لینڈ جائیں گے یا کسی اور ملک کی سیاحت کا ارادہ
ہے.....“ فوسٹر نے مشروب کی چمکی لپیٹے ہوئے کہا۔

”فی الحال تو گرینٹ لینڈ جانے کا ہی پروگرام ہے.....“ رچرڈ نے
جواب دیا اور پھر وہ اسی طرح کی لمبی پتلی نکلتی باتیں کرتے رہے اور
مشروب پیتے رہے۔

”اب اجازت دیجئے.....“ گلاس ختم کر کے میز پر رکھتے ہوئے رچرڈ
نے مسکراتے ہوئے کہا تو فوسٹر اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر مصافحہ کر کے اور
دوبارہ ملنے کی بات کر کے رچرڈ اور مائیکل دونوں اس آفس سے نکلے۔
وہی سپراؤنڈر باہر موجود تھا جو انہیں یہاں تک لے آیا تھا۔ وہ انہیں
دوبارہ ہال تک لے آیا۔ جتھوں بعد وہ کار میں بیٹھے واپس کو ٹھہری جا
رہے تھے۔

”جہ نہیں اس فوسٹر کا تعلق کس پارٹی سے ہے۔ ایک تو باس
پارٹی کے متعلق کوئی تفصیل نہیں بتاتا.....“ مائیکل نے کہا۔

”ہمیں ضرورت ہی کیا ہے۔ ہمیں اپنے کام کا انتہائی مشغول
مناوڑ مل جاتا ہے اور بس.....“ رچرڈ نے کہا اور مائیکل نے اثبات
میں سر ہلادیا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار اب رچرڈ کالونی پہنچ گئی۔ کوٹھی
کے گیٹ پر کار روک کر مائیکل نیچے اترا۔ اس نے پچانک پر لگا ہوا تالا
کھولا اور پھر پچانک کو دھکیل کر کھولا اور واپس آکر کار میں بیٹھ گیا۔ کار

کم گوئی اچھی عادت ہے۔ آپ کہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ میرا
مطلب ہے کہ اگر آپ کسی ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے ہیں تو پھر میرا
ہوٹل حاضر ہے.....“ فوسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ نہیں مجھے ہوٹل کی رہائش پسند نہیں۔ یہاں کی ایک کالونی
ہے اب باب کالونی۔ وہاں کوٹھی عارضی طور پر لے رکھی ہے وہاں رہتے
ہیں۔ ویسے بھی شاید آج رات کو یا کل ہم واپس چلے جائیں.....“ رچرڈ
نے جواب دیا۔

”اب باب کالونی۔ اوہ میں بھی تو وہیں رہتا ہوں۔ آپ کی کوٹھی کا
نمبر کیا ہے.....“ فوسٹر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ آپ بھی وہیں رہتے ہیں ویسے وہ خاصی اچھی کالونی ہے۔
ہماری کوٹھی اسے بلاک میں ہے دن دن نو نمبر ہے.....“ رچرڈ نے
جواب دیا۔

”اے بلاک اچھا اس لئے آتے جاتے ملاقات نہیں ہو سکی۔ میری
رہائش بی بلاک میں ہے کوٹھی نمبر فور تحری دن۔ اگر آپ آج دن
میرے اور میری بیوی لارا کے ساتھ کریں تو مجھے بے حد خوشی ہو
گی.....“ فوسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اس دعوت کا بے حد شکریہ فی الحال تو ہمارا واپسی کا پروگرام ہے
ہاں جب دوبارہ آنا ہوا تو سب سے پہلے آپ کے پاس ہی آئیں
گے.....“ رچرڈ نے جواب دیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان
ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ ٹرے میں تین گلاس موجود تھے۔ اس

خیبر فوسر نہیں تھا۔ اس کا دفتر تو اوپر ہے۔ وہ بیچارہ تو اپنے دفتر میں بیٹھا ہو مل کے معاملات سے منٹ رہا ہوگا۔..... اس آدمی نے کہا۔
اسی لمحے اچانک مائیکل نے اس آدمی پر چھلانگ لگا دی اور مائیکل کو چھلانگ لگاتے دیکھ کر دھڑکنے لگی کی تیزی سے دیو اور ٹکٹلے کے لئے ہاتھ جیب میں ڈالا۔ لیکن دوسرے لمحے اس کے کانوں میں مائیکل کی کرہنک جیج پڑی اور اس کے ساتھ ہی اسے یوں محسوس ہوا جیسے کوئی گرم دھکتی ہوئی سلاخ اس کے سینے میں گھس گئی ہو۔ اس کے منہ سے بے اختیار جیج نکلی اور وہ اچھل کر پشت کے بل زمین پر گر گیا۔ اسی لمحے اسے دوسری سلاخ اپنے سینے میں گھسی ہوئی محسوس ہوئی اور پھر اس کا سانس جیسے گلے میں انک گیا۔ اس نے اپنے آپ کو جھٹکا دے کر سانس باہر ٹکٹلے کی کوشش کی لیکن اس کے ذہن پر تیزی سے سیاہ چادر پھیلنے لگی اور اس کے ساتھ ہی اس کے تمام احساسات جیسے فنا ہو گئے۔

کو پھانگ کے اندر لے جا کر اس نے ایک بار پھر اسے روکا نیچے اترے واپس جا کر پھانگ بند کیا اور واپس آکر کار میں بیٹھ گیا۔ چند لمحوں کا رپورج میں جا کر رک گئی اور دھڑا دھڑا مائیکل دونوں نیچے اترے اندر دنی کرے کی طرف بڑھ گئے۔

"میرا خیال ہے باس کو اطلاع دے دی جائے۔..... سننگ و میں کر سیوں پر بیٹھتے ہوئے دھڑکنے مائیکل سے کہا۔

"ہاں تاکہ معاملات فاسل ہو جائیں۔" مائیکل نے جواب دیا۔
"کسی کو فون کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ معاملات ابھی فائدہ ہو جاتے ہیں۔..... اچانک ایک آواز انہیں ہاتھ روم کے دروازے سے سنائی دی اور وہ دونوں بے اختیار حیرت بھرے انداز میں اچھ پڑے۔ ہاتھ روم کے دروازے پر ایک غیر ملکی کھڑا تھا اس کے ہاتھ بے سائینسز گارڈیو اور موجو تھا۔

"خبردار اگر تمہارے ہاتھوں نے حبش کی تو گولی چلا دوں گا۔ اس غیر ملکی نے انتہائی کراخت لہجے میں کہا۔

"تم۔ تم کون ہو۔..... دھڑکنے ہو منٹ بیٹھتے ہوئے کہا۔ اس جیب کی طرف جاتا ہوا ہاتھ ساکت ہو گیا تھا۔

"میرا تعلق اسی پارٹی سے ہے جس پارٹی سے تم ابھی مل کر آ رہے ہو۔ ہمارا اصول ہے کہ ہم اپنے تک پہنچنے والے ہر کلیو کو ختم کر دیتے ہیں۔ سوچو کہ تم فوسر سے مل چکے ہو اس لئے اب تمہاری موت ضروری ہے۔ ویسے یہ بتا دوں کہ جو آدمی تمہیں ملتا تھا وہ منٹ کا اصل

میں آپ کا منتظر تھا..... ڈپٹی سیکرٹری راشد نے اچھ کر عمران کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

”کیا ہم کسی ایسے کمرے میں بات نہیں کر سکتے جہاں کوئی ڈسٹربنس نہ ہو سکے..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”جی ہاں کیوں نہیں۔ ادھر سیشنل میپنگ روم ہے آپنے۔“ ڈپٹی سیکرٹری نے کہا اور عمران کو ساتھ لے کر وہ ایک علیحدہ کمرے میں آگیا اس نے فون پر پی اے کو کہہ دیا کہ انہیں کسی صورت بھی ڈسٹرب نہ کیا جائے۔

”پہلے آپ یہ بتائیں کہ آپ کیا مینا پسند کریں گے..... ڈپٹی سیکرٹری نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”فی الحال کچھ نہیں.....“ عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”جی فرلیٹے.....“ ڈپٹی سیکرٹری نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ ٹرپل ایکس فائل کے بارے میں کس کس کو معلومات تھیں.....“ عمران نے کہا۔

”کس قسم کی معلومات.....“ ڈپٹی سیکرٹری نے چونک کر پوچھا۔

”اس فائل کی اصل اہمیت کے بارے میں اور اس کی وزارت دفاع کے ریکارڈ روم میں موجودگی کے بارے میں.....“ عمران نے جواب دیا۔

عمران نے کار وزارت دفاع کے سیکرٹری کے پارکنگ میں روکی اور پھر کار لاک کر کے وہ ڈپٹی سیکرٹری کے دفتر کی طرف روانہ ہو گیا۔ دانش منزل سے نکلنے کے بعد اچانک اسے خیال آیا تھا کہ اگر وہ براہ راست ڈپٹی سیکرٹری کے پاس چلا گیا تو شاید وہ زبان نہ کھولے اس نے اس نے کار ایک پبلک بوتھ کے سامنے روکی اور پھر پبلک بوتھ سے اس نے سر سلطان کو فون کر کے کہہ دیا تھا کہ وہ ڈپٹی سیکرٹری وزارت دفاع سے اس کا تعارف کرا دیں اور سر سلطان نے حامی بھری تھی۔ وہ جہ تھی کہ جیسے ہی اس نے ڈپٹی سیکرٹری کے پرسنل سیکرٹری کو اپنا نام بتایا۔ وہ فوراً اسے ڈپٹی سیکرٹری کے پاس چھوڑ آیا۔ ڈپٹی سیکرٹری ادھیر عمر آدمی تھے اور شکل و صورت سے اچھا باوقار اور باکردار لگ رہے تھے۔

”آئیے جناب سر سلطان نے مجھے فون پر آپ کا تعارف کرا دیا ہے اور

"اصل اہمیت کے بارے میں دفتر میں سیکرٹری صاحب اور میرٹھ نے حکمانہ لکھے ہیں کہا۔

علاوہ کسی کو علم نہیں ہے۔ البتہ جہاں میزائل پر کام ہو رہا ہے وہاں۔" میں سر میں تفصیلات لے کر حاضر ہو جاتا ہوں۔ "دوسری اس بارے میں سب کو معلوم ہے لیکن وہ سب انتہائی محب وطن وقت سے متوجہ لکھے ہیں کہا۔

ساتھ ساتھ ہیں اور اس پراجیکٹ پر کام کر رہے ہیں۔" ڈپٹی "انہی کام پر بتا دینا جہاں آنے کی ضرورت نہیں ہے۔" ڈپٹی سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ پراجیکٹ کہاں مکمل کیا جا رہا ہے۔" عمران نے پوچھا۔ "ابھی معلوم ہو جاتا ہے کیونکہ سرکاری طور پر بغیر پیشگی اجازت

"وزارت دفاع کی ایک خفیہ فیکٹری میں جو دارالحکومت کے ان میں سے کوئی بھی ملک سے باہر تو ایک طرف ملک کے اندر

مضافات میں واقع ہے۔ وہاں عارضی طور پر فوجی چھائی بنائی گئی ہے کسی تقریب میں شامل نہیں ہو سکتے۔" ڈپٹی سیکرٹری نے

اس چھائی کے اندر تو فوجیوں کی پوینٹ فارم کے لئے گارمنٹ فیکٹری سیور رکھ کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران نے اشیاء میں سر

بنائی گئی ہے اور نیچے میزائل فیکٹری ہے۔" ڈپٹی سیکرٹری نے تھوڑی دیر بعد گھنٹی بجی تو ڈپٹی سیکرٹری نے ہاتھ بڑھا کر انہی کام

جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہاں کتنے سائنس دان کام کرتے ہیں اور ان میں سے کوئی آگ

بچھلے دنوں باہر کسی سرکاری کانفرنس یا کسی سرکاری یا نجی دورے

گئے ہوں تو ان کے متعلق بھی بتادیں۔" عمران نے کہا۔

"ریکارڈ دیکھ کر بتا دیا جائے گا۔" ڈپٹی سیکرٹری نے کہا اور اس

کے ساتھ ہی اس نے میز پر پڑے ہوئے انہی کام کا سیور اٹھایا اور اس

موجود نمبر زمین سے کیے بعد دیگرے تین نمبر پریس کر دیئے۔

"میں سر۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"ایم ایس علی میں سے کوئی اگر گذشتہ ایک ماہ کے دوران کسی

بھی سلسلے میں ملک سے باہر گیا ہو تو مجھے تفصیلات بتاؤ۔" ڈپٹی

دوسری طرف سے ملنے والی اطلاع اس نے حرف بحرف مبرا تک دی کیونکہ عمران دور پہنچا ہوا تھا اور انٹرکام میں لاؤڈر موجود نہ تھا۔ "ڈاکٹر علی شیر صاحب کہاں رہتے ہیں؟" عمران نے پوچھا۔ "اسی فوجی چھاؤنی کے اندر ان کی رہائش گاہیں موجود ہیں۔ چھا کا نام جی دن ہے اور رہائش گاہوں کے علاقے کو آرنی کہا ہے۔" ڈپٹی سیکرٹری نے جواب دیا۔

"آپ ایسا کریں کہ ڈاکٹر علی شیر کو فون کر کے کہہ دیں کہ لیبارٹری سے اپنی رہائش گاہ پہنچ جائیں میں وہاں پہنچ کر ان سے ملاؤ۔ کرنا چاہتا ہوں اور میرا تعارف بھی ان سے کرادیں۔" عمران کہا۔

"ٹھیک ہے میں ابھی بات کر لیتا ہوں اور ساتھ ہی آپ کو سپیشل پاس بھی جاری کرا دیتا ہوں۔" ڈپٹی سیکرٹری نے کہا اور کمرے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ عمران بھی اٹھ کر کھڑا ہوا گیا اور پھر وہ دونوں ان میٹنگ روم سے نکل کر واپس آفس میں لگے۔ تھوڑی دیر بعد عمران ایک بار پھر کار میں سوار اس مصفااتی چھاؤنی کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا کیونکہ اس کے پاس ڈپٹی سیکرٹری کے ذاتی دستخطوں سے جاری کردہ خصوصی پاس موجود تھا اس لئے اسے کسی رکاوٹ کا سامنا نہ کرنا پڑا۔ اور وہ فوجی چھاؤنی کے اندر بنی ہوئی انتہائی خوبصورت اور جدید طرز تعمیر کی رہائش گاہوں پر مشتمل علاقے میں داخل ہو گیا۔ اسے بتا دیا گیا تھا کہ ڈاکٹر علی شیر کا کوئی نمبر آئے ہے سہانچہ عمران نے کار کو ٹھہرا

نمبر آئے کے سامنے روکی اور پھر نیچے اتر کر ستون پر لگی ہوئی کال بیل کا بزن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد جھونکا پھانک کھلا اور ایک نوجوان باہر آگیا۔

"ڈاکٹر علی شیر صاحب سے ملنا ہے۔ میرا نام علی عمران ہے۔" عمران نے اس نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں پھانک کھوتا ہوں آپ کار اندر لے آئیں۔" نوجوان نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ عمران دوبارہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد پھانک کھلا اور عمران کار اندر لے گیا۔ پورچ میں ایک کاروبارے موجود تھا۔ عمران نے کار اس کے برابر روک دی اور پھر نیچے اتر آیا۔ نوجوان پھانک بند کر کے واپس آگیا اور وہ عمران کو ایک سادہ سے ڈرائنگ روم میں بٹھا کر واپس چلا گیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک اوجھڑ عمر آرمی اندر داخل ہوا۔ اس کے بال آدھے سے زیادہ سفید تھے۔ آنکھوں پر بھاری فریم کا نظر کا چشمہ لگا ہوا تھا۔ اس نے شرٹ اور پتلون پہنی ہوئی تھی۔ عمران اسے دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ یہی ڈاکٹر علی شیر ہو سکتے ہیں سہانچہ وہ ان کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

"تشریف رکھیے میرا نام ڈاکٹر علی شیر ہے۔ مجھے ڈپٹی سیکرٹری صاحب نے بتایا ہے کہ آپ کا تعلق پاکستانی سیکرٹ سروس سے ہے لیکن میرا سیکرٹ سروس سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔" ڈاکٹر علی شیر نے تعجب بھرے لہجے میں کہا۔

ہیں گریٹ لینڈ میں ایک سائنسی تنظیم نے تقریب کا انعقاد کیا تھا جس میں دنیا بھر سے دو سائنس دان شامل ہوئے تھے جن کا تعلق میزائل و سرچ ہے۔ اس کا مہمان خصوصی میں تھا..... ڈاکٹر علی شیر نے جواب دیا۔

”اس رسمی تقریب کے علاوہ بھی تو آپ کی ملاقات دوسرے سائنس دانوں سے ہوتی رہی ہوں گی۔ آپ وہاں ایک مفت و بے تھے۔“ عمران نے کہا۔

”جی ہاں ملاقاتیں بھی ہوئیں اور مختلف نجی دعوتیں بھی۔ لیکن آپ یہ سب کچھ آخر کیوں پوچھ رہے ہیں.....“ ڈاکٹر علی شیر نے کہا۔

”آپ کو ٹرپل ایکس فائل کے بارے میں تو معلوم ہے کہ وہ کس فارمولے کی فائل ہے اور کیسے حاصل کی گئی ہے اور جس میزائل پر آپ کام کر رہے ہیں اس میں اس ٹرپل ایکس فائل کی کیا اہمیت ہے..... عمران نے کہا تو ڈاکٹر علی شیر بے اختیار اچھل پڑا۔

”ہاں ہاں۔ بالکل معلوم ہے اور مجھے معلوم نہ ہو تو اور کس کو معلوم ہو سکتا ہے۔ اس سیکشن کا انتہائی راج بھی تو میں ہی ہوں۔“ ڈاکٹر علی شیر نے کہا۔

”یہ فائل وزارت دفاع کے ریکارڈز میں سے انتہائی پراسرار انداز میں اڑائی گئی ہے۔“ عمران نے کہا تو ڈاکٹر علی شیر کی آنکھیں اس طرح پھٹ گئیں جیسے اسے اچانک نظر آنا بند ہو گیا ہو۔

”کیا..... کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ ٹرپل ایکس فائل اڑائی گئی

”ڈاکٹر صاحب تعلق تو بنانے سے بنتا ہے۔ میرا نام علی عمران بنے میں سیکرٹ سروس کے چیف کا نمائندہ خصوصی ہوں۔“ عمران نے مصافحہ کرتے ہوئے مسکرا کر کہا تو ڈاکٹر علی شیر کے انتہائی سنجیدہ چہرے پر مسکراہٹ تیر گئی۔

”آپ کی بات درست ہے۔ تشریف رکھیے۔“ ڈاکٹر نے کہا اور خود بھی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے ڈرائنگ روم کا دروازہ کھلا اور وہی نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نے رُے میں مشروبات کی دو بوتلیں فٹ چپ میں پھینکی ہوئی رکھی ہوئی تھیں۔ اس نے بڑے مودبانہ انداز میں ایک ایک بوتل عمران اور ڈاکٹر علی شیر کے سامنے رکھ دی۔

”یہ میزائینا اعظم ہے۔ یونیورسٹی کا سٹوڈنٹ ہے۔“ ڈاکٹر علی شیر نے نوجوان کا تعارف کراتے ہوئے کہا اور عمران نے سر ہلادیا۔ نوجوان باہر چلا گیا تو عمران نے بوتل اٹھائی اور اسے سب کرنا شروع کر دیا۔

”ڈاکٹر صاحب آپ کو کوئی بین الاقوامی انعام ملا تھا جس کی تقریب کے سلسلے میں آپ گریٹ لینڈ گئے تھے۔“ عمران نے کہا تو ڈاکٹر بے اختیار چونک پڑا۔

”اوہ تو یہ بات ہے۔ اس تقریب سے سیکرٹ سروس کو دلچسپی پیدا ہو گئی ہے۔ ویسے وہاں کوئی ایسی بات تو نہیں ہوئی ہے مجھے سائنس فاؤنڈیشن کی طرف سے میزائل و سرچ پر انعام دیا گیا تھا۔ یہ انعام سائنس کی دنیا میں کافی بڑا اعزاز سمجھا جاتا ہے۔ اس انعام کے سلسلے

ہے۔ ڈاکٹر علی شیر نے دک دک کر یوں کہا جیسے بولتے ہوئے انہیں بے حد تکلیف ہو رہی ہو۔

”جی ہاں اور آپ زیادہ بہتر سمجھ سکتے ہیں کہ اس صورت میں اس میزائل کا کیا شہر ہوگا جو آپ سب مل کر بنا رہے ہیں اور جس پر نہ صرف پاکیشیا کا ادبوں روپیہ لگ چکا ہے بلکہ پاکیشیا کے دفاع کا مستقبل بھی اس پر منحصر تھا۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”اوہ اوہ وری بیڑ۔ یہ تو تو فی المیہ ہے۔ یہ تو۔۔۔ تو۔ لیکن یہ سب ہوا کیسے۔۔۔۔۔ ڈاکٹر علی شیر نے کہا۔

”ڈاکٹر صاحب ہم نے یہ فائل ہر قیمت پر واپس لے آئی ہے لیکن اس بار مجرموں نے ایسا کھیل کھیلا ہے کہ ان کا سرے سے کوئی سراغ نہیں مل رہا۔ یہ بات تو طے ہے کہ اس فائل کے بارے میں یا تو آپ کی فیکٹری کے ساتس دان جانتے تھے یا پھر سیکرٹری اور ڈپٹی سیکرٹری وزارت دفاع اور کسی کو علم نہ تھا۔ حتیٰ کہ حکومت اکیمریہ کو بھی علم نہ تھا تو وہ اسے ویسے ہی دبا ڈال کر واپس لے لیتے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مجرموں کو کیسے اس بات کا علم ہوا کہ یہ فائل پاکیشیا میں موجود ہے اور وزارت دفاع کے ریکارڈروم میں ہے۔۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”جی ہاں واقعی ہے تو اہم سوال۔۔۔ ڈاکٹر علی شیر نے جواب دیا۔
”گذشت ایک ماہ کے دوران آپ ملک سے باہر گئے ہیں۔ آپ کے علاوہ آپ کی فیکٹری کا اور کوئی سائنسدان باہر نہیں گیا۔۔۔۔۔ عمران

نے کہا تو ڈاکٹر علی شیر بے اختیار اچھل پڑے۔ ان کے چہرے پر یکھٹ انتہائی غصے کے تاثرات ابھرائے۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ میں غدار ہوں۔ میں نے مجرموں کو بتایا ہے۔ حالانکہ اس فائل کے حصول میں ملٹری انٹیلی جنس کے مہینوں کے ساتھ مل کر میں نے سب سے زیادہ جدوجہد کی تھی اور حکومت نے اس کے اعتراف میں مجھے سرکاری طور پر سارہ پاکیشیا کا تمغہ دیا تھا۔۔۔۔۔ ڈاکٹر علی شیر نے عصبانیت سے کہا۔

”میں آپ کی نیت پر شک نہیں کر رہا ڈاکٹر صاحب۔ اگر مجھے شک ہو تا تو اب تک تجھانے آپ کس قدر خوفناک عذاب سے گزر چکے ہوتے۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ ہمارے ملک کے انتہائی محب وطن ساتس دان ہیں اور میں آپ کی دل سے قدر کرتا ہوں لیکن یہ بات بھی درست ہے کہ آپ کی کسی نہ کسی بات کی وجہ سے مجرموں تک اس کی اطلاع پہنچی ہے۔ آپ یاد کریں کہ کسی محفل میں یا کسی بھی آدمی کے ساتھ اس موضوع پر آپ کی بات ہوتی ہو۔ انتہائی ٹھنڈے دماغ سے سوچئے۔ ملک و قوم کا مسئلہ ہے۔ صرف آپ کا یا میرا ذاتی مسئلہ نہیں ہے۔ اگر آپ کو یہ بات یاد آجائے کہ کن لوگوں کے ساتھ یا کن لوگوں کے سامنے یہ بات ہوتی ہے تو ہم ان مجرموں تک پہنچ کر وہاں سے فائل واپس لا سکتے ہیں۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو ڈاکٹر علی شیر کا غصے کی شدت سے بگڑا ہوا چہرہ یکھٹ نارمل ہوتا چلا گیا۔

"اودہ" وہاں نادانستہ طور پر ایسا ہو سکتا ہے۔ بہر حال وہاں ساری باتیں میزائل دیرچ کے سلسلے میں ہوتی رہی ہیں..... ڈاکٹر علی شیر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کرسی کی پشت سے سر ہٹا کر آنکھیں بند کر لیں۔ تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر نے ایک جھٹکے سے آنکھیں کھولیں۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھرائی تھی۔

"اودہ" اودہ مجھے یاد آگیا اور اس وقت تو میں سمجھ نہ سکا تھا لیکن اب ساری بات مجھے سمجھ آ رہی ہے۔ ایک ہونٹ کے جھومنے ہال میں گرٹ لینڈ کے سائنس دان ڈاکٹر برنارڈ نے اچانک ٹرپل ایکس میزائل ٹیکنالوجی کے بارے میں بات شروع کر دی اور پھر محفل میں موجود سائنس دانوں نے اس پر باتیں کیں۔ ان سب کی رائے یہی تھی کہ ٹرپل ایکس ناممکن ہے۔ میرا مطلب ہے کہ اب آپ کو کیسے سمجھاؤں کہ ٹرپل ایکس کیا ہوتا ہے۔ آپ کا تعلق تو سائنس سے نہیں ہے..... ڈاکٹر علی شیر نے تذبذب بھرے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"ٹرپل ایکس کا مطلب ہے کہ میزائل سو فیصد ٹارگٹ حاصل کرے۔ یہی مطلب ہے ناں..... عمران نے جواب دیا تو ڈاکٹر علی شیر بے اختیار چونک پڑے۔

"اودہ" ہاں آسان لفٹوں میں تو یہی کہا جا سکتا ہے۔ بہر حال وہاں موجود قیام سائنس دانوں کی حتمی رائے یہی تھی کہ ایسا ہونا ناممکن ہے جس پر مجھ سے ذرا باگیا تو میں نے کہہ دیا کہ نہ صرف ایسا ممکن ہے

بلکہ ایکریسیانے اس ٹیکنالوجی کو تیار بھی کر لیا ہے اور ٹرپل ایکس میزائل ان کے خفیہ دفاع میں شامل بھی ہیں۔ اس پر سب نے مجھے یکسر اور انتہائی بے رحمی سے جھٹلایا جس پر مجھے غصہ آگیا اور میں نے کہہ دیا کہ عنقریب پاکیشیا بھی ٹرپل ایکس میزائل کا دھماکہ کرے گا۔ ہم نے بھی ٹرپل ایکس ٹیکنالوجی حاصل کر لی ہے اور ہم اسے تیار کر رہے ہیں۔ ہمارے پاس ٹرپل ایکس ٹیکنالوجی فائل موجود ہے۔ بس غصے ضد اور پاکیشیا کی برتری کے سلسلے میں نہ چلنے کے باوجود یہ سب باتیں میرے منہ سے خود بخود نکلی چلی گئیں۔ اس پر ڈاکٹر برنارڈ نے بڑے استہزائیہ انداز میں کہا کہ پاکیشیا تو اس فائل کی حفاظت کرنے کا بھی اہل نہیں ہے۔ وہ ٹرپل ایکس میزائل کیسے تیار کر سکتا ہے اس پر مجھے مزید غصہ آگیا اور میں نے بتا دیا کہ یہ فائل انتہائی محفوظ ہے۔ وزارت دفاع کے ریکارڈ روم جس میں یہ فائل موجود ہے وہاں سے کسی طور پر بھی فائل نہیں اڑائی جا سکتی۔ اس کے بعد موضوع بدل گیا یا بدل دیا گیا۔ پھر محفل پر خاست ہو گئی اور میں اپنی رہائش گاہ پر چلا آیا اس کے بعد ڈاکٹر برنارڈ سے دوبارہ ملاقات ہی نہ ہوئی اور میرے ذہن سے بھی یہ سب کچھ اتر گیا۔ اب آپ نے بات کی ہے تو یہ سب کچھ میرے ذہن میں تازہ ہوا ہے..... ڈاکٹر علی شیر نے کہا تو عمران کی آنکھوں میں چمک ابھرائی۔

"اس ہونٹ میں اور کون کون تھا..... عمران نے پوچھا۔
"ڈاکٹر برنارڈ کے دوست ہی تھے۔ بہر حال مجھے گرٹ لینڈ کے ہی

ساتیس دان باہر کا کوئی آدمی نہ تھا سوائے میرے۔۔۔ ڈاکٹر علی خیر نے کہا۔

”کیا اس سے پہلے ڈاکٹر برنارڈ سے اس موضوع پر آپ کی بات ہوئی تھی؟“..... عمران نے پوچھا۔

”ڈاکٹر برنارڈ سے۔ ہاں تقریب کے دوران بس دینی بی سرسری طور پر بات ہوئی تھی بہت مختصر سی۔ کسی ساتسی ترکیب پر بات ہوئی تھی لیکن یہ گفتگو بے حد مختصر تھی۔“ ڈاکٹر علی خیر نے کہا۔

”ڈاکٹر برنارڈ صاحب کا کوئی پتہ تاکہ ہماری ان سے ملاقات ہو سکے یا فون پر بات ہو سکے۔“ عمران نے کہا۔

”ڈاکٹر لینڈ کی میڈیکل بنانے والی ایک سرکاری فیکٹری کے اجازت ہیں۔ بظاہر یہ فیکٹری الیکٹریک کھلونے بنانے کا کام کرتی ہے اور پوری دنیا میں مشہور ہے۔ کھڑکھل نوائے کمپی۔ ڈاکٹر برنارڈ اس کا ڈائریکٹر جنرل ہے لیکن درپردہ وہاں میڈیکل بنانے کا کام ہوتا ہے۔ اس نوائے کمپی کے آفس میں ڈاکٹر برنارڈ سے ملاقات ہو سکتی ہے۔“ ڈاکٹر علی خیر نے کہا۔

”اوکے بہت شکریہ۔ اب آپ نے ایک کام کرنا ہے کہ آپ نے کسی سے ان باتوں کا ذکر نہیں کرنا۔ اور نہ ہی ڈاکٹر برنارڈ سے فون پر کوئی بات کرنی ہے۔ اگر ان مجرموں کو ذرا بھی شک ہو گیا کہ آپ نے اس موضوع پر سیکرٹ سروس سے کوئی بات کی ہے تو پھر آپ کی زندگی بھی خطرے میں پڑ جائے گی۔“ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”میں خیال رکھوں گا۔“ ڈاکٹر علی خیر نے جواب دیا تو عمران ان سے اجازت لے کر ڈرائنگ روم سے باہر آیا اور تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے دفن منزل کی طرف الٹی جاری تھی۔ ایک اہم کلیو ہائز آگیا تھا اور وہ اب گریٹ لینڈ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹ کے ذریعے اس ڈاکٹر برنارڈ کو چیک کرانا چاہتا تھا کہ فائل اس تک پہنچ گئی ہے یا نہیں۔

گیت پر تالا لگا ہوا تھا۔ میں عقبی طرف سے اندر کود گیا۔ کوٹھی خالی پڑی ہوئی تھی۔ میں سنگ دم کے ہاتھ روم میں کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں وہاں آگئے۔ ان کے چلیے دہی تھے جو آپ نے بتائے تھے۔ وہ اپنے کسی باس کو فون کر کے اطلاع دینا چاہتے تھے کہ میں ہاتھ روم سے باہر آگیا۔ انہوں نے مجھ پر حملے کی کوشش کی لیکن آپ جانتے ہیں کہ راجہ پر حملہ کرنا ناممکن ہے۔ سچا بچہ دہی ہوا۔ میں نے فائر کھول دیا اور دونوں ڈھیر ہو گئے۔ میں اس وقت تک وہاں رکا رہا جب تک تصدیق نہ ہو گئی کہ وہ دونوں ختم ہو گئے ہیں۔ پھر میں نے آپ کے حکم کے مطابق ان کی جیسوں سے بٹوے نکال لئے جن میں بیماری کرنسی کے ساتھ ساتھ وہ ایک ہزار ڈالر کے نوٹ بھی تھے جو آپ نے دیئے تھے۔ اس کے علاوہ بھی میں نے ان کے سارے سامان کی تلاشی اس انداز میں لی جیسے میں نے وہاں ڈاک ڈالنا ہوا۔ کافی کرنسی ان کے بیگ میں موجود تھی وہ بھی میں نے اڑالی۔ اس کے بعد خاموشی سے عقبی طرف سے باہر آکر اپنی رہائش گاہ پر پہنچ گیا اور اب وہاں سے آپ کو کال کر رہا ہوں۔ راجہ نے جواب دیا۔

”کسی نے چیک تو نہیں کیا۔ کسی ہمسائے نے۔ کوئی جہادی فائرنگ کی آوازیں سن کر تو نہیں آیا۔“ واسکر نے تیز لہجے میں کہا۔

”باس آپ مجھے احمق سمجھتے ہیں میری ساری زندگی ایسے ہی کاموں میں گزری ہے۔ میں انتہائی قیمتی سائینسٹس گائیڈ والورے کر گیا تھا اس

اوجھڑ عمر آدمی دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہوا ہی تھا کہ میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ وہ آگے بڑھ کر میز کے ساتھ موڑ کر سی پر بیٹھ گیا اور پھر اس نے اطمینان سے ہاتھ جڑھا کر ریسور اٹھا لیا۔

”یس واسکر بول رہا ہوں۔“ اوجھڑ عمر کے لہجے میں سختی تھی۔

”راجہ بول رہا ہوں باس۔ دوسری طرف سے ایک کرخت آواز سنائی دی۔“

”اور راجہ تم۔ کیا رہائش کا واسکر نے چونک کر تیز لہجے میں پوچھا۔“

”کامیابی باس۔ وہ دونوں ختم ہو چکے ہیں۔“ دوسری طرف سے

کہا گیا۔

”تفصیل بتاؤ۔“ واسکر نے سبٹ لہجے میں کہا۔

”آپ کافون سن رہے ہیں اب باب کالونی کی اس کوٹھی تک پہنچ گیا

میں سر..... دوسری طرف سے کہا گیا اور واسکر نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد گھنٹی بجی تو اس نے ہاتھ جڑھا کر ایک بار پھر رسیور اٹھایا۔

میں واسکر بول رہا ہوں..... واسکر نے کہا۔

مادام فلادر سے بات کریں۔ دوسری طرف سے ہوٹل ایکس چیج آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

ہاں بات کرو..... واسکر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون بیس کے نیچے لگا ہوا بین پریس کر کے فون کو ڈائریکٹ کر دیا تاکہ آپریٹر ان کے درمیان ہونے والی بات چیت نہ سن سکے۔

ہیلو فلادر بول رہی ہوں..... ایک نسوانی آواز سنائی دی پھر بے حد مترنم تھا۔

ہوٹل سی دیو سے واسکر بول رہا ہوں۔ مجھے بدلیٹ کی گئی ہے کہ ایک فائل جو فوسز نے مجھوائی ہے آپ تک پہنچا دوں..... واسکر نے کہا۔

اودہ اچھا۔ ضرور..... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

یہ بدلیٹ بھی کی گئی ہے کہ یہ کام آپ کی رہائش گاہ پر ہونا چاہئے..... واسکر نے کہا۔

ٹھیک ہے تم آجاؤ۔ میں رہائش گاہ پر جا رہی ہوں۔ میری رہائش گاہ سفارت خانے کی حدود میں نہیں ہے بلکہ میں ڈیڈ ٹاؤن کی کوئٹھی سب ٹرائیوٹری فائیو اے بلاک میں رہتی ہے۔ تم آدھے گھنٹے بعد آجانا۔

نے ختم کیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ہمارے بارے میں انتہائی کاررو کرتے ہوئے حکومت پاکستان کو خبری کر دے..... واسکر نے کہا۔

اودہ ایسی کوئی بات نہیں۔ یہ سب کچھ اس سے پہلے سے طے کر گیا تھا۔ اس کے دو آدمیوں کی زندگیوں کی قیمت اسے پہلے ادا کر گئی تھی۔ ایسی تحقیقوں میں افراد کو کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ اہمیت کام اور دولت کی ہوتی ہے۔ راجر کے ان دونوں آدمیوں۔ عوض جتنی دولت اس نے ہم سے حاصل کر لی ہے اس سے وہ پوری تنقیم بنا سکتا ہے۔ تم اس بات کی فکر نہ کرو کہ جس اس فائل کی اہمیت کا اندازہ نہیں ہے۔ اس فائل کے بدلے میں حکومت گریٹ لینڈ آجملک بھی فروخت کر سکتی ہے..... پیئرس نے کہا۔

اودہ پھر ٹھیک ہے پاس میں اس مادام فلادر سے بات کرتا ہوں واسکر نے مطمئن لہجے میں کہا۔

ٹھیک ہے لیکن سارا کام انتہائی احتیاط اور ہوشیاری سے چلیئے..... پیئرس نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم واسکر نے ایک طویل سانس لیٹے ہوئے کر یڈل دیا اور نوٹ آ۔ اس نے فون بیس کے نیچے موجود ایک بین کو پریس کر دیا۔ اس فون جو براہ راست تھا اس کا تعلق ہوٹل ایکس چیج سے ہو گیا۔

میں سر..... آپریٹر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

واسکر بول رہا ہوں گریٹ لینڈ سفارت خانے کی سیکرٹری مادام فلادر سے میری بات کرو..... واسکر نے کہا۔

ہائیک سے فلادور کی آواز سنائی دی۔

”گیٹ پر کون ہے؟“ فلادور کا بھجہ اسی طرح بے حد مترنم تھا۔

”واسکر۔“ واسکر نے جواب دیا۔

”اوہ گیٹ کھلا ہوا ہے پلینڈر آجائیں۔“ ... ہائیک سے آواز سنائی دی تو واسکر نے آگے بڑھ کر کوٹھی کے چھوٹے گیٹ کو دھکیلا تو گیٹ کھلتا چلا گیا وہ اندر داخل ہوا۔ کوٹھی متوسط ٹائپ کی تھی۔ پورچ میں سفید رنگ کی ایک کار موجود تھی جس پر سفارت خانے کی مخصوص نمبر پلیٹ بھی موجود تھی۔ اس نے ایک نظر کوٹھی پر ڈالی اور پھر مڑ کر اس نے بڑا بھانگٹا خود ہی کھولا اور کار میں جا کر بیٹھ گیا۔ اس نے کار سٹارٹ کر کے اسے بھانگٹے اندر کر کے کچھ فاصلے پر روکی اور ایک بار پھر نیچے اتر کر اس نے گیٹ بند کر دیا اور ایک بار پھر وہ کار میں بیٹھا اور کار کو چلاتا ہوا پورچ میں لے آیا۔ پورچ میں کار روک کر وہ نیچے اتر اسی لمحے برآمدے میں ایک انتہائی خوبصورت اور نوجوان لڑکی نمودار ہوئی جس کے جسم پر ہاتھ لگ گاؤں تھا۔

”آئی ایم سوری مسز واسکر آپ کو تکلیف ہوئی۔ دراصل میری عادت ہے کہ میں جب کام سے فارغ ہو کر آتی ہوں تو سب سے پہلے غسل کرتی ہوں۔ میرا خیال تھا کہ آپ میرے غسل کرنے کے بعد آئیں گے لیکن آپ اس وقت آئے جب میں ہاتھ دھو رہی تھی اس لئے آپ کو یہ ساری تکلیف خود کرنی پڑی۔“ لڑکی نے اسی طرح مترنم لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر مصافحے کے لئے ہاتھ

اس دوران میں پہنچ جاؤں گی۔“ ... ماہر فلادور نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تھکیک ہے میں آ رہا ہوں۔“ ... واسکر نے جواب دیا اور سیر رکھ دیا۔ پھر وہ کرسی سے اٹھا اور عقبی دیوار میں واقع ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی۔ اس کے سب سے نچلے خانے کے اندر ہاتھ ڈال کر اس نے سائین میں انجبرے ہوئے جیسے پر ہاتھ سے دیا ڈالا تو سر کی تیز آواز کے ساتھ ہی الماری کے اوپر والے خانے گھوم گئے۔ اب ان خانوں میں پہلے سے مختلف چیزیں موجود تھیں۔ واسکر نے ایک خانے میں موجود خاکی کاغذ کا لمبا سا لٹاف اٹھایا اسے کھولی کر دیکھا اس میں ٹریپل ایکس فائل موجود تھی۔ اس نے لٹاف بند کیا اور پھر اسے موڈ کر اس نے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ لیا۔ اس کے بعد اس نے پہلے کی طرح نچلے خانے میں ہاتھ ڈال کر الماری کے خانے گھمائے اور پھر الماری بند کر کے وہ مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی سیاہ رنگ کا کار سی دیو ہوٹل سے ٹکل کر زید ٹاؤن کی طرف بڑھی جلی جا رہی تھی۔ چونکہ اسے جہاں آئے ہوئے ایک ہفتے سے زیادہ ہو گیا تھا اور اس نے یہاں کا نقشہ اچھی طرح سمجھ لیا تھا اس لئے بڑی بڑی کالونیوں کے راستے اسے معلوم تھے۔ تقریباً پچیس منٹ کی ڈرائیو کے بعد وہ زید ٹاؤن کی مطلوبہ کوٹھی تک پہنچ گیا۔ اس نے کار بند گیٹ پر روکی اور نیچے اتر کر کال ہیل کا بین پرس کر دیا۔ ہتھ لمحوں بعد ستون پر گئے ہوئے دو

بڑھا دیا۔

”ایسی کوئی بات نہیں۔ لیکن کیا آپ نے جہاں ملازم نہیں رکھے ہوئے۔“ واسکر نے مصافحہ کرتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جی نہیں ملازم میرے نجی معاملات میں مداخلت کر سکتے ہیں اور میں اپنے نجی معاملات میں کسی قسم کی مداخلت برداشت کرنے کی عادی نہیں ہوں۔“ فلاور نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو واسکر بھی مسکرا دیا۔

”آئیے ادھر میرے خاص کمرے میں آجلیے۔“ فلاور نے مڑ کر درمیانی گلیری کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور واسکر اس کے پیچھے چل دیا تو حویلی در بعد وہ دونوں ایک ساؤنڈ پروف کمرے میں پہنچ گئے جو انتہائی قیمتی ساز و سامان سے مزین تھا۔

”تشریف رکھیں میں لباس تبدیل کر کے ابھی آتی ہوں۔“ فلاور نے کہا اور تیزی سے مڑ کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئی۔ واسکر کرسی پر خاموش بیٹھا کمرے کا جائزہ لیتا رہا۔ تو حویلی در بعد فلاور واپس آئی تو اس کے جسم پر شوخ رنگ کا اسکرٹ تھا۔ اس نے بالوں کو برش کر لیا تھا اور ہجرے پر میک اپ کے ہنگامے لیکن ماہرانہ فخر صاف دکھائی دے رہے تھے اس نے ایک طرف موجود روپک میں سے شراب کی ایک بوتل اٹھائی۔ اسے واسکر کے سامنے میز پر رکھا اور پھر میز کے پچھلے حصے سے دو گلاس اٹھا کر اس نے اوپر رکھے۔ بوتل کھول کر اس نے دونوں

گلاس بھرے۔

”بیچے کامیابی کے نام۔“ فلاور نے اپنا گلاس اٹھاتے ہوئے کہا تو واسکر نے بھی مسکراتے ہوئے گلاس اٹھایا۔ دونوں نے ایک دوسرے کے گلاس کو خیر سگلی کے اظہار کے طور پر بچ کیا اور پھر شراب کے گھونٹ لے کر گلاس واپس میز پر رکھ دیئے۔

”جی اب فرمائیے۔“ فلاور نے کہا۔

”فوسر نے ایک فائل بھیجی۔“ واسکر نے کہا۔

”اوہ ہاں دیکھئے۔ سفارتی بیگ دو گھنٹے بعد جائزہ والا ہے میں اسے اس میں ڈال دوں گی۔“ فلاور نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو واسکر نے کوٹ کی اندرونی جیب سے جبر شدہ فائل والا لفافہ نکالا اور اسے فلاور کی طرف بڑھا دیا۔ فلاور نے لفافے میں سے فائل نکالی ایک نظر اسے دیکھا اور پھر لفافے میں ڈال کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

”میں یہ اہم فائل سیف میں رکھ آؤں۔“ فلاور نے کہا تو واسکر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور فلاور فائل اٹھائے تیز تیز قدم اٹھاتی کمرے سے باہر نکل گئی۔

”تو یہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ فائل کو سفارتی بیگ کے ذریعے پاکیشیا سے نکالا جائے نہمیک ہے اچھا مینوفٹ طریقہ ہے۔“ واسکر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ تو حویلی در بعد وہ واڑہ کھلا اور فلاور واپس آکر کرسی پر بیٹھ گئی۔

”آپ کی یہاں آمد کے بارے میں آپ کے علاوہ اور کتنے افراد کو علم

بجٹ ہو۔ اگر جہیں معمولی سا بھی شک ہو جاتا تو جہاری جگہ میری لاش یہاں پڑی ہوتی لیکن مجھے افسوس ہے کہ اب جہاری لاش اس کو بھی کے نیچے بیٹے والے گڑ میں قیے کی شکل میں ہتی ہوئی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے غائب ہو جائے گی۔ اس طرح گرےٹ لینڈ کا انتہائی قابل اعجت واسکر اچانک صفحہ ہستی سے غائب ہو جائے گا۔ مجھے خود جہاری موت پر ہمیشہ افسوس رہے گا لیکن کیا کیا جائے مجبوری ہے۔ اعلیٰ حکام کا حکم ہے کہ یہ فائل جب پاکیشیا سے باہر جائے تو سوائے میرے اور کسی کو یہ معلوم نہ ہو کہ فائل کہاں سے حاصل کی گئی۔ کس طرح حاصل ہوئی۔ کس نے حاصل کی اور کہاں گئی۔ اس لئے جہاری موت ضروری ہو گئی ہے۔ تم نے بھی ان لوگوں کو یقیناً موت کے گھاٹ اتار دیا ہو گا جنہوں نے جہیں یہ فائل لا کر دی تھی..... ماوام فلاور کی آواز واسکر کے ذہن پر اس طرح پڑی تھی جیسے بھونڈوں کی ضرب پڑتی ہے لیکن وہ واقعی انتہائی بے بس ہو چکا تھا۔ یہ بھی حقیقت تھی کہ اگر اسے ذرا سا بھی شک ہو جاتا کہ اس کے متعلق اعلیٰ حکام اس حد تک جا سکتے ہیں تو پھر ماوام فلاور تو ایک طرف پنشنس کے اعلیٰ ترین حکام بھی اس کے ہاتھوں قبر میں اتر جاتے لیکن اب اسے اپنی بے بسی ختم کرنے کا کوئی حل نہ سوجھ رہا تھا۔ اس کا ذہن جیسے ماؤف سا ہو کر رد گیا تھا اور پھر اس نے ماوام فلاور کے ہاتھ میں بکڑے ہوئے سائیلنسر لگے رہو اور سے شعلہ جیتے دیکھا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر تاریک چادر پھیلتی چلی گئی چونکہ اس کا جسم بے حس ہو چکا تھا اس لئے اس نے

ہے..... فلاور نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا اس کے ہر سہ لکھت گہری سنجیدگی طاری ہو گئی تھی۔

میرے علاوہ اور کسی کو بھی نہیں کیوں آپ نے یہ بات کیوں پوچھی ہے..... واسکر نے چونک کر پوچھا۔

احتیاطاً پوچھ لیا تھا..... فلاور نے جواب دیا اور اپنا گلاس ختم کر کے اس سے سیزر نکھ دیا۔ اسی لئے واسکر نے بھی گلاس سیزر رکھا۔

اب مجھے اجازت دیجئے۔ ارے ارے۔ اوو۔ یہ۔ یہ کیا ہے۔ یہ جسم تو حرکت نہیں کر رہا کیا مطلب..... بولتے بولتے یقیناً واسکر نے لاکھراتے ہوئے لہجے میں کہا اسے واقعی اچانک احساس ہوا تھا کہ اس کا جسم ساکت ہو گیا ہے۔

یہ اس شراب کا اثر ہے مسٹر واسکر میں نے ڈریسنگ روم میں پہلے ہی ایک خاص گولی منہ میں ڈال لی تھی جس کی وجہ سے اس کا اثر بھر پر نہیں ہوا لیکن آپ پر اس نے اثر کر دیا..... فلاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

مہم مہم مگر..... واسکر نے بولنا چاہا لیکن یہی الفاظ بمشکل اس کے منہ سے نکلے اور پھر زبان بھی حرکت کرنے سے قاصر ہو گئی۔ اس کا ذہن سائیں سائیں کرنے لگا تھا۔ اسے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ کسی خاص جگہ میں پھنس گیا ہے لیکن وہ اس وقت واقعی بری طرح بے بس ہو گیا تھا۔

یہ اس لئے کیا گیا ہے مسٹر واسکر کہ تم انتہائی خطرناک اور تیز

صرف شعلہ دیکھا تھا۔ اس کے علاوہ اسے کچھ محسوس نہ ہو سکا لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ موت کی تاریک وادی میں دھنستا چلا گیا اور اس کے تمام احساسات فنا ہو کر رہ گئے۔

جولیا اپنے فلیٹ میں آرام کر رہی پر نیم دراز ایک میگزین پڑھنے میں مصروف تھی چونکہ سیکرٹ سرورس کے پاس کافی دنوں سے کوئی کام نہ تھا اس لئے وہ زیادہ وقت اپنے فلیٹ میں گزارتی تھی۔ البتہ ساتھیوں میں سے کوئی نہ کوئی آنکلتا تھا اور اس طرح اس کا وقت اچھا گزر جاتا تھا اسی لمحے کال بیل کی آواز سنائی دی تو جولیا نے چونک کر میگزین سائیڈ میز پر رکھا اور ایک طویل سانس لیتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اسے یقین تھا کہ کوئی نہ کوئی ساتھی آیا ہوگا۔

”کون ہے؟“..... جولیا نے عادت کے مطابق دروازہ کھولنے سے پہلے پوچھا۔

”تنویر ہوں۔ میرے ساتھ خاور بھی ہے؟“..... باہر سے تنویر کی آواز سنائی دی اور جولیا نے مسکراتے ہوئے دروازہ کھول دیا۔

”آؤ“..... جولیا نے ایک طرف ہنستے ہوئے کہا اور تنویر اور خاور

دونوں اندر داخل ہو گئے لیکن جولیا ان کے دونوں کے چہروں پر موجود
تأثرات دیکھ کر بے اختیار جو تک پڑی۔ ان دونوں کے چہروں پر ہتھیلی
سنبھیدگی نمایاں تھی۔

”کیا بات ہے خیریت ہے..... جولیا نے دروازہ بند کر کے مڑتے
ہوئے کہا۔

”مجھے تم سے یہ امید تھی مس جولیا..... تنویر نے یکفخت پھاڑ
کھانے والے لہجے میں کہا اس کے انداز سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے
نجانے کتنے عرصے سے رکا ہوا طوفان اچانک پھٹ پڑا ہو۔

”کیا مطلب کیا کہہ رہے ہو کیسی امید..... جولیا نے حیران
ہوتے ہوئے کہا۔

”مجھے یہ تصور بھی نہ تھا کہ تم ملک و قوم سے اس طرح غداری بھی
کر سکتی ہو..... تنویر نے اور زیادہ بھرکتے ہوئے لہجے میں کہا تو جولیا کا
چہرہ غصے کی شدت سے یکفخت سرخ پڑ گیا۔

”کیا بکواس کر رہے ہو کیا تم فتنے میں ہو یا ذہنی توازن کھو چکے
ہو..... جولیا کے لہجے میں بھی بے پناہ تلخی آ گئی تھی۔ اس دوران وہ
تینوں سنگ روم میں چٹک چٹکے تھے۔

”تنویر درست کہہ رہا ہے مس جولیا! میں یہ سب کچھ معلوم کر کے
حقیتاً دلی صدمہ ہوا ہے..... اس بار خاور نے بھی انتہائی سرو سبجے
میں کہا۔

”تم نے کیا مجھ لیا تھا کہ تم پاکیشیا کے ساتھ غداری کرو گی اور

تنویر جہیں معاف کر دے گا۔ نہیں مس جولیا میں ملک و قوم کے
مفادات کے سلسلے کسی رشتے اور کسی دوستی کی پرواہ نہیں کیا کرتا اور
ابھی معاملات زیر انگوٹری ہیں۔ اگر یہ بات ثابت ہو گئی کہ واقعی تم
نے پاکیشیا سے غداری کی ہے تو پھر سب سے پہلے تنویر کی گولی
جہارے جسم میں داخل ہو گی اور میں جہادری لاش کو کسی قبر میں
ڈالنے کی بجائے کسی گڑبڑ میں پھینکنا زیادہ پسند کروں گا..... تنویر نے
غراتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔ اس وقت
وہ تنویر نجائے کہاں غائب ہو گیا تھا جو جولیا کی صرف ایک مسکراہٹ
پر پھول کی طرح کھل اٹھا تھا۔

”یہ۔۔۔۔۔۔ سب کیا ہے۔۔۔۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو تم۔ کس نے غداری کی
ہے۔ کیسی انگوٹری۔ کیا تم سب اچانک پاگل ہو گئے ہو..... جولیا
نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ
ساتھ شدید غصے کے ملے جلے تاثرات ابھرائے تھے۔

”تم نے کی ہے غداری۔ تم نے وزارت دفاع سے فائل حاصل کی
ہے اور اب وہ فائل غائب ہے۔ ہو لو کہاں ہے فائل۔ کس کو دی ہے
تم نے..... تنویر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”شٹ اپ یو نائنسنس۔ نکل جاؤ میرے فلیٹ سے۔ آئی سے گٹ
آؤٹ۔ جولیا نے یکفخت حلق کے بل جھنجھتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بتا
رہا تھا کہ وہ اب غصے کی انتہا پر پہنچ چکی ہے لیکن پھر اس سے پہلے کہ مزید
کوئی بات ہوتی دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔

نے مجھ پر شک کیا ہے میں اسے فنا کر دوں گی۔..... جو یار نے چھتے ہوئے کہا۔

”دونوں خاموش ہو جاؤ اور نہ..... لکھتے عمران نے غراتے ہوئے کہا اور جو یار اور تنویر جو واقعی غصے سے پاگل ہو رہے تھے لکھتے بے حس و حرکت ہو گئے۔ عمران کے لہجے میں تجانے ایسی کیا بات تھی کہ ان دونوں کو یوں محسوس ہوا جیسے ان دونوں کے جسم بے حس و حرکت ہو گئے ہوں۔

”سنو اگر تم دونوں نے اس طرح کا رویہ دوبارہ اپنایا تو پھر تم دونوں میرے ہاتھوں انجام کو پہنچ جاؤ گے سمجھو۔“ مینے جاؤ اور مجھے بتاؤ کہ کیا بات ہے۔ تم بتاؤ تنویر..... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”اس نے ملک سے غداری کی ہے۔ یہ ملک دشمن مجرموں سے مل گئی ہے اس نے ملک کی انتہائی قیمتی فائل غائب کر دی ہے۔“ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”یہ کون اس کر رہا ہے۔“ تجوٹ بول رہا ہے۔ یہ پاگل ہو گیا ہے۔“ جو یار نے بھی اسی طرح پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

”جہیں کیسے معلوم ہوا تنویر کہ جو یار نے غداری کی ہے۔ کس نے بتایا ہے جہیں..... عمران کے لہجے میں غزامت تھی۔

”میں جہیں تفصیل بتاتا ہوں۔ اس کی شرمناک غداری کی تفصیل بتاتا ہوں۔“ یہ تین دن فلیٹ سے غائب رہی ہے۔ اس کے

”اس طرح ہم نہیں جاسکتے مس جو یار جہیں وضاحت کرنی پڑے گی کہ تم نے وہ فائل کسے دی ہے اور یہ وضاحت ابھی اور اسی وقت کی۔“ تنویر نے غصے سے چھتے ہوئے کہا۔

”ارے ارے کیا ہو رہا ہے۔ کیا بات ہے۔“ اچانک دروازہ کھلنے اور عمران کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

”تم۔ تم جہادی یہ جرأت کہ مجھ پر آنکھیں نکالو میں جہیں گولی دوں گی۔“..... جو یار نے غصے سے چھتے ہوئے کہا اور تیزی سے المار کی طرف مڑی لیکن اس لمحے تنویر نے پہلی کی سی تیزی سے جیب سے ریو اور نکال لیا۔ لیکن عمران نے اس کے ہاتھ سے ریو اور جھپٹ لیا۔ ”کیا ہو گیا ہے جہیں پاگل ہو گئے ہو۔“..... عمران کے لہجے میں لکھتے سرد مہری اثر آتی تھی۔

”ہاں میں پاگل ہو گیا ہوں۔ اس عورت کو پاکیشیا نے عورت کا مقام دیا لیکن اس نے اسی ملک سے غداری کی۔ اس نے اس کی فائل دشمنوں کے ہاتھ فروخت کر دی۔ میں اس کو بونیاں اڑا دوں گا۔“ اس کی ایک ایک ہڈی اپنے ہاتھوں سے توڑ ڈالوں گا۔“..... حم نے انتہائی غصے سے چھتے ہوئے کہا اس کا انداز واقعی پاگلوں جیسا تھا۔ اسی لمحے جو یار نے الماری میں سے ریو اور نکال لیا لیکن اس سے پہلے وہ مڑتی عمارت نے تیزی سے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے ریو اور جھپٹ لیا۔

”یہ مجھے دو۔ یہ مجھے دو۔ میں اس کو گولیوں سے اڑا دوں گی۔“

مردس کا ڈپٹی چیف بتایا ہے اور باقاعدہ سرکاری شش کی کارڈ دکھایا ہے اور اب وہ فائل نم ہے۔ وہ چیف ایکسٹرنلنگ نہیں پہنچی۔ یہ خبر ملتے ہی ہم سب دنگ رہ گئے۔ میں خادو، صفدر اور کینشن ٹھیل کو ارباب کالونی کی اس کوٹھی پر لے گیا جہاں یہ دونوں گئے تھے۔ وہاں وہ سرخ رنگ کی کاراب بھی موجود تھی۔ میں نے تو صفدر سے کہا کہ اندر جا کر ان لوگوں سے پوچھ گچھ کریں لیکن صفدر نے انکار کر دیا کیونکہ چیف نے اسے صرف انکوائری کرنے کا حکم دیا تھا وہ دونوں اس کمپنی کے دفتر چلے گئے جس سے اس کار کا تعلق تھا اور میں خادو کے ساتھ یہاں آگیا ہوں۔ یہ بات سو فیصد یقینی ہے کہ جو لینے غدار کی ہے۔ اس نے ڈپٹی سیکرٹری سے وہ فائل سیکرٹ مردس کی ڈپٹی چیف بن کر حاصل کی ہے اور اسے اس مائیکل کے حوالے کر دیا ہے اور شاید میں سب کچھ برداشت کروں لیکن ملک و قوم کے خلاف سازش اور غداری میں کسی صورت برداشت نہیں کر سکتا۔ صفدر اور کینشن ٹھیل انکوائری کر رہے ہیں کرتے رہیں لیکن اب جو لینے کو بتانا ہو گا کہ وہ فائل اس نے کیوں مائیکل کے حوالے کی ہے اور اب وہ فائل کہاں ہے..... ستویر نے نیز تیر لہجے میں بوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

یہ سب جھوٹ ہے۔ یہ کہو اس ہے۔ مائیکل مرٹاٹاس فلیور ہا ہے
اینانک ایک ہوٹل میں اس سے ملاقات ہو گئی۔ تجھے اس سے مل کر
بے حد خوشی ہوئی وہ سیاحت کے لئے یہاں آیا ہوا تھا۔ اس نے شمالی
علاقوں کی سیر کرنا تھا اس نے مجھے ساتھ جانے کی دعوت دی۔ میں

کو دار باب کالونی کی ایک کوٹھی میں کار سمیت داخل ہوتے دیکھا۔ میں نے کار ایک طرف روک دی۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد جولیا اس کار میں مائیکل کے ساتھ کوٹھی سے باہر نکلی میں نے ایک بار پھر تعاقب کیا اور مائیکل اسے اس کے فلیٹ کے نیچے چھوڑ کر لے کر واپس چلا گیا۔ میں نے پھر تعاقب کیا تو مائیکل اسی کوٹھی میں واپس چلا گیا تھا۔ چونکہ جولیا کا انداز نارمل تھا اس لئے میں خاموش ہو گیا۔ میں یہی سمجھا تھا کہ جولیا یہ سب کچھ کسی خاص مقصد کے لئے کر رہی ہے۔ میرے ذہن کے تو کسی گوشے میں بھی نہ تھا کہ جولیا یہ سب کچھ سازش کے تحت کر رہی ہے ورنہ میں وہیں ان دونوں کو ڈھیر کر دیتا۔ آج مجھے ایک بار بح وزارت دفاع جاننا پڑا۔ خاور میرے ساتھ تھا۔ وہاں صفدر اور کینٹھر شکیل مل گئے۔ وہاں انہوں نے بتایا کہ وہ ایک سوئس خزانہ وغیرہ مائیکل کے بارے میں چھان بین کر رہے ہیں جو جولیا کا کلاس فیلو تھا۔ ان کی یہ بات سن کر فوراً میرے ذہن میں یہ تمام واقعہ تازہ ہو گیا۔ انہوں نے بتایا کہ انہیں معلوم ہوا ہے کہ اس مائیکل اور جولیا کو کہا: وزارت دفاع کے سیکرٹریٹ میں دیکھا گیا ہے۔ میں نے انہیں تفصیل بتائی اور انہیں اس جگہ لے گیا جہاں وہ مائیکل جولیا سے تھمکے انداز میں بات کر رہا تھا۔ وہاں صفدر نے پوچھ گچھ کی تو یہ چل گیا۔ جولیا ڈپٹی سیکرٹری کے کمرے میں گئی تھی اور کافی در وہاں رہی تھی وہاں سے یہ خبر مل گئی کہ جولیا ریکارڈ روم سے ایک فائل لے گئی ہے مزید معلومات بھی مل گئیں کہ جولیا نے وہاں اپنے آپ کو سیکر

سلسلے میں کوئی مبہم اطلاع ملی ہے اس لئے وہ کنفرم کر رہے ہیں۔ چنانچہ میں مطمئن ہو گئی۔ اب یہ احمق اور پاگل نبی کہانی لے کر آگیا ہے۔ مجھے کیا ضرورت تھی ارباب کالونی کی کسی کو نمشی میں جاؤں یا اسے ساتھ لے کر سرکاری کام کے لئے جاؤں؟۔ یہ محض بکواس کر رہا ہے۔..... جو یانے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن فائل واقعی غائب ہو چکی ہے۔..... عمران نے کہا تو جو یا بے اختیار اچھل پڑی۔

”کیا۔ کیا مطلب؟۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ دانش منزل سے فائل کیسے غائب ہو سکتی ہے۔..... جو یانے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”فائل دانش منزل نہیں پہنچی اور نہ ہی چیف نے ہمیں کوئی فائل لانے کے لئے کہا ہے اور یہ سب کیسے ہوا ہے اب یہ بات میری سمجھ میں آگئی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اس سارے کس میں جہاد کوئی قصور نہیں ہے۔ ہمیں صرف استعمال کیا گیا ہے۔..... عمران نے ہونٹ ہلاتے ہوئے کہا۔

”یہ۔ یہ کیا کہہ رہے ہو کیا تم سب کا دماغ خراب ہو گیا ہے یا میرا دماغ خراب ہو چکا ہے۔..... جو یانے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جو یا کا قصور نہ ہو۔ اصل قصور ہی اس کا ہے۔..... تنویر نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

”تم دونوں اطمینان سے بیچ کر پھلے میری بات سن لو۔ اب جب

چونکہ فارغ ہوں اس لئے میں نے اس کی دعوت قبول کر لی۔ پھر، دونوں شمالی علاقوں کی سیاحت کے لئے چلے گئے۔..... جو یانے کر شروع کر دیا۔

”یہ غلط کہہ رہی ہے۔ یہ شمالی علاقوں میں گئی ہی نہیں ہے۔ اور مائیکل دونوں ایئر پورٹ روڈ پر ایک کوٹھی میں تین روز رہے ہیں۔ صفدر نے انکو انری کر لی ہے۔ یہ کوٹھی گریٹ لینڈ کے کسی ڈاکہ دانسن نے کرائے پر لی تھی۔ وہ بھی وہیں رہتا تھا۔ وہ سرخ رنگ کی کوٹھیں روز تک اس کوٹھی میں رہی ہے۔ اس کے بعد ڈاکٹر دانسن مج کوٹھی چھوڑ کر واپس گریٹ لینڈ چلا گیا ہے۔ صفدر نے مکمل انکو انری کر لی ہے۔..... تنویر نے جواب دیا۔

”یہ بکواس ہے میں تو کسی ڈاکٹر دانسن کو جانتی تک نہیں۔ مج واقعی مائیکل کے ساتھ شمالی علاقوں کی سرپرستی تھی پھر مائیکل مجے واپس فلیٹ پر چھوڑ کر چلا گیا۔ اس کے بعد مجھے چیف نے فون پر حکم دیا کہ میں دانش منزل کے آؤٹ باکس سے ایک شافٹی کارڈ حاصل کرو۔ یہ شافٹی کارڈ اپنی چیف سیکرٹ سروس کا سرکاری کارڈ ہے۔ میں کارڈ لے کر وزارت دفاع کے سیکرٹریٹ پہنچ جاؤں اور وہاں سے ٹرہڑ ایکس فائل حاصل کر کے اسے دانش منزل کے رسپیڈنگ باکس میں جمع کارڈ ڈال دوں۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ مجھے چیف کا فون آیا تھا۔ اس نے بھی یہی باتیں پوچھی تھیں۔ میں نے انہیں پوری تفصیل بتا دی میں نے ان سے پوچھا کہ کوئی گزربڑ ہے تو انہوں نے کہا کہ انہیں۔“

جو یا پر مکمل اعتماد ہے کہ جو یا کسی صورت سازش یا غدا دی نہیں کر سکتی اس لئے اس نے جو یا سے صرف معاملات کنفرم کیے اور پھر مفرد اور کیپٹن تشکیل کے ذمے انکوائری لگا دی اور تجھے کال کر کے اس نے پوری تفصیل بتا دی اور تجھے بھی اس معاملے میں چھان بین کرنے کا حکم دیا۔ میں بھی یہ سن کر بے حد حیران ہوا اور میں اس سلسلے میں سب سے پہلے اس ڈپٹی سیکرٹری سے ملا جس نے یہ فائل جو یا کو دی تھی۔ اس سے تجھے ایک پاکیشیائی سائٹس دان کے بارے میں مپ ملی میں اس سائٹس دان سے ملا تو مجھے معلوم ہو گیا کہ اس سائٹس دان سے گزرتے لینڈ میں اس فائل کے بارے میں معلومات حاصل کی گئی ہیں۔ اس سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ یہ فائل گزرتے لینڈ والوں نے حاصل کی ہے۔ میں نے چیف کو رپورٹ دے دی۔ چیف نے گزرتے لینڈ میں فادر ایجنٹ کی ڈیوٹی لگا دی ہے کہ اگر وہ فائل وہاں پہنچے تو اسے واپس حاصل کر کے بھجوا دیا جائے لیکن اصل مسئلہ یہ تھا کہ آخر جو یا کو کس طرح استعمال کیا گیا۔ پہلے میرا خیال تھا کہ جو یا کو پٹانائز کیا گیا ہے اس لئے میں یہاں آیا تھا تا کہ اس بات کو چیک کروں لیکن اب جو یا سے مل کر اور اس کی باتیں اور انداز دیکھ کر یہ بات غلط ثابت ہوئی ہے لیکن تنور نے جو کچھ بتایا ہے اس سے مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ اصل کھیل کیا کھیلا گیا ہے..... عمران نے کہا۔

کیا مکمل کھیلا گیا ہے..... تنور نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔

تم نے کہا ہے کہ اس کو ٹھی میں جہاں جو یا تین روز تک مائیکل

کہ یہ بات کھل چکی ہے تو اب ساری بات تفصیل سے کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ چیف نے تجھے یہ تفصیل بتائی ہے۔ چیف کو جو یا پر مکمل اعتماد ہے اس لئے چیف کے خیال کے مطابق کسی ہراسرار طریقے سے جو یا کو استعمال کیا گیا ہے اور اسی لئے چیف نے جو یا سے کچھ کہنے کی بجائے بالا بالا سفرد اور کیپٹن تشکیل کے ذریعے مائیکل کے بارے میں انکوائری کرائی ہے۔ چیف نے میری بھی ڈیوٹی لگائی ہے کہ میں اس اسرار کو حل کروں..... عمران نے کہا۔

کیا..... کیا کہہ رہے ہو۔ چیف یہ سب کہہ رہا ہے..... جو یا نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

پہلے میری بات تفصیل سے سن لو۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ نہ ہی چیف نے تمہیں فون کیا اور نہ ہی فائل لانے کا حکم دیا دوسری بات یہ کہ چیف نے نہ ہی کوئی شاخنی کارڈ آؤٹ باکس میں بھیجا اور نہ ہی تم نے فائل اور شاخنی کارڈ سیونگ باکس میں واپس ڈالا۔ چیف کے نوٹس میں یہ بات آئی تھی کہ جو یا ڈپٹی چیف کی حیثیت سے وزارت دفاع کے ڈپٹی سیکرٹری سے ملی ہے لیکن چیف نے اس کے بارے میں کوئی بات نہ کی کیونکہ چیف کا خیال تھا کہ جو یا کا اپنا کوئی ذاتی مسئلہ ہو گا اور چیف بلا ضرورت کسی کے ذاتی معاملات میں مداخلت نہیں کیا کرتا۔ لیکن جب چیف سے وہ فائل واپس منگوائی گئی تب چیف کے نوٹس میں آیا کہ جو یا نے ڈپٹی سیکرٹری سے فائل حاصل کی ہے۔ پھر یہ ساری تفصیلات بھی اس کے نوٹس میں آگئیں لیکن چیف کو

کے ساتھ رہی ہے کسی ڈاکٹر وائسن نے کرایہ پر لی تھی اور ان تین دنوں میں ڈاکٹر وائسن بھی وہاں رہا تھا۔ مجھے معلوم ہے کہ گرسٹ لینڈ کے ایک سائنس دان ڈاکٹر وائسن نے پینازیم کے موضوع پر انتہائی جدید ریسرچ کی ہے اور اس نے ایک ایسی مشین ایجاد کی ہے جس سے ذہن کو اس طرح کنٹرول کیا جاسکتا ہے کہ اس ذہن کو اپنی مرضی سے استعمال بھی کر لیا جائے لیکن معمول بالکل نارمل رہے۔ اس پر ایسی کوئی نشانی ظاہر نہ ہو۔ جس سے کوئی باہر پینانٹس یہ چیک کر سکے کہ معمول ٹرانس میں ہے اور بعد میں بھی وہ بالکل نارمل رہے گا۔ صرف جب وہ مطلوبہ کام کر رہا ہوگا تو اس وقت اس کا شعور سو رہا ہوگا اور وہ سارا کام تحت الشعور کے تحت کرے گا لیکن بظاہر وہ بالکل نارمل نظر آئے گا۔ تنویر نے ڈاکٹر وائسن کا نام لے کر اور یہ بتا کر کہ وزارت دفاع کے سیکرٹریٹ میں جب جو یا اس مائیکل کے ساتھ تھی تو جو یا نے تنویر کو دیکھنے کے باوجود نظر انداز کر دیا اور اس کی آنکھوں میں تنویر نے معمولی سی ششائی کی چمک بھی محسوس نہ کی۔ ان دونوں باتوں سے مسئلہ کسی حد تک حل ہو جاتا ہے کہ مائیکل کو کسی طرح معلوم ہو گیا کہ جو یا کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ اس نے جو یا کے ذریعے فائل حاصل کرنے کی منصوبہ بندی کی کیونکہ وزارت دفاع کے ریکارڈ روم سے اور کسی طرح بھی فائل حاصل نہیں کی جا سکتی کیونکہ اس کے انتخابات قطعی فول پروف ہیں۔ چنانچہ مائیکل جو یا کو ساتھ لے کر اس ڈاکٹر وائسن کے پاس گیا۔ وہ بھی یقیناً یہاں

موجود ہوگا اور لازمی بات ہے کہ جو یا کو وہاں لے جانے سے پہلے بے ہوش کر دیا گیا ہوگا۔ پھر اسی بے ہوشی کے عالم میں انہوں نے جو یا کے ذہن سے اس مشین کے ذریعے معلومات حاصل کی ہوں گی اس طرح انہیں معلوم ہو گیا ہوگا کہ جو یا پاکیشیا سیکرٹ سروس میں ذہنی چیف ہے۔ اس کے بعد انہوں نے جو یا کے شعور اور لاشعور کی بجائے اس مشین کے ذریعے تحت الشعور کو استعمال کیا۔ جو یا کے ذہن میں یہ بات بٹھادی گئی کہ اسے اس کے چیف نے فون کر کے حکم دیا ہے کہ وہ وزارت دفاع کے سیکرٹریٹ سے فائل لے آئے۔ مزید تسلی کے لئے انہوں نے ایک جعلی کارڈ بنایا اور جس کو بھی کے بارے میں تنویر نے بتایا ہے اس کو بھی کہ جو یا کے ذہن میں وائسن منزل قرار دے دیا گیا اور شاید وہاں آؤٹ باکس اور رسیونگ باکس بھی بنایا گیا ہو جسے چنانچہ جو یا کے ذہن میں یہی بات رہی کہ اس نے چیف کے حکم پر فائل حاصل کی۔ وائسن منزل کے آؤٹ باکس سے اس نے شناختی کارڈ حاصل کیا اور فائل حاصل کر کے فائل اور کارڈ کو وائسن منزل کے رسیونگ باکس میں ڈال کر فارغ ہو گئی اس لئے جو یا کی اس میں کوئی غلطی نہیں ہے..... عمران نے تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

”نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ ایسا ہونا ممکن ہی نہیں ہے۔ مجھے سب کچھ بالکل اس طرح یاد ہے جس طرح یہ ابھی چند لمحے پہلے کی بات ہو۔ جو یا نے ہونٹ چبائے ہوئے کہا۔

”لیکن یہ سب کچھ جو تم نے بتایا ہے اس کا کیا ثبوت ہے جب کہ یہ

حقیقت ہے کہ پاکیشیا کی اس قدر اہم فائل غائب ہے اور ایسا جویا کے ذریعے ہوا ہے۔۔۔۔۔ تنویر نے ہونٹ جھاتے ہوئے کہا۔

”میں نے جہیں کہا نہیں تھا کہ میرے فلیٹ سے دفع ہو جاؤ تم اب تک یہاں کیوں موجود ہو۔ گٹ آؤٹ۔۔۔۔۔ جویا نے ایک بار پھر غصے سے جھٹکتے ہوئے کہا۔

”سنو جویا تم اپنی بے گناہی ثابت کرو۔ میں جہارے پیر پکڑ کر بھی صفائی مانگ لوں گا ورنہ دوسری صورت میں تم میرے ہاتھوں نچ نہیں سکتیں۔ میں ملک سے غداری کو دنیا کا سب سے بھیانگ اور ناقابل معافی جرم سمجھتا ہوں۔۔۔۔۔ تنویر نے بھی بھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تنویر ملک دشمن کے لئے جہارے جذبات واقعی شدید ہیں اور ایسا ہونا بھی چاہئے لیکن بغیر کسی ثبوت کے کسی پر اس طرح الزام تراشی بھی جذباتی حماقت کے سوا کچھ نہیں ہے۔ جہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ جویا نے کوئی سازش کی ہے۔ ہو لو کیا ثبوت ہے جہارے پاس۔۔۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”میں نے جو کچھ بتایا ہے اس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے۔۔۔۔۔ تنویر نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

”کیا تم نے جویا کے ہاتھ میں فائل دیکھی تھی۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”نہیں لیکن یہ بات تو بہر حال طے ہے کہ فائل اپنی سیکرٹری سے

جویا نے ہی لی ہے۔ اب یہ خود بتائے گی کہ فائل کہاں ہے اور اسے بتانا ہوگا۔۔۔۔۔ تنویر نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”میں نے بتا تو دیا ہے کہ فائل چیف کے پاس پہنچ چکی ہے۔ میں چیف سے بات کرتی ہوں۔۔۔۔۔ جویا نے بھٹائے ہوئے لہجے میں کہا اور اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”ایکسٹو۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے مخصوص آواز سنائی دی چونکہ فون کا لاؤڈ آن تھا اس لئے چیف کی مخصوص آواز کمرے میں گونج رہی تھی۔

”جویا بول رہی ہوں سر۔ یہ تنویر اور خادو میرے فلیٹ میں آئے ہیں اور پھر یہ الزام لگا رہے ہیں کہ میں نے پاکیشیا سے غداری کی ہے اور وزارت دفاع سے حاصل کردہ فائل آپ تک پہنچانے کی بجائے کسی اور کو دے دی ہے میں ان کا یہ الزام برداشت نہیں کر سکتی۔ یا تو میں انہیں گولی سے لڑا دوں گی یا پھر خود کشی کر لوں گی۔۔۔۔۔ جویا نے انتہائی تیز لہجے میں کہا۔

”تنویر جہارے فلیٹ میں موجود ہے۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے اسی طرح سرد لہجے میں پوچھا گیا۔

”تنویر اور خادو کے علاوہ عمران بھی موجود ہے۔ اگر عمران درمیان میں نہ آجاتا تو اب تک نجائے کیا ہو چکا ہوتا۔۔۔۔۔ جویا نے کہا۔

”رسیور تنویر کو دو۔۔۔۔۔ ایکسٹو نے اسی طرح سرد اور مختصر لفظوں میں بات کرتے ہوئے کہا تو جویا نے رسیور تنویر کی طرف بڑھانے کی

عام آدمی پر بھی استبداد الزام نہیں لگایا جاسکتا اور تم نے جو لیا پر بغیر کسی حتمی ثبوت کے استبداد الزام لگا دیا ہے اگر مجھے یہ احساس نہ ہوتا کہ جہادی اس جذبہ باتیت کے پس منظر میں پاکیشیا سے بے پناہ محبت کا جذبہ ہے تو اب تک شاید تم کسی دردناک سزا میں مبتلا بھی ہو چکے ہوتے۔ رسیور عمران کو دے دو..... دوسری طرف سے سر دلچے میں کہا گیا۔ اور تنویر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خویش بول رہا ہوں جناب..... عمران نے چپکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”صفدر کی رپورٹ مجھے مل چکی ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق اس سارے کھیل کے پیچھے مائیکل کا ہاتھ لگتا ہے۔ میں نے اسے اور کیپٹن شکیل کو اور باب کالونی کی اس کو ٹھی کی نگرانی کا حکم دے دیا ہے۔ تم وہاں جاؤ اور ان دونوں سے مل کر مزید انکوائری کر دو۔ مجھے یہ فائل ہر صورت میں اور جلد از جلد چاہئے..... دوسری طرف سے ایکسٹو نے سر دلچے میں حکم جاری کرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”اوہ اوہ اس کا مطلب ہے کہ چیف کو واقعی فائل نہیں ملی۔ اوہ ذری بیڈ۔ لیکن میں سو فیصد یقین کے ساتھ کہتی ہوں کہ میں نے فائل چیف کے حکم پر حاصل کی اور دانش منزل کے ریسولنگ باکس میں ڈال دی..... جو یانے انتہائی پریشان لہجے میں کہا۔

جائے اسے میز پر رکھا اور اس طرح پیچھے ہٹ گئی جیسے تنویر استہلال قابل نفرت چیز ہو۔ تنویر نے آگے بڑھ کر رسیور اٹھالیا۔

”تنویر بول رہا ہوں..... تنویر کا لہجہ خاصہ درشت تھا۔

”جہیں یہ سب کچھ کس نے بتایا ہے..... دوسری طرف سے ایکسٹو نے غزابت آمیز لہجے میں پوچھا تو تنویر نے وہ سب کچھ دوبارہ تفصیل سے بتا دیا جو اس سے پہلے وہ عمران کو بتا چکا تھا۔

”لیکن جہیں کس نے اجازت دی ہے کہ تم براہ راست جو لیا سے جا کر اس طرح کی باتیں کرو۔ کیا جو لیا جہادی ماتحت ہے۔ کیا تم نے مجھ سے پہلے اجازت لی ہے..... ایکسٹو کا لہجہ اور زیادہ سرد ہو گیا۔

”جو لیا نے غداری کی ہے باس اور میں اور تو سب کچھ برداشت کر سکتا ہوں لیکن ملک و قوم سے کسی کی غداری میری برداشت سے باہر ہے..... تنویر نے اسی طرح درشت لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”جہاد کیا خیال ہے کہ میں پاکیشیا سے غداری کو برداشت کر سکتا ہوں اور اگر جو لیا نے غداری کی ہوتی تو میں خاموش ہو جاتا۔ بولو جواب دو..... ایکسٹو کے لہجے میں اس قدر ورشتی تھی کہ تنویر کے پورے جسم میں کپکپی کی لہر نیاں ہو گئی تھی۔

”مم کم گمر سر۔ جو لیا نے..... تنویر نے اس بار قدرے ہلکے پکپکاتے ہوئے کہا۔

”جہادی جذبہ باتیت کسی دوز جہاد سے لئے مسند بھی بن سکتی ہے۔ جب تک کسی کے خلاف حتمی ثبوت نہ مل جائے اس وقت تک کسی

تنویر حب الوطنی کی لٹھ لے کر سیدھا جولیا کے فلیٹ پر پہنچ گیا۔..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اوہ مجھے یہ اندازہ تو نہ تھا کہ تنویر ایسا کرے گا۔ دراصل تنویر نے جولیا اور مائیکل کو وزارت دفاع میں دیکھا تھا اور یہ اہم بات تھی۔ اس کا ذکر بھی تنویر نے از خود کر دیا تھا اس لئے مجبوراً اسے یہ سب کچھ بتانا پڑا۔ اس کو بھی کی نشاندہی بھی تنویر نے ہی کی ہے۔..... صفدر نے جواب دیا۔

”اب باتیں چھوڑو اور کارروائی کرو۔..... تنویر نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اب ہمیں براہ راست ایکشن کرنا ہوگا۔..... عمران نے کہا اور وہ سب سڑک کر اس کر کے کوٹھی کے گیٹ کی طرف بڑھ گئے۔ عمران نے سب سے پہلے جھونے گیٹ کو دھکیل کر چیک کیا۔ وہ بند تھا پھر اس نے یہی کارروائی بڑے گیٹ سے کی لیکن وہ بھی اندر سے بند تھا۔

عمران نے ہاتھ اٹھا کر کال بیل کا بٹن دبا دیا۔ اندر بیل بجنے کی آواز سنائی دی لیکن جب بار بار بیل دینے کے باوجود کوئی پھانک کھولنے نہ آیا تو عمران نے خاد کو گیٹ پر چڑھ کر اندر جانے کے لئے کہا اور خاد بھلی کی سی تیزی سے گیٹ پر چڑھ کر اندر کود گیا۔ اندر سے اس نے چھوٹا پھانک کھول دیا اور وہ سب اندر داخل ہو گئے۔ پورچ میں وہی

مرٹ رنگ کی کار موجود تھی جس کی نشاندہی سب سے پہلے سلیمان نے کی تھی۔ اس کے عقبی شیشے پر بھونکتے ہوئے کتے کا سٹکر بھی صاف

”جب تک کوئی ٹھوس بات سامنے نہ آئے ابھی اس بارے میں مزید کچھ کہنا فصول ہے۔ تم تینوں میرے ساتھ آؤ ہمیں اب فوری طور پر اس مائیکل سے ملنا ہے۔..... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب عمران کی کار میں بیٹھے ارباب کالونی کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ عمران ڈرائیونگ سیٹ پر تو جب کہ سائیڈ سیٹ پر جولیا اور عقبی سیٹ پر تنویر اور خاد بیٹھے ہوئے تھے۔ سوائے عمران کے باقی تینوں کے ہجرے سے ہوئے تھے جب کہ عمران کی پیشانی پر موجود ہتھکینیں بتا رہی تھیں کہ وہ گہری سوچ میں ہے اور باب کالونی میں داخل ہو کر جلد ہی عمران نے اس کو فٹھی کے سائے سڑک کی دوسری طرف کار روک دی اور پھر وہ سب نیچے اتر آئے۔ اٹو لھے ایک سائیڈ سے صفدر تیز تر قدم اٹھاتا انہیں آتا دکھائی دیا۔

”کوئی نقل و حرکت۔..... عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”نہیں بلکہ کو فٹھی پر اس طرح کا غیر فطری سکوت طاری ہے جیسے کو فٹھی خالی ہو لیکن مائیکل کی کار اندر موجود ہے لیکن آپ مس جولیا کیوں ساتھ لے آئے ہیں۔..... صفدر نے بات کرتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جہاد کی حماقت کی وجہ سے تنویر اور جولیا آپس میں لڑ پڑے ہیں۔“

حیف نے مجھے بتایا ہے کہ اس نے جہیں تمام انکو انری بالا بالا کر کے لئے کہا تھا لیکن تم نے ساری کارروائی سے تنویر کو آگاہ کر دیا اور

دکھائی دے رہا تھا۔

کوٹھی واقعی خالی ہے۔ عمران نے اندر داخل ہوئے
صندوق سے کہا اور صندوق نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر وہ سب تو
سے اندر داخل ہوئے لیکن سنگ روم میں پہنچتے ہی وہ سب بے اثر
ٹھٹھک کر رک گئے۔ وہاں فرش پر دو لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ ان
گوٹیاں مار کر ہلاک کیا گیا تھا اور ان کی پوزیشن اور ان کے جسم
موجودہ خوں کی پوزیشن سے صاف دکھائی دے رہا تھا کہ مارنے والے
نے انتہائی قریب سے فائرنگ کی ہے اور ان میں سے ایک نے امر
حملہ کرنے کی بھی کوشش کی تھی۔

”یہ۔ یہ مائیکل ہے۔ یہ تو مائیکل ہے۔“ جو یا نے اس آدمی
لاش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جس کی پوزیشن ایسی تھی جسے
حملہ کرتے ہوئے گولی کھا کر گر رہا ہو۔

”صندوق تم ان دونوں کی تلاش کرو اور تنویر اور خاور تم دونوں
پوری کوٹھی کی مکمل تلاش کرو۔“ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے
کہا اور خود مزید رکے ہوئے فون کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے فون
انہیا تو اس میں نون موجود تھی۔ فون پر موجود گرہ اور لاشوں
حالت سے معلوم ہوتا تھا کہ انہیں سر سے دو تین روز گزرے
ہیں۔

”یہ مائیکرو میپ ان کے ایک بیگ کے خفیہ خانے سے
ہے۔“ اچانک خاور نے کمرے میں داخل ہو کر کہا تو عمران نے

کے ہاتھ سے ٹیپ لے کر اسے الٹ پلٹ کر دیکھا۔

”جہاں ٹیسٹا مائیکرو میپ ریکارڈر بھی ہوگا۔“ عمران نے کہا۔

”ہو نا تو چاہئے میں چمک کر تا ہوں۔“ خاور نے جواب دیا اور
ایک بار پھر داہیں چلا گیا۔ جو یا ایک کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔ اس کے
چہرے پر اب انتہائی پریشانی کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔ اس کی
آنکھوں سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ کسی گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی ہے۔
نورانی در بعد خاور ایک جدید سائنس کا مائیکرو میپ ریکارڈر لے کر آگیا
تو یہ بھی اس کے ساتھ تھا۔

”عمران صاحب ان دونوں کی جیبوں میں تو عام سا سامان ہے الٹ
ن کے بنوے کرنسی سے خالی ہیں۔“ صندوق نے تلاش سے فارغ
ہوئے ہوئے کہا۔

”ان کا سامان اس طرح بکھرا پڑا ہے جیسے یہاں ڈاکے کی وار دات
ہوئی ہو اور کرنسی غائب ہے۔“ تنویر نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ اسے ڈاکے کی وار دات ظاہر کرنے کی کوشش
ہو گئی ہے۔“ صندوق نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلادیا ساتھ
اس نے خاور سے جدید مائیکرو میپ ریکارڈر لیا اور اس میں مائیکرو
پنٹ کر کے اس نے اس کا بن و بادیا۔

”جہاں نام۔“ ایک مردانہ آواز ابھری۔

”جو یا نا فز وائر۔“ جو یا کی آواز سنائی دی اور جو یا بے اختیار
اس کرسی سے کھڑی ہو گئی۔ جب کہ باقی ساتھیوں کے ہونٹ

مزل کے بارے میں بھی بتایا کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوآرڈر ہے لیکن وہ چیف ایکسٹرنل کے بارے میں صرف اتنا بتا سکی کہ وہ نقاب میں سامنے آتا ہے اور تمام تر گفتگو فون پر کرتا ہے۔ پھر مائیکل کے کہنے پر جولیانے ایکسٹرنل کے انداز مخاطب کی بھی باقاعدہ نقل کی۔ جب ٹیپ ختم ہو گیا تو ٹیگٹ جولیا کے پھوٹ پھوٹ کر رونے کی آواز سنائی دی۔

”ارے ارے یہ کیا اس ٹیپ نے تو جہادی بے گناہی ثابت کر دی ہے۔ اس ٹیپ سے ثابت ہو گیا ہے کہ اصل جولیا نہیں بلکہ ذمی جولیا بول رہی ہے اور تم رو رہی ہو“..... عمران نے ٹیپ آف کرتے ہوئے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہو نہہ ذمی جولیا۔ تم خواہ مخواہ جولیا کی غداری پر پردہ ڈالنے کی کوشش کر رہے ہو“..... تنویر نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے میں جولیا کے لئے بے پناہ نفرت تھی۔

”ہاں اب مجھے بھی یقین آگیا ہے کہ میں نے غداری کی ہے۔ مجھے گولی مار دو۔ میں ہوں ہی اس قابل۔ میرے منہ پر تھو کو۔ جس میں اس کا حق ہے۔ مجھے گولی مار دو۔ میری لاش کو گٹر میں پھینک دو۔ میں ملک دشمن ہوں میں قابل نفرت ہوں۔“ جولیانے ٹیگٹ روتے ہوئے جج جج کر کہنا شروع کر دیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ ذہنی طور پر قطعی ماؤف ہو چکی ہو۔ مفلوج جیسے شخص کا چہرہ بھی یہ ٹیپ سننے کے بعد بری طرح بگڑا گیا تھا۔

”یہ کیا حماقت ہے۔ جب میں کہہ رہا ہوں کہ یہ ٹیپ جہادی ہے

بھیج گئے۔ عمران کے چہرے پر ان سب سے مختلف تاثر تھا۔ جو آواز سننے ہی اس کے چہرے پر ٹکھٹ اتھائی گہرے اطمینان کی تھوٹ مٹا دیتی تھی۔

”یہ یہ یہ میری آواز“..... جولیانے بری طرح بوکھلائے ہوئے میں کہا تو عمران نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا حکم کیا۔

”کیا جہاد اعلیٰ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے“..... ذمی۔

آواز سنائی دی۔

”یہ یہ مائیکل کی آواز ہے“..... جولیانے ہونٹ بھینچے۔ انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا لیکن کسی نے اس کی بات کا حکم دیا۔

”ہاں میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کی رکن اور ڈپٹی ہوں“..... جولیا کی آواز سنائی دی اور پھر جیسے جیسے ان دونوں درمیان ہونے والی بات چیت آگے بڑھتی گئی۔ عمران اور جج ساتھیوں کے چہرے زرد پڑتے چلے گئے جب کہ جولیا کرسی پر جج جج ہی ہو گئی تھی اور اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھپا لیا تھا۔

کے مطابق جولیا سیکرٹ سروس کے سارے ممبران کے بارے پوری تفصیل بتا رہی تھی۔ ان کے نام۔ ان کے طبع۔ ان کی گاہوں کی تفصیلات ان کے فون نمبر۔ اس نے عمران کے بارے بھی مائیکل کے پوچھنے پر تفصیل بتائی تھی۔ اس طرح اس نے

گناہی کا ثبوت ہے۔ تو تم نے عام عورتوں کی طرح رونانا شروع کر دیا ہے۔ اس یب سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ تم جو کچھ بول رہی ہو شعور کے ساتھ نہیں بلکہ تحت الشعور کے تحت بول رہی ہو۔ پستانوں کے تحت اگر کسی کو ٹرانس میں لایا جائے تو وہ لاشعور کے تحت ہوتا ہے۔ اس وقت اس کا بچہ ایسا ہوتا ہے جیسے کوئی آدمی سینڈے خمار میں بول رہا ہو لیکن جب وہ تحت الشعور کے تحت ہوتا ہے تو بڑا آواز نازل سناؤ دیتی ہے لیکن اس کے پس منظر پر سینی کی ہلکی سی آواز کی خاص نشانی ہوتی ہے اور اس یب میں جہادی آواز کے ساتھ سینی کی ہلکی سی گونج موجود ہے۔ سنو میں دوبارہ سنو آتا ہوں جہادی یب..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ اس نے یب کا بٹن دبا کر اسے ریو اسٹو کیا اور پھر بٹن آن کر دیا۔ بار جولیا کی آواز: کر مے میں گونجی تو جولیا کے ساتھ ساتھ باقی ساتھیوں کے سستے ہوئے چہرے بھی ہلکتے کھل اٹھے کیونکہ جولیا کی آواز کے ساتھ سینی کی ہلکی سی آواز مسلسل سناؤ دے رہی تھی جیسے آدمی تو سرے سے محسوس ہی نہ کر سکتا تھا لیکن اب جب کہ عمران اس کی نشاندہی کر دی تھی تو اب سب کو یہ مخصوص آواز باقاعدہ سنا دے رہی تھی۔

”یہ آواز یب کی وجہ سے تو نہیں ہے..... اچانک تنویر نے کہا۔“
 ”اگر یب کی وجہ سے ہوتی تو پھر مائیکل کی آواز کے ساتھ بھی نہ دیتی جب کہ مائیکل کی آواز نازل ہے..... عمران نے جواب دیا تو

تنویر نے اختیار مسکرایا۔

”آئی ایم سوری مس جولیا مجھ سے واقعی غلطی ہو گئی ہے کہ میں نے تم پر ایسا بڑا الزام بغیر کسی ثبوت کے لگا دیا اور تم سے اس انداز میں پیش آیا۔ مجھے اپنی غلطی اور حماقت کا اعتراف ہے۔ تم جو سزا چاہے مجھ دے سکتی ہو۔ مجھے قبول ہوگی..... تنویر نے اپنی فطرت کے مطابق کھلے دل سے معافی مانگتے ہوئے کہا۔

”جہادی غلطی نہیں ہے تنویر بلکہ میں جہادی حب الوطنی سے واقعی شدید متاثر ہوئی ہوں۔ جہادی جگہ میں ہوتی تو شاید اس قدر شدید حب الوطنی کا اظہار بھی نہ کر سکتی جیسا تم نے کیا ہے لیکن اس میں جہاد کوئی قصور نہیں ہے۔ یہ واقعی میرے خلاف ایک بھیانک سازش تھی اور میں نادانستگی میں اس گہری سازش کا شکار ہو کر اپنے ہی ملک کے خلاف استعمال ہوئی ہوں..... جولیا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”تو تم نے مجھے معاف کر دیا ہے..... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا جیسے شاید اسے اتنی آسانی سے جولیا کے معاف کر دینے کا یقین ہی نہ آ رہا ہو۔

”ہاں بلکہ جہادی قدر میرے دل میں اور بڑھ گئی ہے..... جولیا نے جواب دیا تو تنویر کا چہرہ گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھا۔

”تم واقعی بے حد اعلیٰ ظرف کی مالک..... میں ہمیشہ جہاد احسان مند رہوں گا..... تنویر نے جواب دیا۔

یہ کس طرح ممکن ہے..... اس بار خاور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

ہو سکتا ہے اگر محبت الشعور کو خاص جیش دی جائیں تو جیسے ہی اسے شعور کو سلا کر جھڑا جائے گا وہ خود بخود بلیک ہو جائے گا اس طرح کوئی راز سامنے نہ آسکے گا..... عمران نے جواب دیا۔

لیکن یہ کام تو کوئی ماہری کر سکتا ہے..... صفدر نے کہا۔

ہمارے ملک میں ایک صاحب ہیں جو اس فن میں اتھارٹی کا وردہ رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر وائسن کے بارے میں او اس کی مشین کے بارے میں بھی مجھے انہوں نے ہی بتایا تھا۔ اس مشین کے لئے ڈاکٹر وائسن نے ان سے مشورہ کیا تھا وہ پہلے بارڈر یونیورسٹی میں یہی مضمون پڑھاتے تھے۔ اب وہاں سے ریٹائرڈ ہو کر مستقل طور پر پاکیشیا آگئے ہیں۔ ان کا نام پروفسر فضل حسین ہے۔ میں ان سے بات کروں گا..... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

سب سے پہلے میرے ساتھ یہی کارروائی ہونی چاہئے..... جو یا نے کہا۔

جہارے لئے تو اتنا کافی ہے کہ جہارے ذہن سے خنجر کا نام کھینچ دیا جائے..... عمران نے جواب دیا اور کمرہ ایک بار پھر ہتھکڑیوں سے گونج اٹھا۔ جو یا کے ساتھ ساتھ اس بار تنویر بھی ہنس پڑا تھا۔ شاید اس کے لئے نفسیاتی طور پر اتنی بات ہی باعث اطمینان تھی کہ جو یا اس سے ناراض نہ ہوئی تھی۔ گو جو یا نے اسے کھلے دل سے معاف کر

اڑے اڑے یہ فقرہ تو خطبہ نکال پڑھا جانے کے بعد وہ لہا صاحب کے منہ سے نکلتا ہے۔ جو یا نے انہیں معاف ضرور کیا ہے لیکن یہ باقی ساری عمر کی احسان مندی والی شرط غلط ہے..... عمران نے جلدی سے کہا تو کمرہ ہتھکڑیوں سے گونج اٹھا۔

میں جہاد اور چیف دونوں کی بھی احسان مند رہوں گی کہ ایسے حالات کے باوجود تم نے مجھ پر اس قدر اعتبار کیا..... جو یا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

یعنی میرے لئے دو بولوں سے پہلے والا فقرہ اور خنجر کے لئے دو بولوں کے بعد والا فقرہ۔ یہ تو صرفاً زیادتی ہے..... عمران نے احتجاج کرتے ہوئے کہا اور کمرہ ایک بار پھر ہتھکڑیوں سے گونج اٹھا۔

جس کسی نے ان دونوں کا خاتمہ کیا ہے اس نے حقیقتاً پاکیشیا سیکرٹ سروس پر احسان کیا ہے ورنہ یہ ٹیپ بم سب کے لئے موت کا پھندا بن سکتی تھی..... چند لمحوں بعد صفدر نے کہا تو سب کے بچروں پر سنجیدگی طاری ہو گئی۔

ہاں واقعی ان دونوں کی اس طرح موت پاکیشیا سیکرٹ سروس کے حق میں بہتر ثابت ہوئی ہے لیکن اس سے ایک اور بات بھی سامنے آتی ہے کہ اگر کسی بھی ممبر جی کے گھر بھی بے ہوش کر کے اس طرح کی مشین کے ذریعے پوچھ گچھ کی جائے تو ساری سیکرٹ سروس اوپن ہو سکتی ہے۔ چیف کو فوری طور پر اس کا تدارک کرنا پڑے گا۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

دیا تھا لیکن نہانے کی بات تھی کہ تنور جو لیا سے مسلسل نظر نہ پڑا ہوا تھا شاید اسے جو لیا سے اپنی کی ہوئی باتیں یاد آ رہی تھیں۔

”عمران صاحب یہ سب کچھ تو بعد میں ہوتا رہے گا فی الحال تو ہمیں فائل کے سلسلے میں کچھ کرنا چاہیے۔“ صفدر نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلایا۔

”فائل تو یقیناً اب تک ملے سے باہر جا چکی ہو گی۔“ خاور نے کہا۔

”کچھ بھی ہو ہمیں اسے بہر حال واپس تو لے آنا ہے۔“ صفدر نے جواب دیا۔

”ٹائیگر کے ذمے میں نے اس سرخ کار کو تلاش کرنے کا کام لگا دیا تھا۔ اس نے ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں دی۔ کار تو بہر حال اب مل گئی ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ ٹائیگر نے کوئی نئی بات ٹریس کر لی ہو اس لئے پہلے ٹائیگر سے بات ہونی چاہیے۔“ عمران نے کہا اور جیب سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے اس پر ٹائیگر کی مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور پھر اس کا بٹن دبایا۔

”ہیلو عمران کانگ اور۔“ عمران نے ٹرانسمیٹر آن کر کے بار بار کال دینا شروع کر دی۔

”ییس باس ٹائیگر انڈنگ اور۔“ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

”میں نے تمہارے ذمے ایک کام لگا دیا تھا تم نے اس بارے میں

ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں دی اور۔“ عمران کے لہجے میں سختی تھی۔

”باس اس کار کو تلاش کرتے ہوئے میں ہوٹل سی ویو تک پہنچ گیا ہوں لیکن اس کے بعد اس کا کوئی سراغ نہیں مل رہا۔ میں کو شش کر رہا ہوں اور۔“ دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی تو عمران چونک پڑا۔

”ہوٹل سی ویو۔ کیا تفصیلات ہیں اور۔“ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”باس یہ کار ہوٹل سی ویو کی پارکنگ میں پہنچی تھی۔ پارکنگ ہوائے سے مجھے اس کے بارے میں تفصیلات ملی ہیں۔ اس کے مطابق اس پر دو غیر ملکی سوار تھے۔ ان کے طے معلوم کر کے جب میں نے ہوٹل کے اندر سے معلومات حاصل کیں تو مجھے بتایا گیا کہ یہ دونوں غیر ملکی ہوٹل کے منیجر فوسر سے ملنے آئے تھے اور فوسر نے ان سے اپنے مخصوص دفتر میں ملاقات کی تھی۔ پھر وہ دونوں واپس چلے گئے۔ فوسر میرا خاصا گہرا دوست ہے۔ جب میں نے اس سے پوچھ گچھ کی تو اس نے کہا کہ اس روز وہ اپنے عام دفتر میں سارا دن موجود رہا ہے۔ خاص دفتر میں گیا ہی نہیں اور باقی لوگوں سے بھی اس کی گواہی مل گئی ہے۔ اب میں سوچ رہا ہوں کہ اس فوسر سے سختی سے پوچھ گچھ کروں ہو سکتا ہے کہ وہ کسی خاص مقصد کے لئے اس بات کو چھپا رہا ہوں اور۔“ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

نے کہا اور صفدر اور خاور حمزہ سے بیرونی دروازے کی طرف مزگئے۔
 حمزہ در بعد کمرے میں ایک ادھیڑ عمر آدمی داخل ہوا۔ اس کے
 چہرے پر شدید پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے کمرے میں موجود عمران
 کو دیکھ کر وہ بے اختیار چونک پڑا۔ پھر اس کی نظریں جیسے ہی فرش پر
 پڑی ہوئی لاشوں پر پڑیں۔ اس کے چہرے پر موجود پریشانی کے تاثرات
 میں مزید اضافہ ہو گیا۔ اس کے ہاتھ ٹانگہ صفدر اور خاور بھی اندر آگئے
 تھے۔

”عمران صاحب آپ اور یہاں یہ سب کیا ہے۔ ٹانگہ نے تو مجھے کہا
 تھا کہ وہ ایک ضروری کام سے مجھے ایک دوست سے ملوانے جا رہا
 ہے۔“ فوسٹر نے ہونٹ چباٹے ہوئے کہا۔

”فوسٹر تم مجھے اچھی طرح جانتے ہو۔ یہ دونوں غیر ملکی جن کی
 لاشیں تمہیں دیکھ رہے ہو۔ یہ پاکیشیائی ایک انتہائی اہم ترین قاتل
 کی چوری میں ملوث ہیں اور یہ دونوں تم سے ملنے سی دو گئے۔ جب کہ
 ٹانگہ کے مطابق تم نے انکار کر دیا ہے کہ یہ تم سے نہیں ملے اور تم
 اس روز خصوصی دفتر میں گئے ہی نہیں جب کہ ہمیں یہاں سے ایسے
 شاید ملے ہیں کہ یہ سی دیو میں تم سے ملے ہیں اس لئے تمہارے لئے
 آفری فانس ہے کہ تم سب کچھ جاکچ بتا دو۔ دوسری صورت میں تم
 خود سمجھ سکتے ہو کہ تم کس قدر خوفناک صورتحال سے دوچار ہو سکتے
 ہو۔“ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو فوسٹر کے چہرے پر
 یکھٹ شدید پریشانی کے تاثرات ابھر آئے۔

”تم اس وقت کہاں سے بول رہے ہو اور۔“ عمران نے پوچھا۔
 ”سی دیو سے ہی بول رہا ہوں اور۔“ ٹانگہ نے کہا۔
 ”نیکر فوسٹر موٹل میں موجود ہے اور۔“ عمران نے پوچھا۔
 ”ہاں اپنے دفتر میں موجود ہے۔ ابھی حمزہ در پہلے میری اس سے
 ملاقات ہوئی ہے اور۔“ ٹانگہ نے جواب دیا۔

”تم ایسا کرو کہ اسے اپنے ساتھ لے کر فوراً ارباب کالونی اسے
 بلاک کو بھی منبر دن نو میں آجاؤ۔ یہاں ان دونوں کی لاشیں موجود
 ہیں جنہوں نے اس سے ملاقات کی تھی۔ میں ان لاشوں کو اسے دکھا کر
 اس سے پوچھ گچھ کرنا چاہتا ہوں۔ اگر وہ ویسے نہ آئے تو اسے اغوا کر
 کے لے آؤ لیکن آؤ جلدی اور۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”میں ہاں میں اسے لے کر ابھی پہنچ جاؤں گا اور۔“ دوسری
 طرف سے ٹانگہ نے کہا اور عمران نے اور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف
 کر دیا۔

”سی دیو کے نیکر فوسٹر کو میں بھی ذاتی طور پر جانتا ہوں وہ اس قسم
 کے پیچیدہ و حسدوں میں ملوث نہیں ہو سکتا۔“ صفدر نے کہا۔

”ابھی معلوم ہو جانے گا۔ ہو سکتا ہے جو ایسی طرح فوسٹر کے ساتھ
 بھی کوئی کارروائی کی گئی ہو۔ ویسے میں بھی اسے اچھی طرح جانتا ہوں
 وہ ایسا آدمی نہیں ہے۔“ عمران نے جواب دیا پھر تھوڑا سا نصف گھنٹہ
 بعد کال بیل بجنے کی آواز سنائی دی۔

”ٹانگہ آیا ہوگا۔ جا کر اسے اور فوسٹر کو یہاں لے آؤ۔“ عمران

صاحب سے ہیں۔ چونکہ یہ بات حقیقی نہیں ہے اس لئے میں نے اس کا ذکر نہیں کیا۔..... فوسر نے جواب دیا۔

”واسکر اب کہاں ہے؟..... عمران نے پوچھا۔

”وہ کل سے غائب ہے اللہ اس کی کارِ زید ناؤں میں دیکھی گئی تھی اس کے علاوہ مجھے نہیں معلوم۔..... فوسر نے جواب دیا۔

”کس نے اس کی کار دیکھی تھی اور کار کی تفصیلات بھی بتا دو۔“ عمران نے کہا۔

”ہوٹل سیکورٹی کا ایک آدمی زید ناؤں میں ہی رہتا ہے اس نے مجھے بتایا تھا اسی نے واسکر کی کار کو کالونی میں داخل ہوتے دیکھا تھا۔“ فوسر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے کار کی تفصیلات بھی بتا دیں۔

”اوکے ٹھیک ہے اب تم جا سکتے ہو لیکن خیال رکھنا جہارے یہاں آنے ہم سے ملاقات اور ان باتوں کے بارے میں کسی کو معلوم نہیں ہونا چاہئے۔..... عمران نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں میں ان باتوں کو سمجھتا ہوں۔..... فوسر نے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹائیگر فوسر کو اس کے ہوٹل چھوڑ آؤ۔..... عمران نے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ملادیا۔

”اب اس واسکر کو تلاش کرنا پڑے گا۔..... صفور نے کہا۔

”واسکر کو نہیں چیلے اس کی کار کو یہ مشن شاید کاروں کی تلاش کا

اب مجھے بتانا پڑے گا عمران صاحب ان لاشوں کو دیکھنے کے بعد اگر میں نے بات چھپائی تو واقعی میرے گھے میں پھندہ پڑ سکتا ہے حالانکہ میں بے گناہ ہوں اور یہ بات درست ہے کہ میں نے اس روز واقعی اپنے خصوصی دفتر میں کسی سے کوئی ملاقات نہیں کی میں سارے دن عام دفتر میں رہا اور معمول کے مطابق کام کرتا رہا۔ اللہ مجھے سی واپس کے بینک ڈائریکٹر محمود خان صاحب کی طرف سے فون پر اس بات کی باقاعدہ ہدایت کی گئی تھی کہ میں اس روز اپنا خصوصی دفتر کسی صورت بھی استعمال نہ کروں اور ایک استقبالیہ لڑکی روزی کو خاص طور پر بال کاؤنٹر پر ڈیوٹی دوں حالانکہ روزی دو روز پہلے ایک ہفتہ کی چھٹی پر چلی گئی تھی اور اس روز بھی ڈیوٹی دینے کے بعد وہ ایک بار پھر چھٹی پر چلی گئی۔ بس مجھے اتنا معلوم ہے اس سے زیادہ کچھ معلوم نہیں۔“ فوسر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی دوسرا شخص جہارا خصوصی دفتر استعمال کرے اور ہمیں وہاں ہوٹل میں ہوتے ہوئے اس کا علم نہ ہو سکے تم جھوٹ بول کر اس شخص کو چھپا رہے ہو اور یہ جہارے حق میں بہتر نہیں ہوگا۔..... عمران کا بوجھ اور زیادہ بھت ہو گیا۔

”عمران صاحب میں نے خود کسی کو دفتر استعمال کرتے نہیں دیکھا اس لئے میں حتمی طور پر نہیں کہہ سکتا۔ ویسے مجھے اتنی اتنی خبر ملی تھی کہ اس روز میرے دفتر کو واسکر نے استعمال کیا تھا۔ واسکر سی واپس میں سیکورٹی انچارج ہے اور اس کے تعلقات براہ راست محمود خان

مشن ہے ایک کار کو خدا خدا کر کے تلاش کیا ہے اب دوسری سلسلے گئی ہے..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”ان لاشوں کا کیا کرنا ہے؟..... جو بیانے کہا۔

”ان میں ایک جہاز اسکول فیلو ہے اگر تم چاہو تو سرکاری طور پر اسے جہاز سے سپرد کیا جاسکتا ہے تاکہ تم اسے لے کر سوئٹزر لینڈ جا سکو..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں لعنت بھیجتی ہوں اس مائیکل پر۔ کاش مجھے ذرا بھی شک ہو جاتا کہ یہ شخص اس ٹائپ کا ہے تو میں اپنے ہاتھوں سے اس کی بولیاں اڑا دوں گی..... جو بیانے جواب دیا اور عمران مسکرا دیا۔

”تو پھر فکر مت کرو سپرنٹنڈنٹ فیض لاوارث لاشوں کو دفنانے میں ماہر ہے..... عمران نے کہا اور صفدر اور خاور دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

فلادر نے واسکر کے مرتے ہی ایک طویل سانس لیا اور پھر سائینسر نگار بوالور ایک طرف میز پر رکھ کر وہ تیزی سے مزی اور ایک الماری کی طرف بدھتی چلی گئی۔ اس نے الماری کھولی اور اس کے نیچے خانے میں موجود لیزری بیونی باکس اٹھا کر وہ واپس چلتی اور میز کے ساتھ رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ کر اس نے باکس کو میز پر رکھا۔ بظاہر وہ ایک عام باکس تھا۔ فلادر نے اس کے ہینڈل کے ایک کونے کو مخصوص انداز میں دبایا تو ہینڈل کھل گیا اس میں سے ایک ایریل باہر نکل آیا اور اس کے ساتھ ہی ہینڈل کے دوسرے کونے پر ایک چھوٹا سا بلب تیزی سے جلنے لگا۔ فلادر نے اسی جگہ کو جسے اس نے پہلے دبایا تھا دوسری بار مخصوص انداز میں دبایا تو باکس میں سے سیمی کی ہلکی آواز سنائی دینے لگی۔

”ہیلو ہیلو ریڈ کیٹ کاننگ اور“..... فلاور نے بار بار کال دینی شروع کر دی۔ سادہ سادہ ساتھ اس مخصوص جگہ کو بھی دبائے چلی جا رہی تھی۔

”ہیں ریڈ وولف انڈنگ اور“..... دوسری طرف سے ایک بھاری مگر کشتی مردانہ آواز سنائی دی۔
”باس ٹرپل ایکس فائل میرے پاس پہنچ گئی ہے اور“..... فلاور نے کہا۔

”پوری تفصیل بتاؤ۔ کس طرح پہنچی ہے اور تم نے کس طرح کی ری ایکشن کیا ہے اور اس کا کیا نتیجہ نکلا ہے اور“..... دوسری طرف سے بولنے والے کے لہجے میں موجود کڑھکی کا عنصر پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گیا تھا۔

”ہدایت کے مطابق واسکر نے رابطہ قائم کیا تھا۔ میں نے یہاں ایک عام سی کالونی میں اپنا خفیہ اڈہ بنایا ہوا ہے۔ میں نے واسکر کو وہاں بلوایا پھر اسے خصوصی شراب پلو کر بے حس کر دیا اور بعد میں گولی مار دی۔ اس کے یہاں آنے کا سوائے اس کے اور کسی کو بھی علم نہیں ہے۔ اب اس کی لاش میرے سامنے پڑی ہے اور فائل بھی میرے پاس ہے۔ آپ نے کہا تھا کہ واسکر کو یہی بتایا جائے گا کہ فائل گرنے

لینڈ کے سفارتی بیگ کے ذریعے پاکیشیا سے نکالی جائے گی اس لئے میرے نے اسے یہی بتایا تھا کہ دو گھنٹے بعد سفارتی بیگ جانے والا ہے اور فائل اس بیگ کے ذریعے بھجوا دی جائے گی اور وہ پوری طرح مطمئن

ہو گیا تھا لیکن اب اس فائل کا کیا کرنا ہے اور“..... فلاور نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”یہ فائل بے حد سیکرٹ ہے۔ حکومت اکیمریٹیا کو ابھی تک یہ معلوم نہیں کہ اس کا یہ قیمتی ترین راز چوری ہو چکا ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس جو یقیناً اس فائل کو تلاش کر رہی ہو گی۔ وہ بھی اسے خفیہ رکھے گی اور ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ خفیہ طور پر تمام سفارت خانوں کے پیکیٹ باقاعدگی سے چیک کر رہے ہوں اس لئے اسے سفارتی بیگ کے ذریعے بھیجا جانا سبک لینے کے مترادف ہے۔ ہم نے اس فائل کو وہاں سے نکلنے کے لئے باقاعدہ منصوبہ بندی کی ہے تاکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کسی طور پر اس بات کا علم نہ ہو۔ یہ فائل کہاں گئی۔ اگر انہیں ذرا بھی شک پڑ گیا کہ فائل گرنے لینڈ پہنچی ہے تو وہ یہاں قیامت برپا کر سکتے ہیں اس لئے ہم نے واسکر جیسے لکھت کو بھی ہلاک کر دیا ہے اور جہاز سے ساتھ بھی یہ ریڈ وولف اور ریڈ کیٹ جیسے کوڈ لے گئے ہیں تاکہ اگر کال کسی بھی طرح کیج ہو جائے تو جہاز یا میری نشان دہی نہ ہو سکے اور“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیں باس اور“..... فلاور نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔
”تم اس فائل کو باقاعدہ پیکیٹ کر کے دارالحکومت کے ساحل سمندر پر واقع ایک ہوٹل لاسٹ بیون کے منیجر رالف کو پہنچا دو۔ رالف اسے ایک خصوصی لانچ کے ذریعے پاکیشیا سے نکال کر کافرستان

چاہئے۔..... فلاور نے کہا تو چند لمحوں کی خاموشی کے بعد دوسری طرف سے منبر بتا دیا گیا۔ فلاور نے شکر یہ ادا کر کے کرڈیل دیا اور پھر ہاتھ اٹھا کر جب فون آگئی تو اس نے آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس رالف بول رہا ہوں منبر ہو مل لاسٹ ہیون۔..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ریڈ کیٹ سیکنگ۔..... فلاور نے الجھ بدل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ یس مس۔ میں تو آپ کی آمد کا منتظر ہوں۔..... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"پروگرام بدل دیا گیا ہے۔ اب تم نے میرے پاس آنا ہے۔" فلاور نے کہا۔

"ٹھیک ہے جیسے آپ کا حکم تھے تو آپ کے احکام کی مکمل تعمیل کا حکم دیا گیا ہے۔..... دوسری طرف سے انتہائی خوشامدانہ لہجے میں کہا گیا۔

"تو پھر ایسا کر دکھ ایک گھنٹے بعد اکیلے زید ناؤن کی کوٹھی منبر فائو نمبر فائو بی بلاک پر آجاؤ۔ میں جہادی منتظر ہوں۔..... فلاور نے کہا۔

"یس مس میں پہنچ جاؤں گا۔..... دوسری طرف سے کہا گیا اور فلاور نے رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان تھا کیونکہ وہاں

پہنچائے گا اور وہاں سے اسے سفارتی بیگ میں گریٹ لینڈ پہنچایا جائے گا۔ رالف کے ساتھ جہاد کو فحشی ریڈ کیٹ ہی ہوگا۔ اسے ہدایات دی جا چکی ہیں اور۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے باس جیسے آپ کا حکم اور۔..... فلاور نے ہومن چھاتے ہوئے کہا۔

"ہر لحاظ سے محتاط رہنا اور فاعل رالف کے حوالے کرنے کے بعد تم نے خود فوری طور پر سفارت خانے سے چھٹی کر کے گریٹ لینڈ آ جانا ہے تاکہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سرورس کسی بھی طرح جہاد راسراخ لگالے تو اسے تم سے کوئی چیز برآمد نہ ہو سکے اور لینڈ آ۔..... دوسری طرف سے کہا گیا اور فلاور نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کب لیکن اس کے چہرے پر بریٹانی کے تاثرات ابھرائے تھے۔ اس نے ایریل کو واپس سنڈل میں ڈالا اور پھر اسے آف کر کے اس نے بیگ اٹھایا اور اسے واپس الماری کے نچلے خانے میں رکھ دیا۔

"کہیں رالف کے ہاتھوں میرا حشر بھی دی ہی نہ ہو جو میرے ہاتھوں واسکر کا ہوا ہے۔..... فلاور نے جڑواتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی پر بیٹھ کر کافی دیر تک سوچتی رہی پھر اس نے رسیور اٹھا اور انکو انری کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس انکو انری پلیز۔..... رابطہ قائم ہوتے ہی آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"ساحل سمندر پر ایک ہو مل ہے لاسٹ ہیون اس کے منبر کا نہ

اس کے ہونٹوں میں تو اس کے لئے خطرہ ہو سکتا تھا لیکن یہاں اس نے
لئے رالف کوئی خطرہ نہ بن سکتا تھا۔ پھر بھی اس نے مزید محتاط رہنے کا
فیصلہ کر لیا تھا۔

سی ویو ہونٹوں کے ٹینجنگ ڈائریکٹر محمود خان کی وسیع و عریض اور
شاندار کونٹری ڈیٹان کالونی میں سب سے بڑی کونٹری تھی۔ حالانکہ
ڈیٹان کالونی طبقہ امرا کی رہائش گاہ تھی اس لئے وہاں کی ہر کونٹری
وسیع و عریض تھی لیکن محمود خان کی کونٹری محمود دلاں سب میں وسعت
رہتے اور اپنے جدید ترین طرز تعمیر کی حیثیت سے نمایاں مقام رکھتی
تھی۔ محمود خان صرف سی ویو ہونٹوں کا ہی ٹینجنگ ڈائریکٹر نہیں تھا بلکہ
امپورٹ ایکسپورٹ کے انتہائی وسیع کاروبار کا مالک بھی تھا۔ اس کے
ساتھ ساتھ وہ ایک بڑا جاگیردار بھی تھا۔ کہا جاتا تھا کہ تھوڑا عرصہ پہلے
محمود خان کسی سرکاری دفتر میں عام ساملازم تھا۔ پھر اچانک اس کی
حالت بدلنے لگ گئی اور اس نے نوکری سے استعفیٰ دے کر امپورٹ
ایکسپورٹ کا محدود پیمانے پر کاروبار شروع کر دیا اور پھر دیکھتے ہی
دیکھتے یہ کاروبار انتہائی تیز رفتاری سے پھیلتا چلا گیا اور محمود خان انتہائی

قلیل عرصے میں طبہ امرا میں شامل ہو گیا۔ اس نے وسیع ہو مل بزنس بھی شروع کر دیا دارالحکومت میں اس کا سی وی ہو مل سب سے زیادہ بڑا۔ جدید اور شاندار تھا۔ محمود خان جس قدر امیر تھا ایسی ہی کچی اور فیاض بھی تھا۔ وہ بے شمار ایسی انجمنوں کا سرپرست تھا جو غریبوں کو مسلسل وظائف دے کر ان کی مالی حالت کو سنبھالتی رہتی تھیں اس کے علاوہ بیٹے میں ایک روز اس کی کوٹھی پر بھی نقد رقم تقسیم کی جاتی اور بغیر کسی سے کچھ پوچھے ہر شخص کو انتہائی مہارت کی رقومات خاموشی سے دے دی جاتیں۔ یہی وجہ تھی کہ محمود خان نے جب اسمبلی کا الیکشن لڑا تو اس کے مقابلے میں کسی نے کھڑا ہونے کی جرأت ہی نہ کی اور وہ بلا مقابلہ منتخب ہو گیا۔ تمام تقریبات میں اسے بطور سہماں خصوصی بلوایا جاتا اور وہ وہاں بھاری رقومات بطور عطیات دینے کو عادی تھا۔ عمران نے محمود خان کے بارے میں بہت کچھ سن رکھا تھا لیکن یہ ساری باتیں محمود خان کے حق میں جاتی تھیں اس لئے عمران بھی اس کی قدر کرتا تھا۔ ایک دو بار سر سلطان کی نجی محفلوں میں وہ محمود خان سے مل بھی چکا تھا۔ محمود خان انتہائی سادہ طبیعت کا آدمی تھا۔ غرور و تکبر اسے چھو کر بھی نہ گیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ہر شخص اس سے ملنے کے بعد اس کی تعریف کرنے پر مجبور ہو جاتا تھا۔ سر سلطان بھی اسے بے حد پسند کرتے تھے اور وہ ان کا خاصا قریبی دوست تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اپنی نجی محفلوں میں اسے ضرور مدعو کرتے تھے۔ عمران کے بارے میں بھی محمود خان کافی کچھ جانتا تھا۔ اس نے کئی بار عمران کو

اپنے پاس آنے کی دعوت بھی دی لیکن عمران ہر بار اسے ٹال گیا تھا کیونکہ بغیر کسی مقصد کے کسی سے ملاقات کو عمران وقت ضائع کرنے کے مترادف سمجھتا تھا اور محمود خان سے ملاقات کے لئے اس کے پاس کوئی مقصد نہ ہوتا تھا لیکن اب جب سی وی کے نیجس فوسر نے محمود خان کا حوالہ دیا تو عمران کے ذہن میں بے اختیار خطرے کی گھنٹیاں سی بج اٹھیں۔ محمود خان کے تیزی سے امیر ترین ہونے کے بجائے اب صرف اس کی نخت اور خوش قسمتی کی بجائے اسے کچھ اور نظر آنے لگ گیا تھا اس لئے اس نے فوری طور پر محمود خان سے ملاقات کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے فون کر کے معلوم کر لیا کہ محمود خان اپنی رہائش گاہ پر موجود ہے۔ تو عمران نے اس کی رہائش گاہ پر فون کیا تو محمود خان بے حد خوش ہوا اور اس نے فوراً عمران کو اپنی رہائش گاہ پر آنے اور کھانے کی دعوت دے دی۔ عمران نے صفدر اور خاد کے ساتھ ساتھ مانگیگر کے ذمے واسکر اور اس کی کار کی تلاش کا کام لگایا جب کہ وہ خود جویا اور تنویر کو ساتھ لے کر محمود خان سے ملاقات کے لئے روانہ ہو گیا۔ عمران نے کار محمود خان کی کوٹھی کے جہازی سائر کے گیٹ کے سامنے روکی۔ گیٹ کے باہر دو باوردی اور مسلح جو کھڑے ہوئے تھے۔

..... میں سر..... ایک نے آگے بڑھ کر عمران سے مخاطب ہو کر انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

محمود خان صاحب سے کہیں کہ علی عمران آیا ہے..... عمران نے کہا۔

”اوہ یس سر آپ کے متعلق بڑے صاحب نے خصوصی احکامات دیئے ہیں۔ میں بھانگ کھولتا ہوں آپ اندر تشریف لے جائیں۔“
چوکیدار نے موبانہ لہجے میں کہا اور بچے ہٹ گیا۔ چند لمحوں بعد بھانگ کھل گیا اور عمران کار اندر لے گیا۔ وسیع وعریض لیکن انتہائی خوبصورت انداز میں سجے ہوئے لان کے درمیان سے گزر کر وہ پورچ میں پہنچے تو پورچ میں انتہائی بدترین ماذل کی چار کاریں موجود تھیں عمران نے اپنی کار ایک سائیڈ پر روکی اور پھر سب نیچے اترا اسی لمحے ایک باوردی نوجوان تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔

”جی صاحب“..... باوردی نوجوان نے عمران کے قریب آکر انتہائی موبانہ لہجے میں کہا۔

”علی عمران“ عمران نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”اوہ یس سر تشریف لیتے“..... اس باوردی نوجوان نے کہا اور تیزی سے ایک سائیڈ پر مڑ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک وسیع وعریض اور انتہائی قیمتی اور شاندار فرنیچر سے سجے ہوئے ڈرائنگ روم میں موجود تھے۔ تھوڑی دیر بعد اندرونی دروازہ کھلا اور محمود خان جس کے جسم پر تھری بیس سوٹ تھا اندر داخل ہوا۔ اس کے بھرے پر انتہائی بے تکلفانہ مسکراہٹ تھی۔

”خوش آمدید۔ خوش آمدید بھابھ۔ آپ نے یہاں تشریف لا کر میرے غریب خانے کو رونق بخشی ہے اس کے لئے میں آپ کا تہہ دل سے مشکور ہوں“..... محمود خان نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا

اور مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

”شکریہ آپ کا یہ غریب خانہ صرف غریب خانہ ہی نہیں بلکہ عجیب و غریب خانہ ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو محمود خان بے اختیار کھنکھلا کر ہنس پڑا۔

”یہ سب اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں بھابھ جن سے اس نے مجھ جیسے عاجز کو نوازا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر گزار ہوں“..... محمود خان نے جواب دیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے جولیا اور تنویر کا تعارف کرایا اور پھر وہ سب صوفوں پر بیٹھ گئے۔ عمران اور اس کے ساتھی ایک طرف جب کہ محمود خان سامنے والے صوفے پر بیٹھا ہوا تھا اسی لمحے باوردی ملازم انتہائی قیمتی ٹرائی وھیلیٹ ہوا اندر داخل ہوا اور اس نے مشروبات کی ملٹی کھر نشو میں لپٹی ہوئی بوتلیں ان سب کے سامنے رکھ دیں۔

”یہ گرینٹ لینڈ کا مشروب ہے بھابھ میں صرف خصوصی کرم فرماؤں کی خدمت میں اسے پیش کیا کرتا ہوں“..... محمود خان نے کہا۔

”شراب تو نہیں ہے“..... عمران نے بوتل کا نشو ہٹا کر اس کا لیبل دیکھتے ہوئے کہا۔

”اوہ نہیں بھابھ الحمد للہ میں مسلمان ہوں۔ یہ ناشپاتیوں کا شربت ہے“..... محمود خان نے جواب دیا اور عمران نے اس کو غور سے پڑھ کر بوتل واپس میز پر رکھ دی۔

”سوری خان صاحب آپ ہمیں سادہ پانی پلوادیں۔ گو اس بوتل کے لیبل پر بھی لکھا ہوا ہے کہ یہ ناشپاتیوں سے تیار کردہ خصوصی شربت ہے اور اس میں بالکل موجود نہیں ہے لیکن احتیاطاً میں اسے نہیں پینا چاہتا۔“ عمران نے یکتا انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اوه آپ خواہ مخواہ وہم فرما رہے ہیں۔ میں آپ کے لئے یہاں کا پنا ہوا مشروب منگو لیتا ہوں۔“ محمود خان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”نہیں صرف سادہ پانی۔“ عمران نے اپنی بات پر اصرار کرتے ہوئے کہا۔ ”جیلے تو محمود خان نے بڑا اصرار کیا لیکن پھر عمران کی ضد کے سامنے آخر کار اسے ہتھیار ڈالنے پڑے اور اس نے ملازم کو یہ بوتلیں لے جانے اور سادہ پانی لانے کا حکم دے دیا۔“

”اب فرمائیے میرے لئے کیا حکم ہے۔“ بلر کے باہر جانے پر محمود خان نے عمران سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”آپ تین دیو کے بیچنگ ڈانر کھڑ ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔“ محمود خان نے مختصر سا جواب دیا۔

”ایک آدمی واسکر آپ کے ہومل میں سکودنی انچارج ہے۔“ عمران نے کہا۔

”ہاں۔“ محمود خان نے اسی طرح مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ اسے ذاتی طور پر نہیں جلتے۔“ عمران نے کہا۔

”عمران صاحب ہومل میں تو بے شمار عہد ہوتا ہے۔ میرا تعلق صرف نیجر فوسٹر سے ہی رہتا ہے باقی عملے کو میں کیسے ذاتی طور پر جان سکتا ہوں۔“ محمود خان نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔ عمران کے شربت پینے سے انکار پر محمود خان کا مودیگر بدل گیا تھا شاید اس نے اسے اپنی توہین سمجھی تھی۔

”آپ نے آج سے دو تین روزہ جیلے فوسٹر کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ اپنا خصوصی دفتر استعمال نہ کرے اور اپنے عام دفتر تک ہی محدود رہے۔“ عمران نے کہا۔

”خصوصی اور عام دفتر کیا مطلب میں سمجھا نہیں۔ نیجر کا ایک ہی دفتر ہوتا ہے۔ یہ عام اور خصوصی دفاتر الگ الگ کیسے ہوں گے۔“ محمود خان نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ شادی شدہ ہیں۔“ اچانک عمران نے کہا تو محمود خان بے اختیار چونک پڑا۔

”ہاں شادی شدہ ہوں کیوں یہ بات آپ نے کیوں پوچھی ہے۔“ محمود خان کے لہجے میں حیرت بڑھ گئی تھی۔

”آپ کے ہومل میں ایک استقبالیہ لڑکی ہے روزی اسے آپ جانتے ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”دیکھیے عمران صاحب اب معاملہ میری برداشت سے باہر ہوتا جا رہا ہے۔ آپ نے نہ صرف میری براہ راست توہین کی ہے بلکہ اب آپ نے مجھ جیسے آدمی پر الزام تراشی بھی شروع کر دی ہے حالانکہ دنیا جانتی

ہے کہ میرا دامن اس قسم کی آلودگیوں سے یکسر پاک ہے..... محمود خان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”آپ نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا..... عمران کا بوجھ تلخ ہو گیا اسی لمحے دروازہ کھلا اور ملازم اندر داخل ہو گیا۔ اب اس نے ٹرے اٹھائی ہوئی تھی جس میں پانی سے بھرا ایک جگ اور تین چار گلاس رکھے ہوئے تھے۔ اس نے گلاس اور جگ درمیانی میز پر رکھے اور واپس مڑنے لگا۔

”سنو سیکر ٹری کو بھیجی فوراً.....“ محمود خان نے ملازم سے مخاطب ہو کر حکمانہ لہجے میں کہا۔

”ییس سز.....“ ملازم نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

”آپ کے سوال کا جواب ہے کہ نہیں اور اب آپ بانی بیچتے اور تشریف لے جایئے میں بے حد مصروف آدمی ہوں مزید وقت نہیں دے سکتا.....“ محمود خان نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک تھری پیس سوٹ پہنے نوجوان آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک کارڈ لیس فون تھا۔

”سر آپ کی کال ہے لاسٹ ہیون کے منیجر مسٹر رائف بات کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے انہیں کہا بھی ہے کہ آپ مہمانوں کے ساتھ مصروف ہیں لیکن ان کا کہنا ہے کہ کال انتہائی اہم ہے.....“ نوجوان نے اندر داخل ہوتے ہوئے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور اس کے

ساتھ ہی اس نے رسپور محمود خان کی طرف بڑھا دیا۔
”اوکے میں کال سنتا ہوں تم پہلے یہ بتاؤ کہ میرا فوری پروگرام کیا ہے.....“ محمود خان نے کارڈ لیس فون پیسن سیکر ٹری کے ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا۔

”اب سے بیس منٹ بعد آپ نے ایک تقریب کی صدارت کرنی ہے اس میں صدر صاحب ہمان خصوصاً ہیں.....“ سیکر ٹری نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

”آپ نے سن لیا عمران صاحب.....“ محمود خان نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون پیسن کان سے لگا کر اس کا بشن دبا دیا۔

”ییس محمود خان بول رہا ہوں.....“ محمود خان نے کہا۔
”ٹھیک ہے تم خود دیاں چلے جاؤ لیکن سودا انہی شرائط پر ہونا چاہئے جو میسنگ میں طے ہوئی تھیں.....“ محمود خان نے دوسری طرف سے بات سننے کے بعد کہا اور فون آف کر کے فون پیسن سیکر ٹری کی طرف بڑھا دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”صرف ایک منٹ مزید لوں گا اس سے زیادہ نہیں.....“ عمران نے کہا۔

”فرطیئے.....“ محمود خان نے ہنستے ہوئے کہا۔
”سیکر ٹری صاحب آپ باہر جایئے اور خان صاحب آپ ذرا تشریف رکھیئے بیس منٹ کافی وقفہ ہوتا ہے.....“ عمران نے کہا۔ تو محمود خان

نے سیکرٹری کو جانے کا اشارہ کیا اور وہ سلام کر کے واپس چلا گیا۔

”لاسٹ ہیون بھی آپ کا ہوٹل ہے..... عمران نے کہا۔

”جی ہاں ابھی حال ہی میں خریدی ہے۔ میرا پروگرام ہے کہ وہاں تیس منزلہ عمارت تعمیر کھوں۔ میں اسے دارالحکومت کا سب سے شاندار ہوٹل بنانا چاہتا ہوں.....“ محمود خان نے جواب دیا۔

”اس ہوٹل کا خیبر ابھی کسی ایسے سودے کی بات کر رہا تھا جس میں آپ بھی اس حد تک انٹرینڈ ہیں کہ آپ نے اس کی کال برات خود انڈ کی ہے۔ کیا آپ بتائیں گے کہ یہ کس قسم کا سودا ہے۔“ عمران نے کہا تو محمود خان بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

”آپ کو میرے بزنس معاملات میں مداخلت کرنے کا کیا حق ہے، سوری میں اب مزید نہیں رک سکتا.....“ محمود خان نے کہا اور تیز سے مڑ کر اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تنویر کا بھرہ غصے کی شدت سے لال بھجھو کا ہو رہا تھا اس کا ہاتھ جیب میں پھنچ چکا تھا۔

”تم نے اسے جاننے کیوں دیا.....“ تنویر نے ہوسٹ چبانے ہوئے کہا۔

”اور میں نے اس کا اچار ڈالنا تھا۔ میں تو صرف فوسٹر کا بیان چیک کرنا چاہتا تھا آؤ.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا سجدہ لٹھوں بعد اس کی کار کو تھمی نکل کر تیزی سے سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی جلی جا رہی تھی۔

”اب کہاں جانا ہے کیا فوسٹر کے پاس.....“ تنویر نے کہا۔

”نہیں میرے ذہن میں ایک اور خدشہ ابھرا ہے۔ پہلے اسے چیک کر لوں.....“ عمران نے کہا اور چھ لٹھوں بعد اس نے کار ایک ریستوران کے سامنے روک دی۔

”آؤ ایک دو فون کرتے ہیں.....“ عمران نے کہا اور کار سے اتر کر ریستوران کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ جو لیا اور تنویر اس کے پیچھے ریستوران میں داخل ہوئے۔

”فون کرنا ہے.....“ عمران نے کاؤنٹر پر جا کر وہاں کھڑے نوجوان سے کہا۔

”ضرور جناب.....“ نوجوان نے فون کو موڈ کر عمران کی طرف کرتے ہوئے کہا اور خود اس رجسٹر پر جھک گیا جس پر وہ پہلے سے جھکا ہوا تھا۔ عمران نے رجسٹر اٹھا کر نمبر پوچھا۔

”یس انگوٹری پلیز.....“ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے انگوٹری آپرٹری کی آواز سنائی دی۔

”سوال فون سنر کا نمبر دیں.....“ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے ایک نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دیا یا اور آپرٹر کے بتائے ہوئے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”سوال فون سنر.....“ ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”ڈپٹی ڈائریکٹر سنٹرل انٹیلی جنس پول رہا ہوں خیبر سے بات کرانیں.....“ عمران نے تھکمانے لہجے میں کہا تو رجسٹر پر جھکے ہوئے نوجوان نے سر اٹھا کر عمران کی طرف دیکھا اور لاشعور طو پر مودب

تو آپ کو مع یب کے انتہیلی جنس بیورو بلوایا جائے تھکڑیاں
گوا کر۔ آپ کو معلوم نہیں ہے کہ انتہیلی جنس بیورو سے کوئی بھی
مطلوبہ انفارمیشن چھپانا کتنا بڑا جرم ہے..... عمران نے غصیلے لہجے
میں کہا۔

سرسر..... نیچر نے گھگھکیاتے ہوئے لہجے میں کہا۔
آپ فی الحال صرف ٹیپ سنو ادیں۔ اس سے آپ کے اصول پر
کوئی فرق نہیں پڑتا..... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔
ٹھیک ہے سر میں سنو اتا ہوں جناب..... دوسری طرف سے کہا
گیا۔

ایلو سر کیا آپ لائن پر ہیں..... تھوڑی دیر بعد نیچر کی آواز سنائی
دی۔
ہاں..... عمران نے جواب دیا۔

لاسٹ کال جو اس فون پر ہوئی ہے وہ سنیں جناب..... دوسری
طرف سے کہا گیا اور ایک لمحہ بعد محمود خان کی آواز ابھری۔
نہیں..... محمود خان بول رہا ہوں۔

مرالف بول رہا ہوں باس ابھی ابھی قلاور کا فون آیا ہے اس نے کہا
ہے کہ میں جو جا کر اس سے پیکیٹ لوں لیکن اس نے سفارت خانے
کی بجائے زید ناؤن کا پتہ دیا ہے حالانکہ پلاننگ کے مطابق اس نے خود
پیکیٹ یہاں ہوٹل میں مجھے دینا تھا اور اس کے بعد آپ کے احکامات
کے مطابق معاملے کو فنش کرنا تھا۔ اب جیسے آپ کا حکم ہو..... ایک

ہو گیا۔ اس کے چہرے پر مرحوبیت کے آثار ابھرائے تھے۔
نہیں سر ہو لڑاؤن کیجئے..... دوسری طرف سے مودبانہ لہجے میں
گیا۔

ایلو نیچر عارف حسین بول رہا ہوں جناب فرمائیے..... پڑ
لگوں بعد ایک مودبانہ آواز سنائی دی۔ شاید فون آبرہ کرنے اسے عمر
کا عہدہ بتا دیا تھا اس لئے اس کا ہجر ہے حد نرم تھا۔
آپ موبائل فون پر ہونے والی کالوں کا جو ہمیں گھنٹے تک ریکارڈ
دیکھتے ہیں..... عمران نے کہا۔

نہیں سر یہ ہمارا اصول ہے تاکہ اگر ہمارا کوئی کلائنٹ اس کی یب
حاصل کرنا چاہے تو اسے پہنچائی جاسکے کاروباری سلسلے میں اکثر اس
ضرورت پڑ جاتی ہے جناب..... دوسری طرف سے وضاحت نہ
جواب دیا گیا۔

محمود خان کی رہائش گاہ پر ایک موبائل فون ہے اس کا نمبر
ہے..... عمران نے پوچھا۔
مجھے معلوم کرانا پڑے گا..... دوسری طرف سے کہا گیا اور
لگوں بعد اس نے نمبر بتا دیئے۔

اس نمبر پر ابھی ایک کال ہوئی ہے اس کا ٹیپ مجھے سنو انہیں
عمران نے کہا۔

سوئی سر یہ تو اصول کے خلاف ہے سر یہ ٹیپ صرف
صاحب کو سپلائی کیا جاسکتا ہے..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

مردانہ آواز ابھری اور عمران کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔

”ٹھیک ہے تم خود وہاں چلے جاؤ لیکن سودا اپنی شرائط پر مونا چلیے جو میسٹنگ میں ملے ہوئی تھیں۔“..... محمود خان کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”آپ نے سن لی کال جناب۔“..... نیجر کی آواز سنائی دی۔

”ہاں اس میں ہمارے مطلب کی کوئی بات نہیں ہے اس لئے اب ٹیپ کی ضرورت نہیں ہے اور سنو یہ تو جہیں معلوم ہو گا کہ انٹیل جنس بیورو سے ہونے والی تمام گفتگو قانونی طور پر صیغہ راز میں رہتی ہے۔“ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”میں سر۔“..... نیجر نے جواب دیا اور عمران نے رسیور رکھ کر ایک نوٹ جیب سے نکالا اور کاؤنٹر پر رکھ دیا۔

”سراسر کی ضرورت نہیں ہے۔“..... کاؤنٹر بوئے نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”ضرورت ہے اس لئے کہ تم ملازم ہو مالک نہیں اور دوسری بات یہ کہ جہاد سے سلسلے ہونے والی بات چیت آؤٹ نہیں ہوتی چلیے۔“..... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

”یہ کس بیٹک کی بات ہو رہی ہے۔“..... کار میں بیٹھتے ہی جوہا نے حیران ہو کر کہا۔

”میری چھٹی حس کے مطابق یہ بیٹک ہماری مطلوبہ فائل کا ہو سکتا ہے۔“ عمران نے کار سٹارٹ کرتے ہوئے کہا تو جوہا اور تنویر

دونوں بے اختیار ہونک پڑے۔

”یہ اندازہ تم نے کیسے لگایا۔“..... جوہا نے حیران ہو کر پوچھا۔

”بہت سی باتوں کو اگر آپس میں ملا جائے تو یہ نتیجہ نکل سکتا ہے پہلی بات تو یہ کہ فائل جوہا کے ذریعے مائیکل نے حاصل کی اور اس

ارباب کا لونی والی کوٹھی میں پہنچائی گئی۔ مائیکل کی لاش وہاں سے ملی ہے اس کے ساتھ ایک دوسرا آدمی ہے یقیناً اس کا ساتھی ہو گا۔ اس کے

بعد یہ دونوں آدمی ہوٹل سی دیو میں نیجر کے خصوصی دفتر میں جا کر بقول فوسٹر سیکورٹی انچارج واسکر سے ملے اور ایک لڑکی روزی کو

خصوصی طور پر راستہ بتا دیے بر تعینات کر دیا گیا۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مائیکل اور دوسرے آدمی نے یہ فائل دراصل فوسٹر کو پہنچائی تھی

لیکن فوسٹر کی بجائے واسکر اس سے ملا شاید فوسٹر نے کڑا ملا ہو گا۔ فائل اس کے پاس پہنچ گئی اور ان دونوں کو یا تو واسکر کے آدمیوں نے

ہلاک کر دیا یا پھر فائل غلط ہاتھوں میں دینے کی پاداش میں اس کے اپنے ہاں نے انہیں ختم کر دیا۔ اب فوسٹر کے مطابق واسکر کا محمود خان

سے خاص تعلق ہے اور یہ مائیکل اور اس کے ساتھی سے فائل حاصل کرنے کی ساری گیم محمود خان کے حکم پر کھیلی گئی۔ محمود خان کا ماضی بتا

رہا ہے کہ اس نے اچانک اور حیرت انگیز انداز میں ترقی کی ہے۔ بہر حال ہم محمود خان سے ملے۔ محمود خان نے فوسٹر کی ساری باتوں کی

توثیق کر دی۔ اسی دوران لاسٹ ہیون ہوٹل کے مالک رالف کی ایئر جنسی کال آگئی چونکہ ہم وہاں موجود تھے اس لئے محمود خان نے براہ

ہوئے ہیں۔ عمران نے باقاعدہ تفصیلی تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔
 - جب تم ایسی باتیں کرتے ہو تو مجھے ہمیشہ جہارے ذہن پر رشک
 آتا ہے۔۔۔۔۔۔ تنویر نے اپنی عادت کے اپنی کھلے دل سے اعتراف
 کرتے ہوئے کہا۔

- صرف ذہن پر۔۔۔۔۔۔ عمران نے براہ راست بتاتے ہوئے کہا تو جولیا
 بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ وہ عمران کا مطلب بخوبی سمجھ گئی تھی
 جب کہ تنویر جس طرح حریت بھرے انداز میں جولیا کو ہنستے دیکھ رہا
 تھا۔ اس سے یہی ظاہر ہوتا تھا کہ وہ عمران کی بات کا مطلب نہیں سمجھ
 سکا۔

- اس میں اس طرح ہنسنے والی کون سی بات تھی۔۔۔۔۔۔ تنویر نے
 اسی طرح منہ بتاتے ہوئے کہا۔

- ذہن کے علاوہ بھی عمران قابل رشک ہے۔۔۔۔۔۔ جولیا نے
 مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر نے اس طرح سر ہلادیا جیسے وہ اب جولیا
 کے ہنسنے کی وجہ سمجھا ہو۔

- اگر ہوتا تو اب تک اس طرح پھرتا نظر آتا۔۔۔۔۔۔ تنویر نے کہا تو
 اس بار جولیا کے ساتھ ساتھ عمران بھی ہنس پڑا کیونکہ تنویر کا جواب
 بھی خوبصورت تھا۔ اسی لمحے عمران نے کار موڑی اور اسے لاسٹ ایئر
 ہوٹل کے سین گیٹ میں داخل کر دیا۔ ایک سائڈ پر پارکنگ جی بولی
 تھی جس میں چند کاریں نظر آ رہی تھیں۔ عمران نے کار روکی اور پھر وہ
 تینوں بچے اتر آئے۔ تنویر دیر بعد وہ ہوٹل کے ہال میں داخل ہوئے

راست اسے جواب دینے کی بجائے بات بدل کر اسے جواب دیا۔ مجھے
 شک اسی وقت پڑ گیا تھا کیونکہ محمود خان کا لہجہ اور چور نظروں سے ہمیں
 دیکھنے سے ہی یہ بات ظاہر ہو رہی تھی کہ کوئی ایسی بات ہو رہی ہے
 جسے وہ ہم سے چھپانا چھپتا ہے۔ جولیا کو میں ساتھ اس لئے گیا تھا کہ
 اگر محمود خان اس گیم میں ملوث ہوتا تو جولیا کو بہر حال وہ ابھی طرح
 جانتا ہو گا اور جولیا کو دیکھ کر چونک پڑے گا لیکن اس کا انداز بتا رہا ہوں
 کہ وہ جولیا کے متعلق کچھ نہیں جانتا۔ اسی بات پر میں نے اس سے مزید
 تجویز چھڑا کر مناسب نہ سمجھی ورنہ میں اس کی ہڈیاں توڑ کر بھی اندر سے
 اصل بات نکال دیتا۔ بہر حال میں نے دوسرا طریقہ اپنایا۔ مجھے معلوم
 ہے کہ موبائل فون سنز والے کالوں کی نہیں رکھتے ہیں اور انہیں
 کاروباری پارٹیوں کو معقول قیمت پر فروخت بھی کر دیتے ہیں اس
 طرح انہیں زائد منافع ہو جاتا ہے۔ جہارے سلسلے لاسٹ بیون کے
 رائف اور محمود خان کے درمیان ہونے والی کال سنوائی گئی۔
 ریستوران کے فون میں ہمیشہ لاؤڈ آؤن رکھا جاتا ہے تاکہ کوئی فٹل
 قسم کی کال نہ ہو سکے۔ لاسٹ بیون ایک گھنٹہ درجے کا ہوٹل ہے اور
 جرمائنہ سرگرمیوں کا مرکز ہے۔ اس کا شیئر رائف پیشہ ور قاتل کے طور
 پر بھی مشہور ہے اور جرمائنہ سرگرمیوں میں خاصا بدنام بھی ہے۔
 سرٹنڈنٹ فیاض کی وجہ سے وہ کئی بار گرفتار بھی ہوا ہے۔ ایسے آدمی
 کا محمود خان سے اس انداز سے بات چیت یہی ظاہر کرتی ہے کہ یہ پیکٹ
 کسی خاص چیز کا ہے پھر سفارت خانے کے الفاظ بھی کال میں استعمال

تو منشیات کے غلطی و صوہیں کی وجہ سے ان کے چہرے بگڑے گئے۔ ایک طرف کاؤنٹر تھا جس پر ایک - غنڈہ غنڈا آدمی کھڑا ہوا تھا۔ ہال زر زمین دنیا کے افراد سے بھرا ہوا تھا جس میں آوارہ عورتوں کی بھی خاصی تعداد موجود تھی۔ عمران تنہا اور جو لیا کاؤنٹر کی طرف بڑھنے لگے۔ کاؤنٹر پر کھڑا غنڈہ غنڈا آدمی بڑی عجیب سی نظروں سے ان تینوں کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے دیکھنے کا انداز ایسا تھا جیسے اسے سمجھ نہ آ رہی ہو کہ وہ انہیں اس ماحول میں ابھنی محسوس کر رہا ہو۔

"نیکمر رائف سے ملنا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے کاؤنٹر پر جا کر اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ ابھی ٹھوڑی دیر پہلے باہر گئے ہیں۔ آپ کو ان سے کیا کام ہے۔۔۔۔۔ کاؤنٹر میں نے ہونٹ ہناتے ہوئے کہا۔

"ہمارا تعلق اپنی ناک کو نکس سے ہے۔۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا تو کاؤنٹر میں بے اختیار اچھل پڑا۔

"لیکن لیکن۔۔۔۔۔ اس نے قدرے ہلکاتے ہوئے کہا۔

"گھبراؤ مت جیسے کے بارے میں بات چیت کرنی تھی۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو کاؤنٹر میں کے چہرے پر شکست اطمینان کی ہم دو گئی۔

اود اچھا پھر آپ ان کے دفتر میں بیٹھ جالیے۔ وہ ابھی واپس آجائیں گے۔ کاؤنٹر میں نے کہا۔

"نھیک ہے ہم انتظار کر لیتے ہیں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور کاؤنٹر

میں نے ایک دینہ کو بلا کر اسے کہہ دیا کہ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو نیچر کے دفتر تک چھوڑ آئے۔ رائف کا دفتر عمران کی توقع سے زیادہ کشادہ اور انتہائی قیمتی فرنیچر سے سجا ہوا تھا۔ انہیں وہاں بیٹھے ہوئے نصف گھنٹہ بیٹھا تھا کہ دفتر کا دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر حیرت تھی۔

"میرا نام رائف ہے اور میں نیچر ہوں۔" آنے والے نے اندر آکر ناشائسی نظروں سے عمران تنہا اور جو لیا کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرا نام علی عمران ہے۔ سر تنذرت فیاض کے حوالے سے شاید تم میرے بارے میں سمجھ جاؤ گے۔" عمران نے ابھ کر مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا تو رائف بے اختیار اچھل پڑا۔ لیکن عمران نے محسوس کیا تھا کہ اس کے چہرے پر پہلے سے موجود پریشانی اب اطمینان میں تبدیل ہو چکی تھی۔

"اود اود تو آپ ہیں علی عمران صاحب۔ آپ کے متعلق سنا تو بہت تھا لیکن آپ سے ملاقات آج ہو رہی ہے۔" رائف نے بڑے گرجو شائہ انداز میں مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"یہ میرے ساتھی ہیں مس جو لیا اور مسز تنہا۔" عمران نے کہا اور رائف نے ان دونوں سے صرف رسمی فقرات بولنے پر ہی اکتفا کیا۔ کیونکہ اس نے جو لیا کی طرف مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا تھا لیکن جو لیا خاموش کمری رہی تھی۔

تشریف رکھتے اور فرماتے آج یہاں آپ کی آمد کس سلسلے میں

”وہی محمود خان جو دارالحکومت کا امیر ترین آدمی ہے“۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اوہ ہاں نام تو سنا ہوا ہے لیکن ظاہر ہے مجھ جیسا آدمی اسے ذاتی طور پر کیسے جان سکتا ہے“۔۔۔۔۔ رائف نے جواب دیا۔

”حالانکہ اس نے بتایا ہے کہ اس نے یہ ہوٹل خرید لیا ہے۔“ عمران نے کہا تو رائف ایک بار پھر چونک پڑا۔

”مجھے تو معلوم نہیں مانگوں کو عالم ہوگا“۔۔۔۔۔ رائف نے جواب دیا۔

”واہیکٹ کہاں ہے جو تم سفارت خانے کی مس فلڈر سے لینے گئے تھے“۔۔۔۔۔ اچانک عمران نے کہا تو اس بار رائف بے اختیار اچھل کر

کھڑا ہو گیا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے اس نے جیب سے ریو الور نکال لیا۔ لیکن دوسرے لمحے دھماکا ہوا اور اس کے ہاتھ سے ریو الور اڑتا ہوا

دور جا کر اور رائف چیخ مار کر بے اختیار ہاتھ پکڑ کر اچھلنے لگا۔ یہ فائر تنور کی طرف سے ہوا تھا۔ اس نے بیٹھے بیٹھے ریو الور نکال کر فائر کر دیا

تھا۔ اسی لمحے عمران کا بازو گھوما اور رائف ایک بار پھر جھٹکنے ہوئے اچھل کر نیچے گرا۔ نیچے گرتے ہی اس نے اچھل کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن

عمران نے بجلی کی سی تیزی سے اس کی گردن پر پیر رکھ کر اسے موڑ دیا اور رائف کا اٹھتا ہوا جسم ایک دھماکے سے نیچے گرا۔ اس کے بازو

سیدھے ہو گئے۔ سہرہ بری طرح بگڑ گیا آنکھیں باہر کو نکل آئیں اور گئے سے خرخر اہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں۔ عمران نے پیر کو واپس موڑ دیا تو

ہوئی ہے“۔۔۔۔۔ رائف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں کوئی ایسا کمرہ ہے جہاں تم سے خاص قسم کی باتیں ہو سکیں سرٹنڈ منٹ فیاض نے جہادی بے حد تعریف کی ہے“۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تھا رائف کے چہرے پر یکثرت مسرت سی مچھٹ پڑی۔

”وہ بہت بڑے افسر ہیں جناب اور مجھ پر خصوصی طور پر مہربان ہیں۔ آئیے ادھر عقب میں ایک خاص کمرہ موجود ہے۔ وہاں کھل کر بات ہو سکتی ہے“۔۔۔۔۔ رائف نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران کے سر ہلانے پر وہ مزادور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک خاصے کھلے لیکن ساؤنڈ پر وٹ کرے میں پہنچ چکے تھے۔

”تشریف رکھیں اور پہلے یہ بتائیں کہ آپ کیا پینا پسند کریں گے۔“ جہاں ہر چیز مہیا ہو سکتی ہے“۔۔۔۔۔ رائف نے دروازہ بند کر کے مڑنے ہوئے کہا۔

”پینے پلانے کا کام بعد میں ہوگا پہلے کام کی باتیں ہو جانی چاہئیں“۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو رائف سر ہلاتا ہوا ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور سوائیہ نظروں سے عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

”محمود خان کو جانتے ہو“۔۔۔۔۔ عمران نے اچانک کہا تو رائف بے اختیار اچھل پڑا۔

”محمود خان۔ کون محمود خان“۔۔۔۔۔ رائف نے بڑی مشکل سے اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

رائف نے جواب دیا وہ اب سب کچھ تیزی سے بتائے چلا جا رہا تھا۔
 شاید وہ اس خوفناک عذاب سے لاشعوری طور پر خوفزدہ ہو گیا تھا جو۔
 عمران نے اس پر مسلط کر رکھا تھا۔

”کیا تم اس پیکیٹ میں..... عمران نے پوچھا۔

”مجھے نہیں معلوم.....“ رائف نے جواب دیا۔

”باس سے مطلب محمود خان ہے.....“ عمران نے کہا اور رائف
 نے ہاں کر دی۔

”وہ مادام فلادور زندہ ہے یا مر چکی ہے.....“ عمران نے کہا تو رائف
 کا جسم ایک بار پھر تڑپا لیکن عمران نے فوری طور پر پیر کو موڑ دیا اور
 رائف کی حالت پھر بگڑنے لگی۔

”یو لو.....“ عمران نے خڑتے ہوئے کہا اور پیر کو واپس موڑ لیا۔

”پیر بٹالو۔“ فادر گاؤسک۔ پیر بٹالو۔ یہ خوفناک اور اذیت بھرا
 عذاب ہے پیر بٹالو میں سب کچھ بتا دوں گا۔“ رائف نے رک رک
 کر بولتے ہوئے کہا۔

”بولتے جاؤ رن.....“ عمران نے جپٹلے سے زیادہ سرد لہجے میں کہا۔
 ”باس محمود خان نے مجھے حکم دیا تھا کہ مادام فلادور میرے ہو مل آکر
 مجھے ایک پیکیٹ دے گی اور میں وہ پیکیٹ فوری طور پر مارٹن کو پہنچا
 دوں جو اسے کافرستان سمگل کر دے گا اور مادام فلادور کو گولی مار کر
 ہلاک کر دوں اور اس کی لاش ساحل پر پھینک دوں لیکن مادام فلادور کا
 فون آیا کہ وہ خود نہیں آسکتی میں اس سے جا کر پیکیٹ لے آؤں۔ میں

رائف کا رکاب ہوا سانس تیزی سے بحال ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی اس
 کے چہرے کی حالت بھی بحال ہونے لگ گئی۔

”بتاؤ کہاں ہے پیکیٹ ورن.....“ عمران نے ایک بار پھر پیر کو
 موڑتے ہوئے کہا۔

”بب بب بتاتا ہوں۔ بب بب.....“ رائف کے حلق سے ایک
 بار پھر خرابیت بھری آواز میں الفاظ سنائی دیئے۔ اس کی حالت جپٹلے
 سے بھی زیادہ بگڑ گئی تھی۔ عمران نے ایک بار پھر پیر کو موڑ لیا۔

”جلدی بتاؤ ورن.....“ عمران نے خڑتے ہوئے کہا۔

”وہ مارٹن کے پاس ہے.....“ رائف نے رک رک کر جواب
 دیا۔

”کون مارٹن تفصیل بتاؤ.....“ عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں
 کہا۔ الپتہ اس نے پیر کو ذرا سا واپس موڑ لیا تھا تاکہ رائف سہولت سے
 جواب دے سکے۔

”وہ بھری سمگلر ہے سبھاں کا سب سے بڑا بھری سمگلر۔“ باس نے
 کہا تھا کہ پیکیٹ اسے پہنچا دیا جائے۔“ رائف نے جواب دیا۔

”کہاں ہے وہ اس وقت.....“ عمران نے پوچھا۔

”رین سی ہو مل اس کا خاص اڈہ ہے۔ سبھاں سے قریب ہی
 ہے۔“ رائف نے جواب دیا۔

”کس سے پیکیٹ لیا تھا تم نے.....“ عمران نے کہا۔

”گرسٹ لینڈ سفارت خانے کی تھرڈ سیکرٹری مادام فلادور سے۔“

جہاں کاؤنٹر پر ایک پہلوان منادی کھڑا ہوا تھا۔ اس کے جسم پر سرخ رنگ کی ہاف آئینوں والی بنیان تھی۔ بڑی بڑی مونچھوں اور سر پر ہرے بالوں کی وجہ سے وہ ہزارعب دار آدمی نظر آ رہا تھا۔

”مارن کہاں بیٹھا ہے ہم نے اس سے ملنا ہے“ عمران نے کاؤنٹر پہنچتے ہی اس آدمی سے کہا۔

”مارن تو تمہاری در پہلے چلا گیا ہے۔ تجھے بتاؤ کیا کام ہے۔ میرا نام نونی ہے میں کروں گا جہاد کا کام“ اس پہلوان منادی نے بڑے غور سے جواب کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”کہاں گیا ہے“ عمران نے خشک لہجے میں پوچھا۔

”میں اس کا ملازم تو نہیں ہوں کہ اس کی معروضیات کی ڈائری رکھوں۔ کہہ دیا ہے کہ چلا گیا ہے“ اس بار نونی نے میز سے اٹھتے ہوئے جواب دیا لیکن دوسرے لمحے ہال تھوکی زور دار آواز اور نونی کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ یہ تھوکتیز نے مارا تھا جو نونی کے بالکل سامنے کھڑا ہوا تھا تھوڑے اس قدر زور دار تھا کہ ہماری جگر کمزور ہوئی جھٹکا ہوا اچھل کر سانیٹر پر موجود شراب کی بوتلوں کے ریک سے ٹکرا کر کاؤنٹر آگرا۔ ہال میں موجود شراب کی بوتلیں موت جیسی خاموشی میں تبدیل ہو گئیں۔

”تم جہادی یہ جرات“ اچانک نونی کی چیخنی ہوئی آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے کسی جتنا سنک کے باہر کی طرح نونی تکا بازی کھا کر کاؤنٹر کے اوپر سے ہوتا ہوا ان تینوں کے سامنے اٹھڑا ہوا۔ اس کا

نے باس سے فون پر بات کی تو باس نے وہاں جانے کی اجازت دی لیکن ساتھ ہی کہہ دیا کہ اسے ہر صورت میں قتل ہونا چاہیے۔ چنانچہ میں دو آدمیوں سمیت وہاں گیا۔ میں نے اس سے پیکیٹ لیا اور واپس آگیا۔ البتہ میرے آدمیوں نے اسے یقیناً ہلاک کر دیا ہو گا۔ میں نے پیکیٹ مارن کے حوالے کر دیا اور خود وہاں آگیا۔ رائف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اس پیکیٹ کا ساڑ کیا ہے اور کس رنگ کے کاغذ میں ہے۔ عمران نے پوچھا۔

”خاکہ رنگ کے کاغذ میں“ رائف نے جواب دیا اور ساتھ ہی اندازاً ساڑ بھی بتا دیا۔ عمران نے پیر کو یکھت پوری طرح موز دیا اور چند لمحوں میں ہی رائف ہلاک ہو گیا۔

”آؤ اب ہم نے اس مارن کو فوری گھیرنا ہے۔ تجھے یقین ہے کہ اس پیکیٹ میں ہماری مطلوبہ فائل ہے اور یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ فائل ابھی تک ملک سے باہر نہیں جا سکی۔ عمران نے تزلزلے پر کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار لاسٹ بیون ہوٹل کے کپاؤنڈ گیٹ سے نکل کر تھوڑے ہی فاصلے پر موجود ایک اور ہوٹل ریڈیسی کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ عمران نے گاڑی ریڈیسی ہوٹل کی دو منزلہ عمارت کے سامنے روکی اور بجلی کی سی تیز رفتاری سے اتر کر وہ ہوٹل کے مین گیٹ میں داخل ہو گیا۔ یہاں بھی لاسٹ بیون والا ہی ہوٹل تھا اور اسی طبقے کے افراد بھی یہاں نظر آ رہے تھے۔

حیرت بھری نظروں سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ رہا تھا اور کسی نے مداخلت نہ کی تھی۔ دراصل یہ سب کچھ اس قدر تیزی سے ہو گیا تھا کہ کسی کو مداخلت کا موقع ہی نہ ملا تھا۔

”یہ فون کر دے گا۔“... تنویر نے کہا۔

”میں نے اس کی شدہ دگ کو اسٹاکیل دیا ہے کہ دس پندرہ منٹ تک تو وہ پوری طرح حواس میں ہی نہ آئے گا۔“..... عمران نے کہا اور تنویر اور یولیا دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ کار انتہائی برق رفتاری سے ساشا ہوٹل کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی جو ساحل سمندر پر رست کے ٹیلوں کے درمیان بنا ہوا تھا اور ساحل سمندر کا سب سے زیادہ مقبول ہوٹل تھا کیونکہ وہاں سے آگے دور دور تک اونچے نیچے رست کے ٹیلے ہی ٹیلے پھیلے ہوئے تھے اس لئے جوڑے وہاں زیادہ جتنائی کا لطف لیتے تھے۔ سروس انہیں ساشا ہوٹل سے مل جایا کرتی تھی تقریباً دس منٹ کی تیز رفتار ڈرائیونگ کے بعد عمران نے ساشا ہوٹل کے سلسلے پہنچ کر کار روکی اور ایک بار پھر وہ سب کار سے اترے اور تیزی سے چلتے ہوئے ہوٹل میں داخل ہو گئے۔ یہاں کا ماحول پہلے

دونوں ہوٹلوں سے اخلاقی طور پر زیادہ خراب نظر آ رہا تھا۔ یہاں الپتہ خبر کے بگڑے ہوئے رنسیوں اور جان مٹھل پہنے کی شوقین دولت مند عورتوں کی تعداد زیادہ تھی۔ ایک طرف بڑے سے کاؤنٹر پر ایک مرد اور ایک لڑکی کھڑی تھیں۔

”مارٹن دفتر میں ہے۔“..... عمران نے اچانک جا کر تیز لہجے میں

چہرہ غصے کی شدت سے مسخ ہو گیا تھا اور بازوؤں کی پھلیاں تڑپ رہی تھیں۔

”مممم ہمیں کچا جھاؤں گا میرا نام ٹونی ہے۔“... ٹونی نے آگ کی طرح تپتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اچھل کر تنویر پر حملہ کرنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے وہ یلکھت فضا میں ہی اٹ کر پشت کے بل ایک خوفناک دھماکے سے نیچے فرش پر جا گرا۔ یہ عمران تھا جس نے اس کے تنویر پر حملہ کرتے ہی راستے میں ہی اس کے جسم کو مخصوص انداز میں تھپکی دے کر فضا میں اٹھا کر اسے نیچے گرا دیا تھا۔

ہمارے پاس وقت نہیں ہے جلدی بناؤ کہ مارٹن کہاں ہے۔“ عمران نے خراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے یلکھت پوٹھتے ہوئے ٹونی کی موٹی سی گردن پر دھک کر پورا دباؤ ڈال کر اسے گھا دیا اور نیچے گر کر پارے کی طرح تڑپ کر اٹھتے ہوئے ٹونی کا جسم ایک بار پھر دھماکے سے نیچے گرا اور ساکت ہو گیا۔

”یو لو کہاں ہے مارٹن۔“ عمران نے خراتے ہوئے کہا۔

”وہ۔ وہ اپنے ہوٹل ساشا میں گیا ہے۔“ ٹونی نے رک رک کر کہا۔

”آؤ۔“ عمران نے یہ کہہ کر فوراً ساگھھا کر واپس اٹھاتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے چلتے ہوئے چند لمحوں میں ہوٹل کے مین ہال سے باہر آ گئے۔ ہال میں موجود دہر شخص انتہائی

ہو چکا۔

مارنن مطلب ہے باس۔ وہ دفتر میں ہے کیوں..... نو جوان نے بوکھلائے ہوئے بچے میں کہا تو عمران بغیر کوئی جواب دینے ایک سائیز پر جاتی ہوئی راہداری میں بڑھتا چلا گیا۔ وہ دو چار بار پہلے بچہ یہاں آچکا تھا اس لئے اسے مفلوم تھا کہ دفتری راہداری میں ہے اور پھر ایک کمرے کے دروازے پر اسے مارنن کے نام کی تھنی بھی لگی نظر آئی۔ دروازہ بند تھا۔ عمران نے دروازے کو دھکیلا تو دروازہ کھلتا ہوا گیا اور عمران اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک دفتر نما کمرہ تھا اور ایک بڑی سیز کے نیچے ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا فون پر کسی سے بات کر رہا تھا اس کے چہرے پر زخموں کے نشانات بھی تھے اور اس کی ایک آنکھ خراب تھی جب کہ دوسری آنکھ میں تیز سرنی چھائی ہوئی تھی۔ اس جہاز بھاری تھا لیکن وہ کلین شیو تھا۔ جسمانی لحاظ سے خاصا مضبوط تھا۔ اچانک دروازہ کھلتے اور عمران اور اس کے نیچے تنویر اور نولیا کو آنے دیکھ کر وہ حیرت بھری نگاہوں سے انہیں دیکھنے لگا۔ پھر اس ایک جھٹکے سے ریسور دکھ دیا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے آثار تھے لیکن وہ اسی طرح اطمینان بھرے انداز میں کرسی پر بیٹھا رہا تھا۔

جہاز کا نام مارنن ہے..... عمران نے سیز کے قریب آکر تیز میں کہا۔

ہاں مگر تم لوگ کون ہو اور اس طرح دفتر میں بغیر کسی اطلاع اور اجازت کے کیوں آئے ہو..... مارنن نے درشت لہجے میں کہ

لیکن دوسرے لئے وہ جھٹکا ہوا ہوا میں اٹھا اور ایک دھماکے سے سیز کی سائیز پر فرش پر پڑنے لگا۔ عمران کی لات گھومی اور اس کی کنکری پر پڑنے والی جبر واد ضرب نے اس کے ہاتھ پر سیدھے کر دیئے۔ بچے تلے انداز میں اور پوری قوت سے پڑنے والی ایک ہی ضرب اسے بے ہوش کرنے کے لئے کافی تھی۔

اس سیز کی درازوں اور الماریوں کی تلاشی لو میں عجبی کمرے کو جبکہ کرتا ہوں..... عمران نے تیز لہجے میں اپنے ساتھیوں سے کہا اور تیزی سے عجبی دیوار میں نظر آنے والے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا تو دوسری طرف ایک چھوٹا سا کمرہ تھا لیکن اس کمرے کی دیوار میں موجود بڑے سے تہمازی سا بڑا سیف نصب شدہ تھا۔ صاف نظر آ رہا تھا۔ عمران نے جیب سے سائینسر لگا دیو اور نکالا اور دوسرے لمحے اس نے سیف کے تالوں کے بوراخ پر نال ایک مخصوص اینگلی سے دکھ کر ٹریگر دبا دیا۔ پھر اس نے نال کا رخ بدلا اور دوسری بار ٹریگر دبا دیا۔ دو فائر کرنے کے بعد اس نے دیوار اور واپس تہب میں رکھا اور پینڈل گھما کر جہازی سائز کے اس سیف کو کھول دیا اس کا لنگلنگ سسٹم تباہ ہو چکا تھا۔ سیف کھولتے ہی عمران کی آنکھوں میں ہلکے اجڑائی کیونکہ سب سے پہلے خانے میں موجود بیٹک اسے صاف دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے جھپٹ کر بیٹک اٹھایا۔ اسے کھولا اور اندر موجود فائل باہر نکال لی۔ فائل کو در پرنیل ایکس لکھا ہوا تھا۔

اس نے جلدی سے فائل کو کھول کر سرسری طور پر اسے دیکھا اور پھر فائل کو واپس لٹانے میں ڈال کر دو تیزی سے مڑا اور واپس اس دفتر نہ بھاڑے میں آگیا۔

”ہاں تو وہ پیکٹ نہیں ہے۔“ بولیا نے کہا لیکن دوسرے نے عمران کے ہاتھ میں پیکٹ دیکھ کر وہ چونک پڑی۔
”آؤ اب یہاں سے نکل چلیں۔ ہمارا کام ہو گیا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اس کا کیا کرنا ہے۔“ تنویر نے فرش پر بے ہوش پڑے ہوا مارٹن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”یہ جھوٹی پھیلی ہے۔ ایسی پھیلیاں ہاتھ لگ جائیں تو پھیلی کے شنا کے قانون کے مطابق اسے واپس دریا میں پھینک دیا جاتا ہے۔“ عمران نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا لیکن دوسرے نے ٹھک کی آواز سن کر وہ تیزی سے مڑا۔ تنویر کے ہاتھ میں سائینسٹر لگا ریو الور موجود تھا اور فرش پر پڑے ہوئے مارٹن کا جسم جھٹکے کھارہا تھا گولی اس کے پیچ میں لگی تھی۔

”میں ایسی جھوٹی پھیلیوں کو بڑی پھیلیاں بنانے کے حق میں نہیں ہوں۔“ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ریو الور جیب میں ڈال دیا۔ عمران نے کچھ کے بغیر دروازہ کھولا اور تیزی سے باہر نکل گیا۔ لانا اس نے تہہ کر کے کوٹ کے اندر رکھ لی تھی۔

سیارہ رنگ کی کار خاصی تیز رفتاری سے دارالحکومت سے باہر جانے والی سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر مادام فلادور بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔ کار میں اس کے علاوہ اور کوئی نہ تھا۔ تنویری در بعد کار دارالحکومت کی حدود سے باہر نکل آئی اور اس کے ساتھ ہی سڑک پر موٹر ڈرائیونگ کا ڈھوم بھی مچا رہا تھا۔ اب اکا کا کار میں ٹیکسیاں اور بسیں آتی جاتی دکانیں دے رہی تھیں۔ کافی آگے جانے کے بعد مادام فلادور نے کار کو دائیں طرف جاتی ہوئی ایک کچی سڑک پر موڑ دیا اور سڑک پر پانی کی طرح رواں چلتی ہوئی کار اب بنگولے کھانے لگی۔ لیکن مادام فلادور نے کار کی سپیڈ کم نہ کی تھی۔ سڑک کے دونوں اطراف میں سنیہے کے اونچے اور سیدھے درخت تھے جن کے سنے اس قدر تیزی سے گزرتے نظر آ رہے تھے جیسے کسی فلم کو اچانک اس کی رفتار

بات کرتے ہوئے کہا۔

”میں تو ایسے انڈنگ اور..... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک مشین سی آواز سنائی دی۔ مجھے سے یوں لگ رہا تھا جیسے کسی روٹ کے منہ سے کھڑکھاتی ہوئی سی آواز نکل رہی ہو۔

”چیف باس کیا میری خدمات کابھی صلہ ہے کہ ایک فائل کی خاطر مجھے گولی مار دی جائے اور..... مادام فلادر نے تلخ لہجے میں کہا۔

”کہنا کیا چاہتی ہو۔ کھل کر بات کرو اور..... دوسری طرف سے اسی طرح مشین لہجے میں جواب دیا گیا۔

”چیف باس پاکیشیا کی وزارت دفاع کے ریکارڈ روم سے ایک فائل حاصل کی جاتی تھی۔ اس مشن پر گریٹ لینڈ سے تین افراد بھیجے گئے سر ایجنٹ رہبر ڈاس کا ساتھی مائیکل اور ڈاکٹر وائنس۔ انہوں نے فائل حاصل کر لی۔ اس کے بعد مقامی چیف نے یہ فائل گریٹ لینڈ بھجوائی تھی۔ اس کے لئے انہوں نے انتہائی عجیب طریقہ کار اختیار کیا۔ ڈیو ہونٹل کے سیکورٹی انتہاج واسکر کو ہونٹل کے نیجر فوسر کی جگہ اس کے خصوصی دفتر میں پہنچایا گیا اور سر ایجنٹ رہبر ڈاس مائیکل کو کہا کہ وہ سی ڈیو ہونٹل کے نیجر فوسر سے اس کے خصوصی دفتر میں ریکٹ کریں اور فائل اس کے حوالے کر دیں۔ سہتاچہ ایسا ہی ہوا۔ سر کی جگہ واسکر نے سنبھال لی اور ان دونوں سے فائل لینے کے بعد لے بیڈر واکٹر کے ذریعے ان دونوں کو ان کی رہائش گاہ پر ہلاک کر لیا۔ پھر واسکر کو کہا گیا کہ وہ مجھے فائل لا کر دے اور مجھے حکم دیا گیا

سے زیادہ تیز چلا دیا جائے تو فلم میں موجود کردار دوڑتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ تقریباً دس منٹ بعد کار نے ایک موٹر گاڑی کو سانسے ایک زرعی فارم کی پرانی سی عمارت نظر آنے لگی۔ عمارت کا گیٹ بند تھا۔ مادام فلادر نے کار گیٹ کے سانسے روکی اور پھر مخصوص انداز میں تین بار ہارن بجایا تو چند لمحوں بعد گیٹ کی دوسری طرف ایک غیر ملکی آٹا ہوا دکھائی دیا۔ اس کا قد لمبا تھا اس لئے اس کا سر اور کانڈھے مادام فلادر کو صاف دکھائی دے رہے تھے۔ اس نے جلدی سے پھانک کھولا تو مادام فلادر کار اندر لے گئی۔ عمارت کی ایک سائیڈ پر کار روک کر وہ تیزی سے نیچے اترتی۔ سائیڈ سیٹ پر پڑا ہوا بیگ اٹھایا اور تیزی سے عمارت کے اندر داخل ہو گئی۔ ایک کمرے میں پہنچ کر اس نے ایک دیوار پر ہاتھ مارا تو کمرے کی ایک سائیڈ ہٹ گئی اور اب نیچے جاتی ہوئی سرخیاں نظر آنے لگ گئیں۔ مادام فلادر تیزی سے سرخیاں اترتی ہوئی نیچے ایک بڑے کمرے میں پہنچ گئی۔ یہ کمرہ خالی تھا۔ مادام فلادر نے ایک سائیڈ پر اپنا بیگ رکھا اور میز پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر کا بن آن کر دیا۔ ٹرانسمیٹر سے سائیں سائیں کی آوازیں سنائی دیں مچ ایسا شور بلند ہوا جیسے طوفانی بہریں ساحل سے سرخ رہی ہوں۔ مادام فلادر خاموش بیٹھی رہی۔ چند لمحوں بعد آوازیں ٹھکنی بند ہو گئیں اور ایسی خاموشی چھا گئی جیسے ٹرانسمیٹر آف ہو گیا ہو۔ مادام فلادر نے ہاتھ بڑھا کر ایک بن بن دیا۔

”ہیلو ہیلو ایم ایف کاننگ اور..... مادام فلادر نے آواز بدلی کر

کہ فائل لینے کے بعد واسکر کو جو ہمارا سپیشل ایجنٹ ہے گولی سے لڑ دیا جائے۔ آپ نے چونکہ حکم دے رکھا ہے کہ اس مشن میں مقابلہ چیف سے مکمل اور غیر مشروط تعاون کیا جانا ہے اس لئے میں نے عد کی تعمیل کرتے ہوئے سپیشل ایجنٹ واسکر سے فائل لے کر اسے ہلاک کر دیا۔ اس کے بعد مجھے کہا گیا کہ میں ایک پیشہ ور قاتل۔ غنڈے اور ہوٹل لاسٹ بیون کے منیجر رائف کو جا کر فائل دوں گا۔ کسی بحری سمگلر کے ذریعے اسے پہلے پاکیشیا سے کافرستان منگل کر۔ گا پھر وہاں سے اسے گریٹ لینڈ بھیجا جائے گا لیکن واسکر کی موت۔ مجھے محتاط کر دیا تھا۔ گو مجھے یقین تھا کہ مقامی چیف واسکر اور مرادز حد تک تو قتل کے احکامات جاری کر سکتا ہے لیکن میرے معاملے پر وہ ایسا کوئی حکم جاری نہیں کر سکتا کیونکہ میں ٹاپ ایجنٹ ہوں۔ میں اس کے باوجود میں محتاط ہو گئی۔ میں نے خود رائف کے پاس اسے ہوٹل جانے کی بجائے اسے اپنے پاس بلوایا۔ وہ آیا اور مجھ سے فائل لے کر چلا گیا لیکن اس کے فوراً بعد دو پیشہ ور قاتل مجھے ہلاک کرنے کے لئے پہنچ گئے۔ میں چونکہ پہلے سے محتاط تھی اس لئے میں ان میں سے ایک کو قتل کر دیا اور دوسرے کو بے بس کر کے اسے پوچھ گچھ کی تو پتہ چلا کہ مقامی چیف کے حکم سے رائف نے یہ سب کیا ہے۔ میں نے اس دوسرے کو بھی ہلاک کر دیا اور وہ جگہ جہز روپوش ہو گئی۔ میں نے رائف سے بات کرنے کی کوشش کی تاہم معلوم ہو سکے کہ کیا واقعی مقامی چیف نے اسے میرے قتل کا حکم

بھی تمھایا نہیں لیکن مجھے معلوم ہوا کہ رائف کو اس کے ہوٹل کے دفتر میں ہلاک کر دیا گیا ہے۔ رائف جب مجھ سے فائل لینے آیا تو اس کی عدم موجودگی میں ایک سوئس خنڈ عورت اور دو مقامی مرد اس کے انفس میں پہنچے تھے اور پھر ان کے جانے کے بعد پتہ چلا کہ رائف کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ مجھے معلوم ہوا تھا کہ رائف نے فائل مجھ سے لے کر ایک سمگلر مارن کو دینی تھی۔ مارن ہوٹل ساخا کالک ہے۔ میں نے مارن سے رابطہ کیا تو معلوم ہوا کہ مارن کو بھی اس کے ہوٹل کے دفتر میں ہلاک کر دیا گیا ہے وہاں بھی وہی سوئس خنڈ عورت اور دو مقامی مرد تھے۔ مجھے فائل کی فکر پڑ گئی۔ میں نے فوری طور پر جو تحقیقات کرائیں اس کے مطابق پتہ چلا کہ مارن کے خصوصی سیف کے لاک کو گولیاں مار کر توڑا گیا ہے اور سیف کھلا ہوا ملا ہے۔ سہانچہ میں نے فوری طور پر وزارت دفاع میں اپنے ایک خاص آدمی سے رابطہ قائم کیا تو وہاں سے اطلاع مل گئی کہ فائل وزارت دفاع کے ریکارڈ روم میں واپس پہنچ گئی ہے اور یہ فائل پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف نے سرکاری طور پر بھجوائی ہے جس پر مجھے خدشہ پیدا ہوا کہ وہ مقامی افراد یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس سے متعلق ہوں گے۔ ان کے چلے معلوم کرانے کے بعد جب میں نے ان کے متعلق مزید معلومات حاصل کیں تو ان میں سے ایک آدمی کو پہچان لیا گیا۔ اس کا نام علی ٹران ہے۔ اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے اور انتہائی خطرناک ایجنٹ ہے۔ اس سے میں کچھ

اس نے فائل کے نشانات ختم کرنے کے لئے یہ منصوبہ بندی کی تھی اور اس منصوبہ بندی کی باقاعدہ اجازت ہیڈ کوارٹر سے حاصل کر لی تھی لیکن یہ اجازت صرف واسکریٹک اسے دی گئی تھی۔ جہارے متعلق اس نے اپنے اختیارات سے تجاوز کیا ہے اس لئے اس کی سزا میں اسے اب آئندہ ایک سال کے لئے جہارے ماتحت کر دیا گیا ہے اور آج سے تم پاکیشیا کی مقامی چیف ہو گئی اور مقامی چیف جس کا اصل نام محمود خان ہے اب جہارے ماتحت کے طور پر کام کرے گا لیکن تم نے محمود خان کے خلاف کوئی انتقامی کارروائی نہیں کرنی کیونکہ وہ تنظیم کے لئے بہت بڑا سرمایہ ہے اور اس کی تنظیم کے لئے خدمات بے حد زیادہ ہیں اور اب فائل کو دوبارہ حاصل کرنے کا مشن تم نے خود مکمل کرنا ہے اور اسے ہیڈ کوارٹر تک پہنچانے کی ذمہ داری بھی براہ راست جہاری ہوگی لیکن تمہیں یہ بتا دیا جانا ضروری ہے کہ اب اس فائل کے حصول کے لئے تم نے انتہائی صلاحیتوں کا استعمال کرنا ہے کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اب اس بارے میں پوری طرح محتاط ہو چکی ہوگی اور..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”میں آپ کے اعتماد پر پورا اتروں گی چیف باس اور.....“ مادام فلاور نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہیڈ کوارٹر کو جلد از جلد ٹرپل ایکس فائل چاہئے اور بس اور لینڈ آل..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔“ مادام فلاور نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر ایک طویل سانس لیتی

گئی کہ معاملات کو پاکیشیا سیکرٹ سروس نے ذیل کیا ہے اور مقامی چیف کی حماقت سے فائل فوری طور پر پاکیشیا سے باہر نہیں جاسکی اور پیچیدہ اور نیکستی طریقہ کار کی وجہ سے وہ اتنے روز گزر جانے کے باوجود پاکیشیا میں ہی رہ گئی اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے اسے دوبارہ واپس حاصل کر لیا۔ ان تمام حالات کو دیکھنے کے بعد میں نے مقامی چیف سے بات کرنے کی کوشش کی لیکن اس سے کوئی رابطہ نہ ہو سکا۔ چنانچہ میں نے آپ سے براہ راست رابطہ کیا ہے۔ ایک تو آپ کو اس اہم مشن کی ناکامی کی اطلاع دینی تھی دوسرا آپ سے یہ گھبرنا تھا کہ صرف ایک فائل کے لئے ٹاپ ایجنٹ کو ختم کرنے کا کیوں حکم دیا جائے اور.....“ مادام فلاور نے تیز تیز لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تم دس منٹ بعد پھر کال کرنا اور.....“ دوسری طرف سے کہہ گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ مادام فلاور نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور کرسی کی پشت سے سر ٹکا دیا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد اس نے دوبارہ ٹرانسمیٹر آن کر کے کال نہ شروع کر دی۔

”ییس آر ایس انڈنگ اور.....“ دوسری طرف سے وہی مشغولہ آواز سنائی دی۔

”چیف باس آپ نے کہا تھا کہ دس منٹ بعد کال کیا جا۔ اور.....“ مادام فلاور نے کہا۔

”پاکیشیا کے مقامی چیف سے تفصیل رپورٹ حاصل کر لی گئی۔“

بھی میک اپ واشر سے چمک نہ ہو سکتا تھا۔ میک اپ کرنے کے بعد اس نے سائیز میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کار سیور اٹھایا اور اس کا ایک نمبر پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد وہی غیر ملکی جس نے پھانک کھولا تھا کمرے میں داخل ہوا تو بے اختیار ہنسنے لگا۔ اس کے ہجرے پر خدیجہ حیرت کے تاثرات تھے۔

”میں فلاور ہوں کرس..... فلاور نے مسکراتے ہوئے کہا تو کرس چونک پڑا۔

”کمال ہے مادام اس قدر مکمل اور شاندار تبدیلی آپ تو جادوگر ہیں..... کرس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور فلاور بے اختیار مسکرا دی۔

”اب ایک خوشخبری بھی سن لو۔ چیف باس نے مجھے پاکیشیا کا ایک سال کے لئے چیف بنا دیا ہے اور میں نے ہمیں اپنا سیکرٹری مقرر کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے..... فلاور نے جواب دیا تو کرس نے بے اختیار ہنسنے لگا کہ باقاعدہ فوجی انداز میں اسے سلوٹ کر دیا۔ اس کے ہجرے پر مسرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

”میں ہمیشہ آپ کے اعتماد پر پورا اتروں گا..... کرس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اب میری ہدایات سن لو۔ سب سے پہلے کیرولے آؤ اور اس میک اپ میں میری تصویریں بنادو اور ان تصویروں کے مطابق فوری طور پر کاغذات تیار کرو۔ کاغذات ہر لحاظ سے اصل اور مکمل ہونے

ہوئی اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اس کے ہجرے پر مسرت کے تاثرات تھے کیونکہ پاکیشیا جیسے ملک کی چیف بن جانا ایک بہت بڑا اعزاز تھا اور اب اسے سفارت خانے میں مزید ملازمت کرنے کی بھی ضرورت نہ تھی۔ اسے معلوم تھا کہ تنظیم کی طرف اسے سفارت خانے کو خود ہی مطلع کر دیا جائے گا اور سفارت خانہ اس کی گریٹ لینڈ واپسی کے تمام دستاویزی شواہد مکمل کر لے گا اور دستاویزی شواہد کے مطابق فلاور گریٹ لینڈ واپس جا چکی ہوگی۔ سچاچہ اب سب سے پہلا مسئلہ اس کا میک اپ تھا تاکہ چیف کی حیثیت سے وہ معاملات کو مستقل طور پر اپنے ہاتھوں میں لے سکے۔ وہ تیزی سے ایک سائیز دروازے کی طرف بڑھ گئی دروازے کی دوسری طرف ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں انتہائی جدید ساخت کے اسلحے کے ساتھ ساتھ میک اپ کے انتہائی قیمتی اور خصوصی سامان کا سٹاک بھی موجود تھا۔ فلاور نے میک اپ کی باقاعدہ اعلیٰ پیمانے پر تربیت حاصل کی ہوئی تھی اور اسے اس سلسلے میں سنئے تجربات کرنے کا بھی شوق تھا۔ سچاچہ اس نے سامان الماری سے نکالا اور ایک ڈرائنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھ گئی۔ اس کے ہاتھ تیزی سے لپٹے ہجرے پر پڑنے لگے۔ تقریباً ایک گھنٹے کے بعد نہ صرف اس کے ہجرے کے خود خال مکمل طور پر تبدیل ہو چکے تھے بلکہ بالوں کا رنگ اور ان کا سٹائل بھی تبدیل ہو چکا تھا۔ اچھی طرح چیکنگ کے بعد فلاور نے آئینے میں اپنے ہجرے کو بنو دیکھا۔ اب وہ پہلے سے کہیں زیادہ خوبصورت اور جوان نظر آ رہی تھی۔ یہ ایسا میک اپ تھا جو کسی

..... کرس نے جواب دیا اور فلاح کے چہرے پر مسکراہٹ ترے لگ گئی۔

”ہینو کتنی بار تمہیں کہا ہے کہ اس قسم کے تحفہ میں مت پڑا کرو۔“..... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

یہ عزت و احترام صرف بس اسنے تک ہی محدود ہے۔ جب تک پر رگوں تکھیے وقت شاید عزت و احترام کہیں منہ چپا کر بھاگ جاتا ہے..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زرد بے اختیار ہنس پڑا۔

کام کو کیا جواب دوں۔ بولو کیا جواب دوں۔ کیا کہوں صدر مملکت ہے..... سر سلطان کی ذہنی حالت واقعی بے حد ابتر محسوس ہو رہی تھی۔

ایسا ممکن ہی نہیں ہے جو یا کسی صورت بھی ایسا نہیں کر سکتی یہ سب کچھ کسی گہری سازش کے تحت ہوا ہے۔ آپ پلے ذرا ٹھنڈے دماغ سے مجھے تفصیلات بتائیے..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

ابھی دس منٹ پہلے مجھے اطلاع ملی کہ وزارت دفاع کے سیکرٹری میں بے پناہ قتل و غارت ہوئی ہے۔ ایڈیشنل سیکرٹری بھی ہلاک ہو گئے ہیں سہتاخچہ میں فوری طور پر وہاں پہنچا اور وہاں جا کر میں نے جو کچھ دیکھا وہ وہی ہے جو میں نے جہیں بتایا ہے۔ سیکرٹری کے جناجے والے آدمیوں کی شہادت کے مطابق جو یا ایڈیشنل سیکرٹری کے آفس پہنچی۔ اس نے پی اے سے یہی کہا کہ وہ فوری طور پر ایڈیشنل سیکرٹری سے ملنا چاہتی ہے۔ سیکرٹری کے سلسلے میں ایک انکوائری کے لئے ان سے بات کرتی ہے۔ پی اے نے ایڈیشنل سیکرٹری صاحب سے بات کی۔ انہوں نے اجازت دے دی اور جو یا ایڈیشنل سیکرٹری کے کمرے میں داخل ہو گئی۔ ایڈیشنل سیکرٹری صاحب نے پی اے کو کہہ دیا کہ وہ جب تک خود ہدایت نہ دیں انہیں ڈسٹرب نہ کیا جائے۔ تقریباً بیس منٹ بعد جو یا واپس چلی گئی۔ اس کے بعد جب پی اے ایڈیشنل سیکرٹری کے کمرے میں گیا تو وہ فرش پر

کے لہجے کو مد نظر رکھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
 "یہ جہادی سیکرٹ سروس کو کیا ہو گیا ہے۔ کیا اب پاکیشیا سیکرٹ سروس نے پاکیشیا کے مفادات کے خلاف کام کرنا شروع کر دیا ہے۔ کیا اب مجھے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کوئی ایکشن لینا پڑے گا..... سر سلطان نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔
 "کیا ہو آپ اتنے غصے میں کیوں ہیں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے اب کیا غلطی ہو گئی ہے جناب..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ٹرپل ایکس فائل وزارت دفاع کے ریکارڈ روم سے دوبارہ اڑا لی گئی ہے اور اس بار وہاں بے پناہ قتل و غارت کی گئی ہے۔ ایڈیشنل سیکرٹری، اس کے محلے کے چار افراد، ریکارڈ روم کے نگران سب کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ ریکارڈ روم کے تمام حفاظتی انتظامات تہس نہس کر دیئے گئے ہیں اور فائل اڑا لی گئی ہے اور یہ سارا کام جو یا نے کیا ہے..... دوسری طرف سے سر سلطان کی چھتھی ہوئی آواز سنائی دی اور عمران تو عمران سانسے بیٹھا ہوا بلیک زیرو بھی یہ سب کچھ سن کر بے اختیار کرسی سے اچھل پڑا۔

"یہ۔ یہ۔ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے..... عمران نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔
 "کیوں ممکن نہیں ہے جب پاکیشیا سیکرٹ سروس خود ملک کے خلاف کام شروع کر دے تو یہ کچھ ناممکن ہے۔ اب بتاؤ میں آج

”ٹھیک ہے آپ وہیں رہیں میں بلیک زبرد کو آپ کے پاس بھیج رہا ہوں وہ آپ سے فلم لے آئے گا۔ پھر میں دیکھتا ہوں کہ یہ سب کچھ کیا اور کیسے ہو رہا ہے۔“..... عمران نے جواب دیا اور دوسری طرف سے بات سننے بغیر اس نے رسیوڈ کریڈل پر بیچ دیا۔ اس کے بچہ سے پر اب شدید غصے اور تباہی کے تاثرات ابھرتے تھے۔

”اس کا مطلب ہے کہ جو ایا کے ذہن کو دوبارہ استعمال کر لیا گیا ہے۔“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”نہیں اب ایسا ہونا ممکن نہیں ہے کیونکہ میں نے جولیا کی لاعلمی میں اس کے تحت الشور سے ڈاکٹر وائسن کے دیتے ہوئے سارے تجن واش کر دیئے تھے اور اس کے تحت الشور کو وباؤ اور جبر کے مقابلے میں بلیک ہو جانے کی تجن دے دی تھی اس لئے اب جولیا کو اس انداز میں استعمال نہیں کیا جاسکتا۔“..... عمران نے کہا۔

”تو پھر کیا جولیا کے میک اپ میں وہاں جرموں نے یہ کارروائی کی ہے۔“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”جو کبیرہ میں نے وہاں نصب کرایا تھا وہ انتہائی جدید ترین کبیرہ ہے وہ ہر قسم کے میک اپ کو کراس کر لیتا ہے۔ اس لئے اگر جولیا کی جگہ اس کے میک اپ میں کوئی اور عورت ہوتی تو فلم میں جولیا کی بجائے اس کا اصل چہرہ ہی نظر آتا جب کہ سر سلطان کے مطابق فلم میں جولیا موجود تھی اس لئے لامحالہ اصل جولیا وہاں گئی ہے۔“..... عمران نے جواب دیا۔

مردہ پڑے ہوئے تھے۔ ان کے سینے پر گولی ماری گئی تھی۔ وہ بدحواس ہو گیا اور جھٹکنے لگا جس پر سارا عملہ اکٹھا ہو گیا۔ ریکارڈ روم کی طرف جانے والا راستہ ان کے کمرے سے ہی جاتا ہے۔ وہ راستہ کھلا ہوا پایا گیا۔ جب اسے چیک کیا گیا تو وہاں کا عملہ بھی ہلاک ہو چکا تھا۔ ریکارڈ روم کے تمام حفاظتی انتظامات جبراً ختم کر دیئے گئے تھے۔ ریکارڈ روم سے ٹرپل ایکس فائل غائب تھی۔ صرف وہی فائل۔ باقی ریکارڈ روم محفوظ تھا۔ اس کے بعد مجھے اطلاع دی گئی اور میں نے جہاں سے نصب کرائے ہوئے خفیہ کمرے کی فلم چیک کرنے کا حکم دے دیا۔ جب وہ فلم تیار ہو کر آئی اور میں نے اسے دیکھا تو ساری بات سامنے آگئی۔ یہ سارا کام اکیلی جولیا نے کیا ہے۔ میں نے صور مملکت سے بات کی۔ صور مملکت کو پہلے رپورٹ مل چکی تھی۔ انہوں نے اس پر انتہائی حیرت کا اظہار کیا کہ اب سیکرٹ سروس کے ارکان خود اپنے ملک کے خلاف کام کرنے لگے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ جناب ایکسٹو کو کہا جائے کہ ملک زیادہ دیر تک ایسی کارروائیوں کا متحمل نہ ہو سکے گا۔“..... سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”وہ فلم کہاں ہے۔“..... عمران نے ہونٹ جباتے ہوئے پوچھا۔

”میرے پاس موجود ہے میں نے اسے اپنی تحویل میں لے لیا تھا۔“..... سر سلطان نے جواب دیا۔

”آپ کہاں سے بول رہے ہیں۔“..... عمران نے پوچھا۔

”اپنے دفتر سے۔“..... سر سلطان نے جواب دیا۔

لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے..... بلکہ زرد نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں ممکن تو نہیں ہے لیکن بہر حال تم جا کر سر سلطان سے قسم لے آؤ۔ میں اس دوران جو یا سے بات کرتا ہوں..... عمران نے کہا اور بلکہ زرد سر ہلاتا ہوا اٹھا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور اٹھایا اور منبر داخل کرنے شروع کر دیے۔

”جو یا بول رہی ہوں..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جو یا کی آواز سنائی دی۔

”ایکسٹو..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”ییس سر..... دوسری طرف سے جو یا کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”تم وزارت دفاع کے کیکر نہرت گئی تھیں..... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”ییس سر..... جو یا نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کب گئی تھیں..... عمران نے پوچھا۔

”ایک گھنٹہ پہلے بتاب۔ کیوں کیا پھر کوئی مسئلہ بن گیا ہے۔“

دوسری طرف سے جو یا کی حیرت بھری آواز سنائی دی اور عمران نے بے اختیار ہونٹ بھیجنے لے۔

”کس مقصد کے لئے گئی تھیں..... عمران نے سرد لہجے میں

پوچھا۔

”ٹرل ایکس فائل حاصل کرنے کے لئے۔“ جو یا نے اسی طرح اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”فائل کہاں ہے..... عمران نے پوچھا۔

”آپ تک نہیں پہنچی۔ میں نے تو آپ کے حکم کے مطابق عمران کو

دے دی تھی..... جو یا نے جواب دیا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”پوری تفصیل بتاؤ کیسے فائل حاصل کی تھی تم نے وہاں سے..... عمران نے پوچھا۔

”میں عمران کے ساتھ وہاں گئی۔ ہدایت کے مطابق عمران نیچے

پارکنگ میں موجود رہا۔ میں ایڈیشنل سیکرٹری کے پاس گئی۔ میں اس

کے پی اے کی مدد سے ایڈیشنل سیکرٹری کے کمرے میں پہنچ گئی۔ میں

نے اس سے فائل مانگی اس نے انکار کر دیا۔ میں نے اسے سائیلنسر لگے

ریو لور سے ہٹا کر دیا۔ اس کے بعد میں نے راست کھولا اور ریکارڈ

روم پہنچ گئی۔ وہاں کے عملے کو ختم کیا۔ عمران کے ذریعے آپ نے جو

پہنچا بھیجے تھے۔ ان کی مدد سے تمام حفاظتی انتظامات ختم کیے اور فائل

لے کر میں واپس آگئی اسلحہ اور فائل عمران کے حوالے کی اور اس کے

بعد عمران نے مجھے میرے فلیٹ پر چھوڑ دیا..... جو یا نے جواب دیا۔

”کیا عمران کی بات کی تصدیق تم نے مجھ سے براہ راست کی

تھی..... عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

”نہیں اس کی کیا ضرورت تھی۔ عمران جیسا شخص جھوٹ تو نہیں

بول سکتا لیکن ہوا کیا ہے سر۔ کیا پھر کوئی گڑبڑ ہو گئی ہے۔۔۔۔۔ تو یہ نے اٹھے ہوئے لیجے میں کہا۔

ابھی کچھ نہیں کہا جاسکتا بہر حال میرے دوسرے حکم تک تر فلیٹ پر ہی رہو گی۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور رسید کر بیڈل پر بیچ دیا۔ اب بات اس کی سمجھ میں آچکی تھی۔ عمران نے چونکہ اس کے تحت الشور کو کنٹرول کر کے اسے پیش دی تھیں تاکہ کوئی دوسرا شخص جو یا کے ذہن کو کسی طرح بھی کنٹرول نہ کر سکے تو مجرموں نے کسی طرح اس بات کا پتہ چلایا اور نتیجہ یہ کہ ان کے کسی آدمی نے عمران کی آواز کو استعمال کر کے جو یا کے ذہن کو کنٹرول کر لیا۔ جو یا کا تحت الشور چونکہ صرف عمران کی آواز کو ہی کنٹرولنگ اتھارٹی سمجھ سکتا تھا اس لئے عمران کی آواز جس طریقے سے بھی بنائی گئی بہر حال جو یا کے ذہن کو کنٹرول کر کے فائل ایک بار پھر حاصل کر لی گئی لیکن عمران کو یہ بات سمجھ نہ آ رہی تھی کہ آخر ہر بار جو یا کو ہی کیوں اس معاملے میں استعمال کیا جاتا ہے۔ جو کچھ جو یا نے وہاں کیا ہے یہ سب کچھ کوئی بھی کر سکتا تھا۔ اس کے لئے خاص طور پر جو یا کو ہی کیوں استعمال کیا جاتا ہے اور یہی بات کسی طرح بھی اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔ اس بار اسے یقین تھا کہ فائل فوراً کسی نہ کسی طریقے سے ملک سے باہر بھیج دی گئی ہو گی اس لئے اب فوراً فائل کے پیچھے بھاگنے کی ضرورت نہ تھی ابھی عمران اس سوچ بچار میں مصروف تھا کہ اندرونی دروازہ کھلا اور بلیک زرد اندر داخل ہوا۔ بلیک زرد وائٹ مزل سے جانے اور آنے

کے لئے ایک علیحدہ خفیہ راستہ استعمال کیا کرتا تھا چنانچہ وہ اسی راستے سے باہر گیا تھا اور اب اسی راستے سے واپس آیا تھا۔ فلم لے آئے ہو۔ عمران نے پوچھا۔

جی ہاں سر سلطان بے حد پریشان ہیں۔ وہ بار بار کہہ رہے ہیں کہ اب معاملات بے حد نازک ہو چکے ہیں۔۔۔۔۔ بلیک زرد نے فلم کا رول جیب سے نکال کر عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

آؤ میرے ساتھ بیٹلے یہ فلم دیکھ لیں۔۔۔۔۔ عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور بلیک زرد نے ہونٹ ہنچھنے لے۔ شاید وہ بھی سمجھ گیا تھا کہ عمران اس کی بات کا کیا جواب دے۔ وہ خود ذہنی طور پر بے حد گھما ہوا تھا۔ لیبارٹری میں پہنچ کر عمران ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور اس نے فلم رول بلیک زرد کی طرف بڑھا دیا۔ بلیک زرد نے فلم کو ایک بڑی سی مشین میں ایڈجسٹ کیا اور پھر لاشیں بند کر کے اس نے مشین آن کر دی۔ سکرین پر ایک کرے کا منظر ابھرا یا جہاں چار افراد مزدوروں کے پیچھے بیٹھے وفتی کام میں مصروف تھے۔ عمران انہیں پہچانتا تھا۔ ان میں ایک سپرنٹنڈنٹ تھا اور باقی اس کے اسسٹنٹ تھے۔ کافی دور تک یہی منظر نظر آتا رہا۔ پھر اچانک سڑیوں سے جو یا اترتی ہوئی دکھائی دی۔ اس کے ہاتھ میں ایک سائیکلسرنگ جدید طرز کا ریوالور تھا۔ آفس سپرنٹنڈنٹ اور اس کے ساتھیوں نے چونکہ گر جو یا کی طرف دیکھا ہی تھا کہ جو یا نے ریوالور سیدھا کیا اور اس کے ساتھ ہی ریوالور کی نال سے شیلے نکلنے نظر

ہاتل کو کھول کر دیکھا اور پھر اسے تہہ کے کے جیکٹ کی اندرونی طرف لٹک کر میز پر ڈال دیا۔ سائینسٹنگا اپنا رولور اٹھا کر وہ تیزی سے سیریسوں کی طرف بڑھ گئی اور چند لمحوں بعد منظر سے آؤٹ ہو گئی۔

اسے ریواسنڈ کر کے دوبارہ جلاؤ۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو بلیک نرید نے اسنڈ کر اس کی ہدایات پر عمل کرنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد ایک بار پھر وہی مناظر سکرین پر نظر آنے لگ گئے اور جیسے ہی جو یا فوکس میں آئی۔

جولیا کے چہرے کا کلوڑاپ سکرین پر لاؤ اور منظر کو سادگی کر دوں۔۔۔ عمران نے کہا اور بلیک زبرو نے ہاتھ جڑا کر ہٹن دبانے شروع کر دیئے۔ سکرین پر منظر دک گیا اور اس کے ساتھ ہی جولیا کا چہرہ بڑا ہوتے ہوئے تقریباً سکرین پر پھیل گیا۔

اب اسے فی ایکس سے چیک کر دیا۔ عمران نے کہا تو بلیک فوڈ کے ہاتھ تیزی سے مشین کے مختلف بین دبانے میں مصروف ہو گئے۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران جو نیا کے جہرے پر میک اپ چیک کرنا چاہتا ہے لیکن فی ایکس آن ہونے کے باوجود مسکین پر جو نیا کے جہرے پر کوئی تبدیلی نظر نہ آئی تو عمران کے ہونٹ بھیج گئے۔ اس کا مطلب تھا کہ یہ اصل جہرہ ہے میک اپ میں نہیں ہے۔

عمران صاحب آپ کو کوئی شک پڑا تھا یا آپ نے روئین میں اسے چیک کیا ہے؟ بلیک زیرو نے کہا۔

نہیں ایک واضح شک موجود ہے۔ جو دنیا کی لاشعوری عادت ہے

آنے اور وہ چاروں ہی کرسیوں سے گرے اور فرش پر تڑپنے لگے۔ بہت لمحوں بعد ہی وہ چاروں ساکت ہو گئے۔ جو یا نے بڑے مطمئن سے انداز میں ریوالمو کو میز پر رکھا اور جیب سے ایک جھونکا سا پسل نکال لیا جو نیلے رنگ کا تھا۔ اس کے بعد اس نے اس پسل کا رخ اس دیوار پر کی طرف کیا جس میں ریکارڈ روم کا خفیہ دروازہ تھا۔ دوسرے لمحے پسل کی نال سے نیلے رنگ کی شعاع نکلی اور پھر جیسے پوری دیوار پر نیلے رنگ کی شعاع پھینتی چلی گئی۔ بہت لمحوں تک پستول سے شعاع نکل کر دیوار پر پڑتی رہی پھر جو یا نے ہاتھ بنایا اور پسل واپس جیب میں ڈال لیا۔ دیوار ان شعاعوں سے مکمل طور پر بلاست ہو کر کچھ بچی تھی اور ریکارڈ روم کا انتہائی مضبوط فولادی دروازہ صاف نظر آنے لگ گیا تھا۔ جو یا نے جینٹ کی دوسری جیب سے ایک اور سیاہ رنگ کا پسل نکالا اور اس کا رخ اس دروازے کی طرف کر کے اس نے زنگیر دیا۔ اس پسل سے سرخ رنگ کی شعاع نکلی اور پھر یہ شعاع جیسے ہی دروازے سے نکلانی انتہائی مضبوط فولادی دروازہ چیلے تیز سرخ رنگ کا ہوا پھر نچھٹ پگھل کر اس طرح نیچے پھنے لگا جیسے فولاد پگھل کر ہوتا ہے۔ جو یا نے یہ پسل بھی واپس جیب میں رکھا اور تیزی سے اچھل کر زمین پر پھنے والی فولاد کو چھلانگ لگا کر مار کرتے ہوئے ریکارڈ روم میں داخل ہو گئی۔ اب وہ کمرے کے دو کوسے سے آؤٹ ہو چکی تھی۔ عمران ہوٹل صحیفے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ کچھ دیر بعد جو یا واپس آتی و کمائی دی اس کے ہاتھ میں وہی نرمل ایکس فائل تھی۔ باہر آکر اس نے ایک فخر

بلیک زیر و اشبات میں سر ملاتا ہوا اٹھا۔ اس نے ایک لائٹ جلائی اور ایک طرف دیوار میں نصب الماری کی طرف بڑھ گیا۔ الماری کھول کر اس نے اس میں سے ایک مستطیل شکل کی مشین نکالی اور اسے لا کر اس نے پہلے والی مشین کے ساتھ مزید رک اور اسے پہلے والی مشین سے ایچ کرنے میں مصروف ہو گیا۔ کچھ دیر بعد اس نے لائٹ آف کر دی اور پھر جیسے ہی اس نے الماری سے نکالی ہوئی مشین کا بین آن کیا سکرین پر جھماکے سے ہونے لگے جہد لمحوں تک مسلسل جھماکے ہوتے رہے پھر یقیناً منظر ساکت ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی عمران اور بلیک زیر و بے اختیار اچھل پڑے کیونکہ اب سکرین پر جو کیا کی بجائے کسی دوسری عورت کا چہرہ صاف نظر آ رہا تھا تو میت کے لحاظ سے یہ عورت گرےٹ لینڈ کی لگتی تھی۔

"کمال ہے۔ اس قدر ماہر انڈ میک اپ" بلیک زیر و کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"ہاں واقعی جس کسی نے بھی اس عورت پر میک اپ کیا ہے وہ اس فن میں مہارت کا درجہ رکھتا ہے۔" عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"جو کیا سے آپ کی بات ہوئی ہے اس نے یقیناً انکار کیا ہوگا۔" بلیک زیر و نے کہا۔

"نہیں اس نے کہا ہے کہ وہ وزارت و دفاع کے سیکرٹریٹ گئی ہے اور وہاں جا کر یہ ساری کارروائی کر کے فائل لے آئی ہے۔ اس نے مجھ

کہ وہ جب بھی کوئی چیز کسی جگہ سے اٹھاتی ہے تو پہلے اسے بائیں ہاتھ سے اٹھاتی ہے پھر اسے دائیں ہاتھ میں منتقل کر دیتی ہے لیکن فلم میں جو کیا نے واپس جاتے ہوئے میز پر یا زیر و اور براہ راست دائیں ہاتھ سے ہی اٹھالیا تھا لکن اس کے دونوں ہاتھ خالی تھے۔ اس کے علاوہ میرا خیال ہے کہ جسمانی طور پر بھی اس عورت اور جو کیا میں فرق ہے۔ اس عورت کی ٹانگیں اس کے اوپر والے جسم سے زیادہ لمبی ہیں جب کہ جو کیا کے ساتھ ایسا نہیں ہے۔ اس کے علاوہ مجھے شک پڑتا ہے کہ یہ عورت جو کیا کی نسبت کافی دلی ہے لیکن اس نے اپنے جسم پر پیڈنگ کر کے اپنے آپ کو جو کیا بنایا ہے لیکن اگر میری یہ باتیں درست ہیں تو پھر فی ایکس کو اس کا اصل چہرہ سامنے لانا پہلے تھا..... عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ کی باتیں درست ہیں تو پھر یہ عورت یقیناً میک اپ کی ماہر ہے ورنہ عام عورتیں اس قدر ماہر انڈاز میں اپنے جسم کی ساخت کو تبدیل نہیں کر سکتیں وہ زیادہ سے زیادہ ہتھیرے پر میک اپ کر سکتی ہے۔ بالوں کو ایڈجسٹ کر سکتی ہیں..... بلیک زیر و نے جواب دیا۔

"جہاڑی بات درست ہے اس لئے اب ضروری ہے کہ اسے صرف فی ایکس کی بجائے ایس ایس ایکس سے چیک کیا جائے۔ تاکہ اگر کوئی ایسا سپیشل میک اپ ہے جسے فی ایکس بھی چیک نہیں کر سکتی تو لامحالہ ایس ایس ایکس اسے چیک کر لے گی۔" عمران نے کہا اور

بات کرے گا میں نے اسے تفصیلی ہدایات دے دی ہیں۔ تم نے اس سے مکمل تعاون کرنا ہے۔ عمران نے مخصوص کچے میں کہا۔
 فائل غائب ہو گئی ہے لیکن کس طرح عمران کے پاس ہی تو فائل تھی..... جو ایسا کی انتہائی حریت بھری آواز سنائی دی۔

”نہیں عمران نہ ہی جہاد سے پاس آیا ہے اور نہ ہی اس نے اس کارروائی میں حصہ لیا ہے۔“ جہیں ایک بار پھر استعمال کیا گیا ہے۔ عمران نے سر ہلچے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی ذرا بعد بلیک زبرد پریشن روم میں آیا تو اس کے ہاتھ میں سکرین پر میک اپ کے بغیر نظر آنے والے ہجرے کی کئی تصویریں بھی تھیں۔ اس نے تصویریں عمران کے سامنے دکھ دیں۔

”ان میں سے ایک تصویر تم گریٹ لینڈ کے فائنل اینجینس کو سپیشل گراؤنڈ لائن کے ذریعے بھجوا دو اور انہیں کہہ دو کہ وہ اس بارے میں جس قدر معلومات حاصل ہو سکیں فوری طور پر حاصل کر کے جہیں بھیجیں اور باقی تصویر آؤٹ باکس میں ڈال دو اور سوائے تو کیا کے باقی سب سبزو کو کال کر کے کہہ دو کہ وہ آؤٹ باکس سے یہ تصویریں لے کر ملک سے باہر نکلنے والے ہر راستے اور شہر میں چیکنگ کریں اور یہ عورت انہیں جہاں بھی نظر آئے اسے ہر صورت میں زندہ اغوا کر کے دانش منزلی پہنچا دیں اور اگر اس کے ساتھ کوئی اور آدمی بھی ہو تو اسے بھی اغوا کرنا ضروری ہے۔“ عمران نے ایک تصویر اٹھا کر جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

پرسار ابوجہ ڈال دیا ہے کہ میں نے اسے ایکسٹو کا حکم پہنچایا۔ اسے نیلے اور سیاہ پسٹلز دیئے۔ پھر میں اسے ساتھ لے گیا۔ میں نیچے پارکنگ میں رہا جب کہ اس نے جا کر اوپر ساری کارروائی کی۔ پھر اس نے فائنل اور پسٹلز میرے حوالے کر دیئے اور میں اسے اس کے فلیٹ پر چھوڑ کر چلا گیا۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے عمران صاحب۔ یہ عورت تو جو ایسا نہیں بہ پھر جو ایسا کیسے کہہ سکتی ہے کہ وہ وہاں گئی ہے۔“ بلیک زبرد نے انتہائی حریت بھرے لہجے میں کہا۔

”اب یہ کوئی عجیب بات نہیں رہی۔ تم ایسا کرو کہ اس عورت کے اصل ہجرے کا فوٹو بناؤ اور پھر اس کی بہت سی کاپیاں تیار کر کے آپریشن روم میں آجاء۔ پھر وہاں تفصیل سے بتائیں ہوں گی۔“ عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کر لیبارٹری کے بیرونی دروازے کی طرف بھاگ گیا۔ آپریشن روم میں پہنچ کر اس نے رسیور اٹھایا اور مزید ہی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”جو ایسا بول رہی ہوں..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جو ایسا کی آواز سنائی دی۔“

”ایکسٹو“ عمران نے کہا۔

”یس سہ“ جو ایسا کا لہجہ مودبانہ ہو گیا۔

”میں عمران کو جہاد سے پاس بھیج رہا ہوں۔ ٹرپل ایکس فائل ایک بار پھر غائب ہو چکی ہے اس لئے عمران اس بارے میں تم سے

ساری جین وے دی گئیں اور جو لیا نے بھی سمجھ لیا کہ اس نے یہ ساری بوروائی اس طرح کی ہے جس طرح وہ کہہ رہی ہے۔ بہر حال جہاری اس بات سے میرے ذہن میں ایک اور خیال آیا ہے کہ میں جو لیا کو ساتھ لے کر پناؤم کے فن کے ماہر پروفیسر فضل حسین سے ملوں۔ اس سے ہو سکتا ہے کوئی نئی بات سامنے آجائے۔ تم بہر حال اس عورت کو تلاش کراؤ۔ اب اس کی فوری دستیابی انتہائی ضروری ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے بارے میں گریٹ لینڈ سے معلومات بھی حاصل کراؤ۔ ہو سکتا ہے کوئی خاص بات سامنے آجائے۔ عمران نے کہا اور تیزی سے مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

لیکن عمران صاحب ضروری تو نہیں کہ یہ عورت اصل شکل میں ہو۔ اس نے کوئی دوسرا میک اپ کر لیا ہو..... بلیک زبرد نے کہا۔ بالکل ہو سکتا ہے لیکن قد و قامت اور جسمات کے لحاظ سے کسی پر شک پڑنے سے اسے چیک تو کیا جاسکتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ اصل شکل میں ہی ہو کیونکہ اسے تو علم نہیں ہے کہ خفیہ کیمبرے نے اس کی فلم بنائی ہے اور میں نے خصوصی آلات سے اس کا اصل چہرہ نہ صرف دیکھ لیا ہے بلکہ اس کا فوٹو بھی بنایا ہے۔ وہ تو اپنے پلان کے مطابق یہی سمجھ رہی ہو گی کہ تمام معاملہ جو لیا پر ہی پڑے گا۔ عمران نے کہا تو بلیک زبرد نے اثبات میں سر ہلادیا۔

آپ کہاں جا رہے ہیں۔ بلیک زبرد نے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

میں جو لیا سے انٹرویو کروں۔ ہو سکتا ہے کوئی ایسی بات سامنے جائے جس سے اس عورت کے بارے میں مزید معلومات حاصل ہو سکیں..... عمران نے کہا۔

لیکن یہ عورت تو جو لیا کے سامنے آئی ہو گی۔ اس کے سامنے تو وہ شخص آیا ہو گا جو آپ کے میک اپ میں ہو گا..... بلیک زبرد نے کہا تو عمران مسکرا دیا۔

ضروری نہیں کہ کوئی آدمی میرے میک اپ میں جو لیا کے سامنے آیا ہو۔ صرف میری آواز کو بھی استعمال کیا جاسکتا ہے اور یہ آواز فون پر بھی استعمال ہو سکتی ہے۔ اس طرح جو لیا کے تحت اشہور میں :

میں..... فلاور نے سیور اٹھاتے ہوئے کہا۔
 محمود خان سے بات کریں میڈم..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
 ہیلو فلاور بول رہی ہوں..... فلاور نے تیز لہجے میں کہا۔
 میں میڈم..... دوسری طرف سے محمود خان کی مودبانہ آواز
 سنائی دی۔

فوراً میرے پاس پہنچ جاؤ کام ہو گیا ہے۔ اب مزید بات چیت
 کرنی ہے..... فلاور نے تیز لہجے میں کہا۔

میں میڈم..... دوسری طرف سے اسی طرح مختصر سا جواب دیا
 گیا اور فلاور نے کرڈیل دبا کر چھوڑ دیا۔

میں میڈم..... دوسری طرف سے اس کے سیکرٹری کی آواز
 سنائی دی۔

محمود خان آ رہا ہے اسے فوراً میرے کمرے میں پہنچا دینا..... فلاور
 نے کہا اور سیور دکھ دیا اور اٹھ کر کمرے کے ایک کونے میں شراب

بوتلوں سے بھرے ہوئے کرکیک کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے کرکیک
 کے شراب کی بوتل اٹھائی اور اسے لاکر میز پر رکھا اور دوبارہ جا کر اس

ٹے کرکیک کے نیچے حصے کو اس طرح کھولا جیسے فرنیچ کا دروازہ کھولا جاتا
 ہے۔ نیچے واقعی ایک آئس باکس موجود تھا جس میں دو گلاس اور برف

خود بھی۔ فلاور نے ایک گلاس اٹھایا برف کے جتد نکلے گلاس میں
 لے اور پھر خانہ بند کر کے دو گلاس اٹھائے واپس اپنی کرسی پر آکر بیٹھ

اس نے گلاس میز پر رکھا اور شراب کی بوتل کھول کر آدھے سے

فلاور کے چہرے پر بے پناہ مسرت کے تاثرات نمایاں تھے۔ ان
 کے ہاتھ میں ٹرپل ایکس فائل تھی اور وہ کرسی پر بیٹھی بار بار اس
 کھول کر دیکھتی اور پھر بند کر دیتی۔ پھر اس نے میز کی دراز کھولی اور
 فائل اس کے اندر رکھ کر دراز بند کر دی۔ پھر اس نے میز پر رکھے
 ہوئے فون کا سیور اٹھایا۔

میں میڈم..... دوسری طرف سے ایک مردانہ لیکن اجنبی
 مودبانہ آواز سنائی دی۔

محمود خان جہاں بھی ہو اس سے رابطہ کر کے مجھ سے بات
 کرو..... فلاور نے تیز لہجے میں کہا۔

میں میڈم..... دوسری طرف سے مودبانہ لہجے میں کہا گیا
 فلاور نے سیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بجی تو اس نے

بڑھا کر سیور اٹھایا۔

”بلیر ونسز اس کا نام ہے..... محمود خان نے جواب دیا تو فلاور نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”اوه اسی لئے میں بھی جہارے میک اپ کو نہ پہچان سکی میں بھی بلیر ونسز کی ہی شاگرد ہوں۔ وہ واقعی اس فن کا پوری دنیا میں سب سے بڑا ماہر ہے میں خود بھی میک اپ میں ہوں لیکن میرے آدمیوں نے اس میک اپ میں کہیں کیسے اندر آنے دیا۔“..... فلاور نے کہا۔

”میں نے کار آپ کے ہینڈ کو آرڈر کے پھانک پر روک کر ماسک اتار لیا تھا اور یہ ماسک سیکورٹی کلیرنس کے بعد میں نے پہنا۔ کیونکہ میں نے سنا ہوا ہے کہ آپ بھی میک اپ کے فن میں مہارت کا درجہ رکھتی ہیں میں یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ میں نے بھی اس فن میں کچھ سیکھا ہے یا نہیں۔“..... محمود خان نے مسکراتے ہوئے کہا تو فلاور بے اختیار ہنس پڑی۔

”تم چونکہ بلیر ونسز کے شاگرد ہو اس لئے تم بھی ماہر بن چکے ہو۔ بہر حال میں نے کہیں اس لئے بلایا ہے کہ جہارے ساتھ دسکس کیے ہوئے پلان کے مطابق میں ایک بار پھر فائل حاصل کر لینے میں کامیاب ہو گئی ہوں۔“..... فلاور نے مسکراتے ہوئے کہا تو محمود خان ہونک پڑا۔

”اتنی جلدی دہی غلا۔“..... محمود خان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں مشن کے دوران اس طرح برقی رفتار سے کام کرنے کی

زیادہ گلاس شراب سے بھر اور بوتل بند کر کے اس نے گلاس اٹھایا اور شراب کی چمکیاں لینی شروع کر دیں۔ تیز شراب کی وجہ سے اس کے ہاتھ کے رنگ تیز ہونا شروع ہو گیا۔ ابھی اس نے گلاس ختم ہی کیا تو کہہ کر وہ اواز سے پردے تک ہوئی۔

”میں کم ان۔“..... فلاور نے تیز لہجے میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلا اور ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر تھری میٹر سوٹ تھا۔ آنکھوں پر سیاہ چشمہ لگا ہوا تھا۔ فلاور اسے دیکھ کر بے اختیار اچھل کر کھڑی ہو گئی۔

”کون ہو تم۔“..... فلاور نے بجلی کی سی تیزی سے جیکٹے پر زور دے کر پوچھا۔

”میں محمود خان ہوں میڈم۔“..... اس آدمی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے گردن کے کنارے پر چٹکنی بھری اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ سے براہِ سر سے ماسک اتارنا چلا گیا اب وہ واقعی محمود خان تھا۔

”اوه تو تم ماسک میک اپ میں تجھے گڈ۔ اچھا میک اپ تھا۔ کہنے لگا۔“..... فلاور نے مسکراتے ہوئے کہا اور دوبارہ کرسی پر بیٹھ گئی۔

”میں نے گریٹ لینڈ کے ایک اہتائی ماہر سے یہ فن دو سال سیکھا ہے۔“..... محمود خان نے میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کونہ بیٹھتے ہوئے کہا۔

”کس کی بات کر رہے ہو۔“..... فلاور نے چونک کر پوچھا۔

عادی ہوں۔ تم نے مجھے دو مہیں دی تھیں۔ ایک جو لیا گیا۔ دوسرے ماہر ترین پینالٹ فضل حسین کی۔ میں نے ان دونوں نہیں کو بنایا۔ بنا کر پلاننگ کی اور کامیاب ہو گئی۔..... فلاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ فضل حسین سے ملی تھیں۔ اس نے تعاون کیا تھا۔“ محمد خان نے کہا۔

”پہلے تو اس نے یکسر انکار کر دیا لیکن جب میں نے جہاد اگاد ڈیو تو وہ فوراً کام پر آمادہ ہو گیا اور حقیقت یہی ہے کہ اس کی وجہ سے کام آسان ہو گیا ورنہ شاید وہاں سے فائل نکالنا بے حد مشکل ثابت ہوتا۔“ فلاور نے جواب دیا۔

”کیا آپ مجھے تفصیل بتانا پسند کریں گی۔“ محمود خان نے کہا۔
 ”ہاں کیوں نہیں۔ مجھے تم پر غصہ ضرور تھا کہ تم نے اس فائل کے پیچھے سری ہلاکت کا بھی پروگرام بنایا تھا لیکن جہادی معذرت اور وضاحت کے بعد کہ تم نے یہ سب کچھ انتہائی نیک نیتی سے کیا تھا۔ میں نے انہیں معاف کر دیا تھا۔ تم نے پہلی بار مشن مکمل کرنے کی جو تفصیل بتائی تھی وہ پلاننگ مجھے بے حد پسند آئی تھی۔“ فلاور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو کیا آپ نے دوبارہ وہی پلاننگ استعمال کی لیکن اس بار تو سیکرٹ سروس ہوشیار ہو گئی۔“ محمود خان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تو کیا تم مجھے احمق سمجھتے ہو۔“..... فلاور نے یکھٹ غصیلے لہجے میں کہا۔
 ”آئی ایم سوری میڈم میرا یہ مطلب نہ تھا۔“ محمود خان نے فوراً ہی معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں نے اس پلاننگ میں تبدیلی کر لی تھی لیکن میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ جو لیا کو ہی دوبارہ اس مشن میں استعمال کیا جائے۔ کیونکہ جو لیا بقول جہادے سیکرٹ سروس کی رکن ہے اس لئے جب فائل کی کنفرمیشن کا مسئلہ سامنے آئے گا تو ایک بار پھر جو یا سلسلے آجائے گی اور جو لیا کی وجہ سے پاکیشیا سیکرٹ سروس ذہنی طور پر بری طرح الجھ جائے گی اس طرح ہمیں فائل کو یہاں سے نکلنے کا کافی موقع مل جائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ مجھے رائف اور مارٹن کو ہلاک کرنے والے جس گروپ کے بارے میں تفصیلات ملی تھیں ان تفصیلات میں ان تینوں افراد کے چہروں کے بارے میں بھی تفصیلی کوائف شامل تھے اور ان کوائف کے مطابق ان میں جو لیا شامل تھی اور اس کے ساتھ دو مقامی افراد تھے جن میں سے ایک کا نام علی عمران تھا چونکہ علی عمران یہاں کا معروف آدمی ہے اس لئے اس کے بارے میں سب جانتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ وہ بھی سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے اور یہ بات اس وقت کنفرم ہو گئی جب فائل سیکرٹ سروس کے چیف نے وزارت دفاع کو واپس کی۔ جب کہ اسے جو لیا اور عمران نے اپنے ایک اور ساتھی کے ساتھ مل کر حاصل کیا تھا۔ میں نے پہلے تو وزارت دفاع کے

ایسے افراد کو انتہائی کثیر دولت دے کر خریداجو اس ریکارڈ روم کے حفاظتی اقدامات کے بارے میں جانتے تھے۔ ان سے میں نے تمام تفصیلات حاصل کر لیں۔ ان سائنسی حفاظتی اقدامات کا توڑ میرے پاس موجود تھا لیکن اصل مسئلہ وہاں پوری برق رفتاری اور کامیابی سے کام کرنے والے آدمی کے انتخاب کا تھا اور سیکورٹ سروس کے لوگ انتہائی تربیت یافتہ ہوتے ہیں، دوسری وجہ تھی جو لیا کے انتخاب کی۔ اب مسئلہ یہ تھا کہ جو لیا کو چونکہ پہلے استعمال کیا گیا تھا اس لئے اب وہ اور پاکیشیا سیکورٹ سروس کے ارکان پوری طرح محتاط ہوں گے۔ اس لئے میں نے فضل حسین سے ملاقات کی۔ جہاں سے کارڈ کی وجہ سے وہ جب کام کرنے پر آمادہ ہو گیا تو میں نے اسے پہلے مشن کے بارے میں تفصیلات بتائیں کہ کس طرح تم نے گریٹ لینڈ سے ڈاکٹر وائسن کو بلوا کر اس کی خصوصی مشین کے ذریعے جو لیا کے ذہن کو کنٹرول کر کے اس سے کام لیا تھا تو فضل حسین نے کہا کہ اگر یہ بات ہے تو وہ جو لیا کو ایک بار پھر آسانی سے استعمال کر سکتے ہیں۔ جو لیا کی رہائش اور فون نمبر تم نے مجھے بتا رکھا تھا۔ چنانچہ میں نے فون نمبر فضل حسین کو بتا دیا۔ انہوں نے جو لیا کو فون کیا اور فون پر ہی تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ جو لیا کو اپنے پاس بلانے میں کامیاب ہو گئے۔ جو لیا اپنے فلیٹ سے فضل حسین کی رہائش گاہ پر اکیلی لبر کسی کو کچھ بتائے پہنچ گئی جہاں فضل حسین نے اسے بے ہوش کر کے اس کے ذہن کو مکمل طور پر کنٹرول کرنے کی کوشش کی تو وہ یہ دیکھ کر خیران رہ گئے

کریسے ہی وہ جو لیا کے ذہن کو مکمل کنٹرول میں لینے کی کوشش کرتے ہو یا کہ ذہن ٹھیک ہو جاتا وہ اس پر بے حد حیران تھے۔ بہر حال انہوں نے بتایا کہ جو لیا کا یہ رد عمل بتاتا ہے کہ ڈاکٹر وائسن کے بعد کسی نے جو لیا کے تحت انشور کو کنٹرول میں لے کر اسے خصوصی مشین دی ہے لیکن وہ واقعی اس فن میں مہارت تامہ رکھتے تھے انہوں نے بڑے طریقے اپنائے اور تھوڑی سی جدوجہد کے بعد وہ یہ دریافت کرنے میں کامیاب ہو گئے کہ جو لیا کے ذہن پر مخصوص مشین کسی اعلیٰ گران نامی آدمی نے دی ہیں اور اس اعلیٰ عمران نامی سے جو لیا ذہنی طور پر بے حد مرعوب بھی ہے اور فضل حسین نے بتایا کہ جو لیا کسی صورت بھی اب اس مشن کے لئے استعمال نہ ہو سکے گی لیکن میں بعد ازاں کہہ کر جو لیا کو یہی اس مقصد کے لئے استعمال کرنا ہے۔ اس پر فضل حسین نے ایک نادر ترکیب بتائی جو مجھے بے حد پسند آئی۔ اس نے مجھے بتایا کہ میں چونکہ صرف یہ چاہتی ہوں کہ جب اس قابل کی کشدگی کا کام ہو تو سلسلے سے جو لیا ہو۔ اس لئے ایسا ہو سکتا ہے کہ جو لیا کے ذہن میں یہ بات بٹھا سکتے ہیں کہ عمران نے اسے حکم دیا کہ وہ جا کر فائل حاصل کرے اور جو لیا نے ہدایت کے مطابق جا کر مشن مکمل کر دیا۔ جو لیا کی جگہ جو لیا کے میک اپ میں کوئی اور جائے۔ البتہ جو لیا کو تسلیم کرے گی کہ مشن اس نے مکمل کیا ہے۔ اس پر مجھے فوراً پتہ چلا کہ جہاں اس طور پر میں جو لیا سے کافی حد تک مشابہت رکھتی ہوں البتہ تھوڑے بہت فرق کو میں ایڈجسٹ کر سکتی ہوں اور ایسا

میک اپ بھی کر سکتی ہوں کہ کسی کو معمولی سائٹک بھی نہ پڑے، کیا۔ کیا کہہ رہی ہیں آپ نے فضل حسین کو گولی مار دی اور چنانچہ میں نے خود جا کر فائل حاصل کرنے کی پلاننگ کر لی۔ میں۔

میک اپ اور جسمانی پیڈنگ کا سامان وہیں فضل حسین کی رہائش پر منگوایا۔ اس کے بعد میں نے اپنے جسم کو پیڈنگ کے ذریعے جو

صیبا شانیہ۔ باقی جیسے اور بالوں کو جو لیا صیبا شانیہ۔ رائے

وہ اس سارے راز سے واقف تھا اور اگر عمران یا پاکشیا سیکرٹ سروس اس تک پہنچ جاتی تو نتیجہ یہ کہ تم اور میں دونوں سسٹے آجاتے اس کے بعد یہ سیکرٹ سروس ہمیں پانال تک بھی نہ چھوڑتی اس لئے مجھے اسے ہلاک کرنا پڑا۔ اب اس کی زبان ہمیشہ کے لئے بند ہو گئی ہے اب جو یا خود تسلیم کرے گی کہ یہ مشن اس نے عمران کی مدد سے مکمل کیا ہے اور فضل حسین کسی کو یہ بتانے کے قابل ہی نہ رہے گا کہ اصل بات کیا ہے۔ اس لئے اب ہم دونوں ہر لحاظ سے محفوظ ہو چکے ہیں۔ اب حکومت جانے اور پاکشیا سیکرٹ سروس جانے۔ ہم پوری طرح محفوظ ہیں..... فلاڈر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

نصیحت ہے نہ آپ کا یہ اقدام ان حالات میں درست ہے۔ بہر حال
بہرے کے لیے کیا حکم ہے..... محمود خان نے ایک طویل سانس لیتے

اور فاعل لے کر وہاں سے صاف آگئی..... فطلاور نے مسکراتے ہوئے

”میری تجویز تو پہلے ہی ناکام ہو چکی ہے۔ حالانکہ میں نے محفوظ ترین راستہ اختیار کیا تھا۔ اس کے باوجود نبھانے یہ عمران کے ساتھ کس طرح رائف اور مارٹن تک پہنچ گئے اور فائل واپس لائے۔ اب تو یہی ہو سکتا ہے کہ آپ اسے سفارت خانے کے ذریعے باہر بھجوا دیں۔“ محمود خان نے کہا۔

”نہیں موجودہ حالات میں یہ طریقہ سیف نہیں رہا۔ اب قہر کی چیلنگ ہوگی۔“ فلادور نے کہا۔

”پھر اسے کسی سپیشل سروس کے ذریعے باہر بھجوا دیں۔“ خان نے کہا۔

”نہیں یہ رسک بھی نہیں لیا جاسکتا۔ البتہ میں نے سوچا ہے میں اسے خود لے کر باہر جاؤں لیکن ہوائی جہاز، ریلوے یا کسی جہاز کے ذریعے نہیں بلکہ بائی روڈ۔ کیا تم کوئی ایسا انتظام کر سکتے ہو کہ میں باقی روڈ پاکیشیا سے اس کے کسی بھی ہمسایہ ملک جاسکوں کسی چیلنگ کے۔“ فلادور نے کہا۔

”بالکل کر سکتا ہوں آپ حکم فرمائیں۔ کس ملک جانا؟“ محمود خان نے جواب دیا۔

”پہلے میرا خیال تھا کہ میں کافرستان جاؤں لیکن پھر میں نے یہ خیال جموڑ دیا ہے کیونکہ پہلے تم نے مارٹن کے ذریعے فائل کافرستان بھجوانے کی کوشش کی تھی اس لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس اب کافرستان جانے والے ہر راستے ہی بھرپور نگرانی کرے گی۔ میں

ایسے ملک جانا چاہتی ہوں جس کی طرف پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خیال تک نہ جاسکے۔“..... فلادور نے کہا۔

”پھر آپ شوگران چلی جائیں۔ شوگران کی طرف پاکیشیا سیکرٹ سروس کا دھیان ہی نہ جاسکے گا۔“ محمود خان نے کہا تو فلادور چونک چلا۔

”میں نے کہا ہے کہ میں بائی روڈ جانا چاہتی ہوں بائی ایر نہیں اور شوگران کے لئے لامحالہ ہوائی جہاز میں سفر کرنا ہوگا۔“..... فلادور نے منہ ہلاتے ہوئے کہا۔

”اوہ نہیں۔ پھر آپ کو علم ہی نہیں پاکیشیا سے شوگران بائی روڈ بھی سیاح جاتے رہتے ہیں۔ یہاں سے شمالی علاقے اور وہاں سے ایک نئی تعمیر کردہ شاہراہ پر سفر کرتے ہوئے آپ آسانی سے شوگران میں داخل ہو سکتی ہیں لیکن وہاں جانے کے لئے آپ کو مقامی بننا ہوگا۔ کسی غیر ملکی کو وہاں کسی صورت بھی داخل نہیں ہونے دیا جاتا۔ اور اگر کوئی خصوصی اجازت پر داخل بھی ہو جائے تو اس کی انتہائی سخت نگرانی کی جاتی ہے۔ البتہ آپ مقامی خاتون بن کر سیاحت کے لئے وہاں جاسکتی ہیں۔ وہاں فائل اپنے کسی بااعتماد آدمی کو دے دیں۔ جو اسے آسانی سے گرہٹ لینڈ لے جائے گا اور آپ واپس آجائیں۔ اس طرح کسی کو شک بھی نہ ہو سکے گا۔“..... محمود خان نے جواب دیا۔

”گٹھ۔ اگر ایسا ہے تو یہ واقعہ سب سے محفوظ راستہ ہے۔ لیکن کیا اس کے لئے تم کوئی خصوصی بندوبست کر سکتے ہو۔“..... فلادور نے

کہا۔

۔ راستے میں جینٹلنگ تو نہیں ہوگی..... فلاور نے پوچھا۔

۔ صرف اسلحہ اور منشیات چیک کی جاتی ہیں باقی کچھ نہیں اور ظاہر ہے اسلحہ اور منشیات آپ کے پاس یا آپ کے ساتھیوں کے پاس ہوگا ہی نہیں اس لئے فائل بہر حال محفوظ رہے گی..... محمود خان نے جواب دیا۔

۔ ٹھیک ہے تم فوری طور پر اس ٹرپ کا بندوبست کرو میں جلد از جلد یہ فائل یہاں سے نکال لے جانا چاہتی ہوں..... فلاور نے کہا۔
 ۔ البتہ آپ مقامی میک اپ کر کے اپنا نیا نام بھی رکھ لیں اور اپنا فون نمبر مجھے دے دیں تاکہ کاغذات فوری طور پر تیار ہو سکیں۔ محمود خان نے کہا۔

۔ ایسا کرو کہ ہیڈ کوارٹر کی کسی مقامی لڑکی کو منتخب کر لو جو میرے قد و قامت کی ہو۔ اس کے کاغذات ظاہر ہیں اصل ہی ہوں گے اس کا فون نمبر مجھے بمباراد میں اس کا میک اپ کر لوں گی لیکن ایک بات بتا دو کہ یہاں کی مقامی عورتوں کا لباس مجھ سے بہنہ جاسکے گا۔ اس کا کوئی حل تمہیں تلاش کرنا ہوگا..... فلاور نے کہا۔

۔ اس کی فکر نہ کریں اس کا بندوبست ہو جائے گا۔ ہیڈ کوارٹر میں ایک لڑکی رافیہ ہے وہ ہمیشہ مغربی لباس پہنتی ہے۔ میں اس کا فون نمبر آپ کو بمبارادوں گا۔ اس طرح آپ مغربی لباس ہی پہنیں گی..... محمود خان نے جواب دیا۔

۔ اوکے پھر فوری طور پر کام کرو..... فلاور نے جواب دیا اور محمود

بائلک کر سکتا ہوں۔ میں نے ایسے ہی کاموں کے لئے ایک ٹریول ایجنسی ٹاپ دے بنائی ہوئی ہے جو ٹریپس تیار کر اگر سیاحت کے لئے جاتی ہے۔ آپ جب بھی حکم کریں یہ ٹریپ تیار کیا جاسکتا ہے۔ اس ٹریپ میں تمام مرد اور عورتیں میرے خاص آدمی ہوں گے۔ تمام انتظامات فول پروف ہوں گے۔ آپ اطمینان سے وہاں پہنچ جائیں گی لیکن بہر حال آپ کو واپس آنا ہوگا..... محمود خان نے جواب دیا۔

۔ ہاں میں واپس آ جاؤں گی۔ میں اب یہاں کی مستقل چیف بور مجھے گریٹ لینڈ جا کر کیا کرنا ہے البتہ یہ انتظام ہو سکتا ہے کہ وہاں میرے پہنچنے پر ہمارا باقاعدہ آدمی مجھ سے آکر ملے اور فائل لے جائے۔ تم یہ بتاؤ کہ تم کب تک یہ ٹریپ تیار کر سکتے ہو اور وہاں پہنچنے تک کتنے دن لگیں گے..... فلاور نے کہا۔

۔ دو روز تو ٹریپ کی تیاری اور کاغذات وغیرہ بنوانے میں لگ جائیں گے اس کے بعد چار روز کے سفر کے بعد آپ شوگران کے سرحدی شہر تاجنگ پہنچ جائیں گی۔ وہاں ایک خصوصی ہوٹل میں آپ کی رہائش کے انتظامات کر دیے جائیں گے۔ آپ وہاں کا پتہ اپنے آدمی کو بتا دیں تو وہاں وہ آپ سے مل کر فائل لے جائے گا۔ آپ وہاں ایک ہفتے سیاحت کر کے ٹریپ کے ساتھ ہی اطمینان سے واپس آجائیں۔ محمود خان نے جواب دیا۔

خان اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”پھر مجھے اجازت..... محمود خان نے کہا اور غلاور کے سر ہلانے پر اس نے میز پر رکھا ہوا اپنا سبک اٹھا کر ہٹا اور ہاتھوں سے اسے تھپک کر اور پوری طرح ایڈجسٹ کر کے وہ مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا اور واڑے کی طرف بڑھ گیا۔

عمران نے جو یا کے فلیٹ کے دروازے پر دستک دی۔

”کون ہے..... اندر سے جو یا کی آواز سنائی دی۔

”اور کون دستک دے سکتا ہے۔ سوائے مجھ جیسے اکلوتے فریادی

کے۔ جو نبھانے کب سے فریاد لئے دستکیں دیتا پھر رہا ہے..... عمران نے اونچی آواز میں کہا تو دروازہ کھل گیا۔

”جہاڑی فریاد بغیر سے منظور کی جاتی ہے اور بولو..... جو یا نے

دردوازہ کھولتے ہوئے مسکرا کر کہا اس کے ہرے پر عیب سے تاثرات نمایاں تھے۔

”اوہ پھر تو بزرگوں کی یہ بات درست ہے کہ خدا جب دینے پر آتا

ہے تو سب بند دروازے کھل جاتے ہیں اور فریاد بغیر سے منظور کر لیتا

ہے۔ اب کم از کم سلیمان پاشا کی جہز کیاں، نوٹس اور دھمکیوں سے تو

نجات مل جائے گی..... عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے بڑے

مست بھرے لہجے میں کہا۔

”کیا مطلب یہ سلیمان! اس معاملے میں کیسے درمیان میں آگیا۔ کیا جہار سے ذاتی معاملات بھی اب وہ طے کرتا ہے؟..... جو یانے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”یہی بات میں اسے سمجھا کھا کر تھک گیا ہوں کہ قرضہ ذاتی معاملہ ہوتا ہے اور کسی قرض خواہ کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ مقروض کے اس ذاتی معاملے میں مداخلت کرے لیکن یہ بات اس کی سمجھ میں ہی نہیں آتی۔ چلو اب سمجھانے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی۔ میں اس کی رقم اس کی ناک پر ماروں گا اور اطمینان سے باقی زندگی بسر کروں گا اپنی مرضی سے کماؤں گا اپنی مرضی سے چسوں گا۔ اب تو اگر میں ایک قلعی بھی لے کر کھالوں تو وہ شور مچا دیتا ہے کہ میرا قرض اتارا نہیں اور قلعی کھائی جا رہی ہے..... عمران نے کہا اور کرسی پر اس طرح بیٹھ گیا جیسے اس کے گاندھوں سے کوئی بھاری بوجھ اتار گیا ہو۔

”ہو نہ تو جہاری فریاد کا تعلق جہار سے اس بدنام زمانہ قرضہ سے تھا..... جو یانے ہوٹ جاتے ہوئے کہا۔

”موجودہ دور معاشیات کا ہے اور ماہرین معاشیات کہتے ہیں کہ سب خرابیوں کی جڑ معاشیات کے بگاڑ میں ہے اس لئے موجودہ دور میں فریاد بھی تو معاشی ہی ہو سکتی ہے..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”فھیک ہے اگر تم واقعی معاشی طور پر پریشان ہو تو جہارا یہ مسئلہ

بھی میں حل کر دوں گی۔ میں خود سلیمان سے بات کروں گی اور اس نے جتنا قرضہ بھی کہا میں ادا کر دوں گی..... جو یانے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ارے ارے یہ غضب نہ کر نا وہ سلیمان موجودہ دور کا عروسیار ہے۔ وہ فوراً ہی قرضے کی رقم کو دس بارہ سے ضرب دے لے گا۔ بس تم ایسا کرو کہ حساب مجھ سے پوچھ لو اور رقم میرے حوالے کر دو۔ پھر میں جانوں اور سلیمان..... عمران نے جلدی سے کہا۔

”سلیمان مجھ سے غلط بات نہیں کر سکتا۔ تم اس کی فکر مت کرو..... جو یانے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن جن قرضوں کا تعلق سلیمان سے نہیں ہے ان کا کیا ہو گا۔ عمران نے رو پیٹنے والے لہجے میں کہا۔

”کیا مطلب اور کس کے قرضے ہیں تم پر..... جو یانے چونک کر پوچھا۔

”ایک ہو تو بتاؤں۔ ایک لمبی فہرست ہے۔ سر سلطان سے لے کر ہمسایہ خواتین تک کے نام آتے ہیں اس لسٹ میں..... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو جو یانے اختیار ہنس چڑی۔

”سر سلطان سے بھی میں خود بات کر لوں گی باقی رہیں خواتین تو ان سے تم خود نمٹ لینا..... جو یانے اب باقاعدہ لطف لے کر بات کر رہی تھی۔

”ٹھیک ہے خواتین سے نمٹنا مجھے آتا ہے۔ آجانی ہیں فلیٹ پر

”او کے پھر تجھے اس بارے میں واقعی پروفیسر فضل حسین سے بات کرنی پڑے گی۔“..... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک طرف رکھے ہوئے فون کا رسپور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

”کون پروفیسر فضل حسین..... جو یا نے حیران ہو کر پوچھا۔

”ابھی معلوم ہو جاتا ہے..... عمران نے جواب دیا۔

”ییس انگو انری پلیر..... اسی لئے رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

”شاہ باغ کے علاقے میں پروفیسر فضل حسین صاحب کی رہائش گاہ ہے وہاں کا فون نمبر جیسے.....“ عمران نے کہا۔

”ہولڈ آن کیجئے.....“ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد ایک نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے شکر یہ ادا کیا اور کریڈل ویا کر فون آ بانے پر انگو انری آپریٹر کا بتایا ہوا نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیا۔

”ییس.....“ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک کراخت کی آواز سنائی دی۔

”یہ پروفیسر فضل حسین صاحب کی رہائش گاہ ہے.....“ عمران نے کہا۔

”جی ہاں آپ کون صاحب بولی رہے ہیں.....“ دوسری طرف سے بھاگیا پھر اسی طرح کراخت ہی تھا۔

”سیرا نام علی عمران ہے اور میں پروفیسر صاحب کے فن کا ایک

شادی کی آفرز لے کر اور مجھے مجبور اُن کی باتیں سننی پڑتی ہیں اور ان کی طرف سے ہونے والی آفرز پر اثبات میں سر ملانا پڑتا ہے۔“ تم اس کا کرو دس لاکھ کا چیک ایڈوانس کے طور پر دے دو تاکہ ان میں جو خواتین زیادہ خطرناک ہیں ان کو تو فلیٹ پر آنے سے روکا جاسکے.....“ عمران نے کہا تو جو یا نے اختیار ہنس پڑی۔

”دس لاکھ تو کیا دس روپے بھی نہیں مل سکتے۔“ بہر حال تم بتاؤ کہ چیف نے جہیں کیوں بھیجتا ہے جب سب کام جہارے کہنے پر ہوا ہے تو اب کیا ہو گیا ہے۔“ چیف تو کہہ رہا تھا کہ تم ہر بات پر انکار کر رہے ہو اب میرے سلسلے انکار کرو.....“ اچانک جو یا نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔ اسے شاید اچانک اس بات کا خیال آ گیا تھا۔

”جہارے سلسلے انکار لاجول ولاقوۃ الاہانہ۔“ میں تو آج تک اقرار کے لئے جرح رہا ہوں تم انکار کی بات کر رہی ہو.....“ عمران نے کہا تو جو یا نے بے اختیار ہنست ہنست بھجھنے لگے۔

”بکو اس مت کرو سیدمی طرح بتاؤ کہ وہ فائل کہاں ہے۔“ چیف تک تم نے اسے کیوں نہیں پہنچایا.....“ جو یا نے غصیلے لہجے میں کہا۔ ”مجھے یہ بتاؤ کہ تم آج صبح سے اب تک کہاں کہاں گئی ہو۔“ عمران نے اچانک سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”صرف وزارت دفاع کے سیکرٹریٹ گئی تھی اس کے بعد تم مجھے یہاں جمود کر چلے گئے تب سے میں فلیٹ پر ہی ہوں.....“ جو یا نے جواب دیا۔

غیر ملکی خاتون۔ کس ملک کی۔ کس طرح معلوم ہوا ہے۔
 عمران نے چونک کر پوچھا۔

”پروفیسر صاحب نے مرنے سے پہلے اپنے خون سے فرش پر فلادور اور گریٹ لینڈ کے الفاظ انگلی کی مدد سے لکھے ہیں۔ اس سے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا مقصد اپنے قاتل کی نشاندہی تھی انہوں نے ایک اور لفظ بھی لکھنے کی کوشش کی ہے لیکن وہ اسے مکمل نہیں کر سکے اس لئے وہ پڑھا نہیں جا رہا۔“ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”اوہ میں فوراً چل کر رہا ہوں۔ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے۔“ عمران نے کہا اور ریسور کہ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔
 ”کیا ہوا یہ فضل حسین کون تھا۔“ جو یانے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ایک ماہر پٹانٹ جو اس فن میں اتھارٹی تسلیم کیا جاتا تھا۔ انہوں نے اس فن پر کئی تحقیقاتی کتابیں بھی لکھیں ہیں۔ آؤ میرے ساتھ میرے ذہن میں ایک خیال آ رہا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ درست ہو اس لئے جہاد اساتذہ جانا ضروری ہے۔“ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو جو یانہ اٹھ کر کھڑی ہوئی۔

”میں لباس تبدیل کر لوں۔“ جو یانے کہا اور تیزی سے ڈرائیوگ روم کی طرف بڑھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد عمران کی کار تیزی سے فضل حسین کی رہائش گاہ کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔
 ”تم کس خیال کی بات کر رہے تھے۔“ جو یانے کہا۔

پرستار ہوں۔ میری ان سے آج تک براہ راست تو ملا۔“ نہیں ہولی لیکن میں ان کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہوں اور اب ان سے مل چاہتا ہوں۔“ عمران نے کہا۔

”آپ سر عبدالرحمن کے صاحبزادے علی عمران ہیں یا کوئی اور ٹلی عمران ہیں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران چونک پڑا۔

”ارے کمال ہے یعنی آپ صرف نام سن کر دلالت بھی جان جاتے ہیں پھر تو آپ پروفیسر صاحب سے بھی بڑے ماہر فن ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب میں انسپکٹر عالمگیر ہوں۔ شاہ باغ پولیس اسٹیشن؛ انچارج۔ پروفیسر صاحب کو انتہائی بے دردی سے قتل کر دیا گیا۔ اور ہم اس وقت یہاں کوٹھی میں کارروائی میں مصروف ہیں۔ آپ سے ایک بار گفتگو جنس کے انسپکٹر رانا کے ساتھ ملاقات ہو چکی ہے اس لئے میں آپ کو جانتا ہوں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے اختیار اچھل پڑا۔

”پروفیسر صاحب کو قتل کر دیا گیا ہے کب۔“ عمران نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ڈاکٹر کا اندازہ ہے کہ یہ واردات تقریباً دو گھنٹے پہلے ہوئی ہے۔“ الحال قاتل کے بارے میں حتی طور پر تو کچھ نہیں کہا جا سکتا بہرہ۔ ایسے شاہد ملے ہیں کہ قاتل کوئی غیر ملکی خاتون تھی۔“ دوسری طرف سے انسپکٹر عالمگیر نے جواب دیا۔

”ہاں دراصل بات یہ ہے کہ مجرموں نے اس فائل کے حصول کے لئے دونوں بار تمہیں استعمال کیا ہے۔ پہلی بار تو یہ کام ڈاکٹر وائسن اور اس کی مشین کے ذریعے ہوا ہے۔ ڈاکٹر وائسن واپس گریٹ لینڈ جا چکا ہے۔ چونکہ فائل مل گئی تھی اس لئے میں نے ڈاکٹر وائسن کے پیچھے جانے کا ارادہ بدل دیا تھا لیکن اب میرا نہ بیکہ کر آیا ہے ڈاکٹر وائسن اس بار پانچیشیا نہیں آیا جب کہ اس بار پھر تمہیں استعمال کیا گیا ہے۔ جہارے چیف نے جہاں ایسے شواہد حاصل کئے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ پہلی بار جہارے ذہن کو کنٹرول کر کے یہ کام کرایا گیا تھا۔ چونکہ جہار ذہن جہارے کنٹرول میں نہ تھا اس لئے میں نے اس وقت بھی یہی کہا تھا کہ یہ کام اصل جو لیا کی بجائے ڈی جولی کا ہے لیکن اس بار واقعی ڈی جولی استعمال ہوئی ہے۔ کسی دوسری عورت کو جو جسمانی طور پر تم سے قدرے ملتی جلتی تھی۔ باقاعدہ بیڈنگ کر کے اسے جہاری طرح بنایا گیا اور پھر اس عورت کے چہرے پر جہارامیک اپ کیا گیا اور اس عورت نے وزارت دفاع کے سیکرٹریٹ جا کر انتہائی سفاکانہ انداز میں قتل و غارت بھی کی اور انتہائی جدید آلات استعمال کر کے اسی نے ریکارڈ روم کے تمام سائنسی حفاظتی انتظامات کو تباہ کر کے وہ فائل وہاں سے حاصل کر لی۔..... عمران نے کہا۔

”یہ تم کیسی احمقانہ باتیں کر رہے ہو۔ یہ کام تو میں نے کیا ہے اور جہارے اور چیف کے کہنے پر کیا ہے۔..... جولی نے قدرے حیرت بھرے لیکن پریشان سے لہجے میں کہا۔

”حالانکہ یہ بات غلط ہے۔ سی بی میں تم سے ملا ہوں اور نہ میں نے جس کام کا کہا ہے اور نہ ہی میں جہارے ساتھ گیا ہوں اور ان شواہد کے مطابق حتیٰ طور پر یہ بات طے ہو چکا ہے کہ یہ کام تم نے سرانجام نہیں دیا بلکہ جہارے میک اپ میں دوسری عورت نے یہ کام کیا ہے اس کے باوجود جہارے ذہن میں یہ بات راج کر دی گئی ہے کہ یہ کام تم نے کیا ہے اس سے تو مجھے خیال آیا ہے کہ کہیں اس بار یہ کام مجرموں کے ڈاکٹر وائسن کی بجائے پروفیسر فضل حسین نے تو نہیں کیا اور شاید اسی لئے اسے ہلاک بھی کر دیا گیا ہے کیونکہ مجرموں نے پہلی وزارت کے دوران ہر اس کلیو کو ختم کر دیا تھا جو فائل سے متعلق تھا۔..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیا تو جولی کے چہرے پر شدید لہجے کے تاثرات ابھر آئے تھے لیکن اس نے زبان سے کچھ نہیں کہا۔

”لہئے ذہن پر زور مت دو اس طرح تمہیں کچھ معلوم نہ ہو سکے گا۔..... عمران نے اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو جولی نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”اگر جہارامی بات درست ہے تو پھر آخر مجرم ہر بار مجھے ہی کیوں استعمال کرتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے۔ جولی پہلی بار ٹوٹا نیگل کی وجہ سے ایسا ہوا جو لیکن اس بار..... جولی نے کہا۔

”میں نے بھی اسی پوائنٹ پر غور کیا ہے۔ یہ بے خیال میں اس کی وجہ صرف پانچیشیا سیکرٹ سروس کو اٹھانے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے

ہم میں معروف ہیں..... انپکڑ عالمگیر نے جواب دیا۔

اس کا مطلب ہے تم اسے ایک عام سی قتل کی واردات سمجھ رہے ہو۔ جنہیں پروفیسر فضل حسین کے اصل مرتبے کا علم ہی نہیں ہے۔
 عمران نے گیٹ کے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

مرتبہ۔ کیا مطلب۔ اساتو معلوم ہے کہ پروفیسر کسی غیر ملکی یونیورسٹی میں پڑھاتے رہے تھے اور اب گذشتہ دو سالوں سے رہائش زندگی گزار رہے تھے۔ ہمسایوں کے مطابق اکیلے رہتے ہیں نہ ہی کوئی ملازم ہے اور نہ ہی کوئی اولاد اور بیوی..... کمرے تک پہنچتے پہنچتے انپکڑ عالمگیر نے کہا اور عمران نے کوئی جواب دینے کی بجائے اثبات میں سر ہلادیا۔ کمرے میں داخل ہو کر عمران رک گیا۔ وہاں ایک ڈاکٹر اور دوسرے افراد موجود تھے جو معمول کی سرکاری کارروائیوں میں مصروف تھے۔ پروفیسر فضل کے بھنڈوں حتیٰ کہ پیکوں تک کے بال سفید تھے لیکن اس کے باوجود اس کا چہرہ اور جسم بالکل جوانوں کی طرح تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے کسی نوجوان اور صحت مند آدمی نے اپنے سر بھنڈوں اور پیکوں کے بالوں کو کسی دوا سے سفید کر دیا ہو۔ پروفیسر تلاش فرش پر پہلو کے بل پڑی ہوئی تھی۔ اس کا ایک ہاتھ آگے کی طرف اس طرح پھیلا ہوا تھا جیسے وہ کچھ لکھنے کی کوشش کرتے کرتے ڈاکٹ ہو گیا ہو۔ فرش پر قالین موجود نہ تھا لیکن گرد بھی نہ تھی۔ ٹائف اور پمکدار فرش تھا۔ پروفیسر کے سینے پر کافی براؤن خم تھا جس میں بے خون نکل کر فرش پر جم گیا تھا۔ اس سے ذرا آگے ایک ٹیڑھا میز صاف

اب دیکھو پہلی بار بھی چیف کے تم پر اعتماد کی وجہ سے اصل بات سامنے آگئی۔ در نہ تنویر جیسا شخص مجھے تمہیں ملک کی خداداد قرار دے گا جس میں گولی مار دینے کے درپے ہو گیا تھا اور اس بار اگر وہ شواہد سامنے نہ آتے تو شاید چیف بھی تم پر اپنا اعتماد کھو بیٹھتا۔ اس طرح ظاہر ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس آپس میں ہی لکھ کر رہ جاتی اور اصل ہجر صاف بچ کر نکل جاتے اور شاید یہی مقصد ان کے پیش نظر تھا۔ عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار کو ایک سڑک پر موڑا تو دور سے اسے پولیس کی گاڑیوں کے ساتھ ایک ایجو لینس بھی کھڑی دکھائی دی۔ کافی لوگ بھی وہاں اکٹھے تھے۔ عمران کچھ گیا کہ یہی پروفیسر فضل حسین کی رہائش گاہ ہوگی۔ اس نے کار قریب جا کر روکی اور پھر وہ اور جو لیا نیچے اتر کر تیز چڑھا۔ اٹھاتے گیٹ کی طرف بڑھ گئے۔ گیٹ پر پولیس کے سپاہی کھڑے تھے اسی لمحے ایک انپکڑ تیزی سے عمران کی طرف دپکا۔

”سیتے عمران صاحب میں آپ کا ہی منتظر تھا۔ میرا نام غالب ہے..... نوجوان انپکڑ نے آگے بڑھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سر ہل کر جو لیا کو بھی سلام کیا۔ اب عمران نے بھی انپکڑ عالمگیر کو پہچان لیا تھا۔ وہ کہتی بار اس سے مل چکا تھا۔

”اعلیٰ حکام کو اطلاع نہیں دی تم نے یہاں مجھے ان کی کوئی گاڑی نظر نہیں آ رہی..... عمران نے گیٹ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔
 ”ڈی ایس پی صاحب کو اطلاع کر دی تھی وہ کسی ضروری سرکاری

سا لفظ خون سے لکھا ہوا تھا لیکن وہ صاف پڑھا جاسکتا تھا۔ یہ لفظ تھا
تھا۔ اس کے ساتھ ہی اسی طرح نیوے میزے انداز میں گھسٹ کر
بھی لکھا ہوا پڑھا جاسکتا تھا۔ تحریر سے پتہ چلتا تھا کہ پروفیسر نے اجتر
تکلیف کے عالم میں یہ سب کچھ لکھا ہے۔ عمران آگے بڑھ کر اس بڑ
11 کے بل بیٹھ گیا جہاں پروفیسر کا ہاتھ ساکت ہوا تھا۔ اس پر
انکھوں پر ابھی تک خون جما ہوا تھا اور فرش پر ایک لفظ پھلے سے لکھ
گئے دونوں لفظوں سے زیادہ میزے میزے انداز میں لکھا ہوا تھا۔
اس قدر شکست اور میزہ میزہ کا تھا کہ عام نظریں سمجھ نہ آتا تھا۔ یوں لگتا
تھا جیسے کوئی بڑا سا کراخون میں لت پت ہو کر ادھر ادھر جکراتا رہا ہو۔
عمران فور سے اس نامکمل لفظ کو دیکھتا رہا۔ اس کی پیشانی پر لکھ
اجرتاں پھر ایک جگہ وہ چونک پڑا۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک اُبھر
اور وہ ایک جھٹکنے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”کچھ سمجھ میں آیا ہے..... جو لیا ہے پوچھا۔“

”اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ میرا اندازہ درست تھا۔ پروفیسر نے
ٹرپل ایکس لکھا ہوا ہے۔ یعنی تین بار میزے میزے انداز میں انگڑ
کا حرف ایکس لکھا ہوا ہے۔ شاید آگے وہ لفظ فائل لکھتا لیکن موت
اسے سہل نہ دی.....“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹرپل ایکس فائل کا کیا مطلب عمران صاحب..... ساتھ کوئی
انسپیکٹر عالمگیر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جہادی سمجھ میں یہ بات نہیں آئے گی۔ سہاں فون ہو گا۔“

سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان کو پروفیسر فضل حسین کی دست کی
اطلاع دینی ہو گی..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
”سیکرٹری وزارت خارجہ..... انسپیکٹر عالمگیر نے تقریباً اچھلتے
ہوئے کہا۔“

”ہاں انسپیکٹر جیسے تم عام سا پروفیسر سمجھ رہے ہو۔۔۔ بین الاقوامی
شہرت یافتہ پروفیسر ہے اور پوری دنیا میں پینٹارم کے فن میں اسے
اتھارنی سمجھا جاتا تھا۔ انہی کی تحریر کردہ کتب دنیا کی بڑی بڑی
یونیورسٹیوں کے نصاب میں شامل ہیں اور بے شمار اعلیٰ ترین ایوارڈ
پروفیسر کو ملے ہوئے ہیں۔ یہ عام پروفیسر نہیں۔ دی۔ دی۔ آئی۔ پی۔
شخصیت ہے اور تم دیکھنا کہ اس کی موت پر پوری دنیا کے علمی حلقوں
میں ماتم کیا جائے گا..... عمران نے کہا تو انسپیکٹر عالمگیر کے چہرے پر
حیرت کے تاثرات جیسے ثبت ہو کر رہ گئے۔ عمران کو ایک کونے میں
رکھا ہوا فون نظر آگیا تو عمران تیزی سے اس کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے
رسیور اٹھایا اور اسے کان سے لگا کر نون چیک کی اور پھر تیزی سے نمبر
ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔“

”پی اے نو سیکرٹری خارجہ.....“ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری
طرف سے سر سلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

”عمران بول رہا ہوں سر سلطان سے بات کراؤ.....“ عمران نے
اجنبائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ییس سر ہو لائن کیجئے.....“ دوسری طرف سے پی اے نے بھی

اسی طرح سنجیدہ لیکن مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
 "اسلو سلطان بول رہا ہوں..... چند لمحوں بعد سر سلطان کی گھمبیر
 آواز سنائی دی۔"

"عمران بول رہا ہوں سر..... عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا
 کیونکہ کرے میں انسپکٹر عالمگیر کے ساتھ دوسرے افراد بھی موجود تھے۔
 "اودہ خیریت..... سر سلطان شاید اس کے اس انداز مخاطب پر
 گھبرا گئے تھے۔"

"آپ پروفیسر فضل حسین کے بارے میں یقیناً جانتے ہوں گے جو
 پٹنازم کے فن میں بین الاقوامی طور پر اتھارٹی سمجھے جاتے ہیں اور
 گریٹ لینڈ کی ہارورڈ یونیورسٹی میں طویل عرصے تک پڑھاتے رہے
 ہیں اور اب گزشتہ دو سالوں سے یہاں پাকیشیا میں سیٹل ہو گئے
 ہیں..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔"

"ہاں میں دو تین بار تو ان سے مل چکا ہوں۔ وہ سیکرٹری وزارت
 تجارت نعمان صاحب کے دور کے رشتہ دار بھی ہیں۔ صدر مملکت بھی
 ان سے ملاقات کر چکے ہیں اور ان دنوں سرکاری طور پر انہیں پاکیشیا کا
 ایک بڑا اعلیٰ اعزاز دینے کے بارے میں اعلیٰ سطح پر غور کیا جا رہا ہے
 کیوں کیا ہوا ہے انہیں خیریت ہے..... دوسری طرف سے کہا گیا۔"

"انہیں ان کی رہائش گاہ پر قتل کر دیا گیا ہے۔ میں اس وقت ان
 کی رہائش گاہ سے ہی فون کر رہا ہوں۔ پولیس اس وزارت کو قتل کی
 عام واردات سمجھ رہی ہے لیکن میں نے یہاں جو کچھ دیکھا ہے اس سے

معلوم ہوتا ہے کہ یہ واردات وزارت دفاع کی اس ٹرپل ایکس فائل
 کے سلسلے میں ہوئی ہے۔ پروفیسر نے اس بارے میں مرتے وقت اپنے
 فون سے چند لفظ لکھ کر اس امر کی طرف نشاندہی کی ہے..... عمران
 نے کہا۔"

"اودہ لیکن پروفیسر کا اس سے کیا تعلق نکل آیا..... سر سلطان نے
 ہر تہ مجھ سے لہجے میں کہا۔"

"پروفیسر پٹنازم کا ماہر تھا اور مجرموں نے اس کے اس فن کو اپنے
 فن میں استعمال کیا ہے۔ پروفیسر نے کیوں مجرموں کا ساتھ دیا۔ کیا
 اسے بلیک میل کیا گیا یا وہ کسی اور وجہ سے مجبور ہوا۔ یہ بات تو بعد
 میں معلوم ہوگی۔ آپ بہر حال اعلیٰ حکام کو ان کے قتل کے بارے
 میں اطلاع دے دیں تاکہ ان کی تدفین شایان شان طریقے سے ہو
 سکے..... عمران نے کہا۔"

"ہاں ہاں بالکل پروفیسر بین الاقوامی طور پر دی آئی بی شخصیت تھا۔
 تم نے اچھا کیا کہ مجھے اطلاع کر دی۔ میں سیکرٹری تجارت کو بھی
 اطلاع کر دیتا ہوں اور صدر مملکت کو بھی..... سر سلطان نے جواب
 دیا۔"

"آپ ان سب کاموں سے پہلے ایک اور کام کریں کہ اپنے ذرائع
 سے گریٹ لینڈ کے سفارت خانے سے معلوم کرائیں کہ وہاں کوئی
 ناٹون فلاور نامی بھی ہے اور اگر ہے تو وہ اس وقت کہاں ہے۔ اس کا
 نظریہ بھی معلوم کریں لیکن یہ کام فوراً ہو نا چاہئے۔ میں ابھی نہیں ہوں

طور پر کنفرم ہو جائے گا۔ تم یہ انکوائری کرو میں اس دوران پروفیسر کے سامان کی تلاش لیتا ہوں، ہو سکتا ہے کوئی کام کی چیز ہاتھ لگ جائے۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور جولیانے سر ہلاتے ہوئے انسپکٹر کے ہاتھ سے تصویر لے کر اسے خور سے دیکھنا شروع کر دیا۔

”عمران صاحب مس جولیا۔۔۔۔۔۔ انسپکٹر عالمگیر نے بڑی عجیب سی نظروں سے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے سوالیہ لہجے میں کہا تو عمران اس کی بات کا مطلب سمجھ کر بے اختیار ہنس پڑا۔

”مس جولیا کوئی مجرم نہیں ہیں بلکہ محکمہ خفیہ میں اتنی بڑی افسر ہیں کہ تم تو کیا جہادے انسپکٹر جنرل پولیس کو اپنے حکم سے ڈمس کر سکتی ہیں اس لئے خیال رکھنا کوئی ایسی بات یا حرکت نہ کری بیٹھنا کہ بعد میں تمہیں پچھتانے کا بھی موقع ملے۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو انسپکٹر عالمگیر کے چہرے پر دیکھتے انتہائی مودبانہ پن کے تاثرات نمایاں ہو گئے اس کا جسم بے اختیار سکڑا سا گیا تھا۔

”یہ کس کا فوٹو ہے۔۔۔۔۔۔ جولیانے تصویر دیکھتے ہوئے عمران سے پوچھا۔

”یہ وہ عورت ہے جو جہاد میک اپ کر کے وزارت دفاع کے سیکرٹریٹ گئی تھی اور جس نے فائل وہاں سے اڑائی ہے لیکن یہ ہے کون سی معلوم کرنا ہے۔۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم نے سر سلطان کو گٹرٹ لینڈ کے سفارت خانے سے فٹاؤر نامی عورت کے بارے میں معلوم کرنے کے لئے کہا ہے۔ جہاد کیا خیال

آپ نے مجھے فون پر اطلاع دینی ہے۔ نمبر نوٹ کر لیں۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پروفیسر کا فون نمبر بتا دیا۔ یہ فون نمبر چونکہ وہ انکوائری آپریشن سے بھی معلوم کر چکا تھا اور سلسلے رکھے ہوئے فون پیس پر بھی لکھا ہوا تھا اس لئے اس نے نمبر فوراً دوہرا دیا تھا۔

”میں ابھی معلوم کر تا ہوں۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے رسیور رکھ دیا اور پھر وہ ایک طرف کھڑے انسپکٹر عالمگیر کی طرف مڑا اور اس نے جیب سے وہ تصویر نکال لی جو اس نے لیبارٹری میں تیار کروائی تھی۔

”انسپکٹر آپ مس جولیا کے ساتھ کوٹھی سے باہر جائیں اور جہاد اور گرد رہنے والے لوگوں سے معلوم کریں کہ کیا کوئی خاتون قمر سے پہلے یہاں دیکھی گئی ہے۔ خاص طور پر اس تصویر والی خاتون کے متعلق معلوم کریں اور دوسری بات یہ کہ مس جولیا کے بارے میں بھی لوگوں سے معلوم کریں کہ کیا انہیں بھی یہاں قتل سے پہلے دیکھا گیا ہے یا نہیں۔۔۔۔۔۔ عمران نے تصویر انسپکٹر عالمگیر کی طرف بڑھانے ہوئے جولیا کی طرف اشارہ کر کے کہا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔

”مجھے یہاں کیا مطلب۔۔۔۔۔۔ جولیانے حیران ہو کر کہا۔

”ابھی کار میں آتے ہوئے میں نے جو آئیڈیا تم سے ڈسکس کیا اس کے مطابق ہو سکتا ہے کہ وہ خاتون یہاں سے جہاد میک اپ کے ٹکلی ہو۔ اس طرح کسی نے اسے دیکھا لی ہو۔ اگر کسی نے شہادت دے دی کہ تمہیں یہاں دیکھا گیا ہے تو پھر میرا آئیڈیا مکمل

ہے کہ پروفیسر نے غلامد کسی عورت کا نام لکھا ہے اور سفارت خانے کا خیال تمہیں کیسے آگیا۔..... جو بیان نہ کہا۔

”سابقہ مہم کے دوران ایک گفتگو سنی گئی تھی جس میں گرسٹ لینڈ کے سفارت خانے اور کسی محترمہ کا ذکر آیا تھا اس لئے میرا خیال ہے کہ شاید کوئی سراغ مل جائے۔..... عمران نے کہا اور جو یاسر ملانی ہوئی بیرونی دروازے کی طرف مڑ گئی جب کہ عمران واپس مڑا اور اس نے سب سے پہلے اسی کمرے کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ ڈاکٹر اور دوسرے افراد اپنا کام کر کے کمرے سے جا چکے تھے اس لئے عمران اب کمرے میں اکیلا تھا۔ کمرے کی تلاشی لینے کے بعد وہ مڑا اور اس نے فرش پر پڑی ہوئی پروفیسر کی لاش کے لباس کی تلاشی لینی شروع کر دی اور پھر اچانک اندرونی جیب سے ایک چھوٹی نین بٹلی سی ڈائری نکل آئی عمران نے ڈائری کھولی تو وہ چونک پڑا۔ ڈائری کے صفحات پر بھاری بھاری رقومات درج تھیں اور ساتھ ہی گزشتہ ایک سال کی تاریخیں درج تھیں۔ یہ رقومات مسلسل لکھی ہوئی تھیں۔ پھر اچانک ایک صفحے کے کونے پر ایک نام لکھا دیکھ کر وہ بے اختیار چونک پڑا۔ پروفیسر نے کونے میں محمود خان کا نام لکھ کر اس کے گرد سرخ پینسل سے دائرہ لگایا ہوا تھا۔

”ہونہر تو محمود خان کا بھی کوئی نہ کوئی تعلق پروفیسر سے ہے۔ عمران نے بیڑا تے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ڈائری کے صفحے پلٹا چلا گیا۔ آخری دو صفحے خالی تھے جب کہ آخری صفحے پر جو رقم سب

سے آخر میں لکھی گئی تھی اس کے ساتھ آج سے دو روز پہلے کی تاریخ درج تھی۔ عمران نے ڈائری کو بڑھ کر کے جیب میں ڈالا اور کمرے سے نکل کر دوسرے کمروں کی طرف بڑھ گیا اور تھوڑی دیر بعد اس نے ایک ڈرائیگ روم میں موجود میک اپ کا بگمراہوا سامان چمک کر لیا۔ یہ سامان گرسٹ لینڈ کا ساختہ تھا اور اسے دیکھتے ہی عمران سمجھ گیا کہ یہ ایسا میک اپ کا سامان ہے جسے خصوصی میک اپ کہا جاتا ہے۔ عمران ڈرائیگ ٹیبل پر موجود کئی آدمی خالی اور کئی مکمل طور پر خالی شیشیوں کو غور سے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لیا۔ وہ اب این شیشیوں میں موجود مواد کی استعمال شدہ مقدار کے پیش نظر اس پیچے پر پہنچ چکا تھا کہ یہ میک اپ یقیناً اسی عورت نے کیا ہے اور میک اپ بھی جو لیا کا کیا گیا ہے۔ وہ واپس مڑا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک تہہ خانہ دریافت کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ یہ تہہ خانہ اس انداز میں سجایا گیا تھا جیسے پروفیسر یہاں کوئی خاص قسم کی منتیں کرتا رہتا ہو یہاں ایک رائٹنگ ٹیبل بھی موجود تھی۔ عمران نے اس کی دروازہ کھولی اور وہاں اس نے ایک بڑی سی ڈائری پڑی دیکھی جس پر نمونے حروف میں پرسنل لکھا ہوا تھا۔ عمران نے ڈائری اٹھا کر اسے کھولا۔ یہ واقعی پروفیسر کی پرسنل ڈائری تھی اور پروفیسر نے اس پر خاص نئی باتیں درج کی تھیں عمران اسے پڑھتا رہا اور جب وہ آخری صفحے پر پہنچا جس پر کل کی تاریخ تھی تو سب وہ باتیں جو اب تک صرف اس نے کہی تھیں واضح ہو کر سامنے آ گئیں ڈائری کے مطابق محمود خان پروفیسر

”اوه تم - کیا مطلب - کیا اُلٹی ہوئی باتیں کر رہے ہو - کیا ہمارے ذہن پر تو اثر نہیں ہو گیا..... دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی -

”آپ نے خود ہی تو پوچھا ہے کہ عمران کہاں موجود ہے - اب ظاہر ہے نظر کہاں کا مطلب تو آپ کا دفتر ہی ہو سکتا ہے - جہاں سے آپ بات کر رہے ہیں..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے -

”خواہ مخواہ لئے سیٹھے مطلب نہ نکالا کرو - بہر حال میں نے ہمارے کہنے پر معلومات حاصل کی ہیں - فلانور نامی ایک عورت لٹن لینڈ کے سفارت خانے میں سپیشل سیکرٹری ہے لیکن وہ گذشتہ ایک ماہ سے جینی پریگرٹ لینڈ گئی ہوئی ہے..... سر سلطان نے غلبہ دیتے ہوئے کہا -

”آپ نے اس کا حلیہ تو معلوم کر لیا ہو گا..... عمران نے پوچھا -

”ہاں تم نے چونکہ کہا تھا اس لئے..... سر سلطان نے دوسری طرف سے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے حلیہ بتانا شروع کر دیا اور عمران کی آنکھوں میں حلیہ سن کر بے اختیار چمک اُبھر آئی کیونکہ حلیہ بتایا گیا تھا وہ سو فیصد اس تصویر کے مطابق تھا جو عمران نے لائسنس میں جو لیا کے چہرے پر سے میک اپ کے بغیر بنوائی تھی -

”پھر کیا خیال ہے..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا -

”کیا مطلب - کیا خیال..... سر سلطان نے چونک کر پوچھا -

کو اپنے خاص مقاصد کے لئے ہر ماہ بھاری رقمیں دیا کرتا تھا اور پروفیسر محمود خان کا کوئی کام کیا کرتا تھا اور یہ رقومات پروفیسر گریٹ لینڈ میں اپنی اہلوقتی جینی کے بینک اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کر دیا کرتا تھا جو معذور ہونے کی وجہ سے کوئی کام کاج نہ کر سکتی تھی - ان رقومات کی وجہ سے وہ آرام کی زندگی بسر کر رہی تھی - آخری صفحے پر پروفیسر نے درج کیا تھا کہ محمود خان نے اسے فون پر ایک ایسا کام کرنے کے لئے کہا ہے جس کا تعلق سرکاری فائل ٹریل ایکس کے اڑانے سے ہے - گو تحریر کے مطابق پروفیسر نے انکار کر دیا لیکن جب محمود خان نے اسے دھمکی دی کہ وہ نہ صرف رقومات دینا بند کر دے گا بلکہ پروفیسر کی بیٹی کو ہلاک بھی کر دے گا تو پروفیسر اس کام پر رضا مند ہو گیا - کام کی تفصیل درج نہ تھی - عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ڈائری بند کر کے جیب میں ڈالی اور پھر جیسے ہی وہ تہہ خانے سے نکل کر اوپر آیا اس کے کانوں میں دور سے فون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور وہ تیزی سے چلتا ہوا اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں فون موجود تھا - گھنٹی مسلسل بج رہی تھی - عمران نے آگے بڑھ کر سیور اٹھایا -

”ہیں..... عمران نے کہا -

”کیا علی عمران کہاں موجود ہے..... دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی -

”کیسے ہو سکتا ہے کہ میں آپ کے دفتر میں موجود ہوں اور آپ پھر بھی فون کر کے پوچھیں..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا -

”او کے بس کافی ہے۔ اب تم جانو اور اعلیٰ حکام جو ابھی تھوڑی دیر بعد یہاں پہنچ جائیں گے۔ ہم فارغ ہو گئے ہیں۔ آؤ جو لیا۔“ عمران نے کہا اور پھر تیزی سے بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ جو لیا بھی خاموشی سے مزی اور اس کے پیچھے چلتی ہوئی بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گئی لیکن اس کے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات ایسے ہی موجود تھے۔

”آئی کی فکر نہ کریں انہیں میں سمجھا لوں گا۔۔۔“ عمران مسکراتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے سر سلطان چہ در خاموش رہے جیسے عمران کی بات کا مطلب سمجھنے کی کوشش کر رہے ہوں؛ اچانک ان کی ہنسی کی آواز سنائی دی۔

”نافنس۔۔۔“ سر سلطان نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا اور ان کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور عمران نے ہنستے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ سر سلطان نے جان بوجھ کر رسیور رکھ دیا ہے تاکہ عمران اس معاملے میں مزید انہیں تنگ نہ کر سکے۔ ویسے فلادر کی شاشت ہونے کے بعد اس کے ذہن پر موجود بوجھ خاصا ہلکا ہو گیا تھا۔ وہ کمرے سے باہر آیا ہی تھا کہ انسپکٹر عالمگیر اور جو لیا آتے ہوئے دکان دیتے۔ ان دونوں کے چہرے پر ایسے تاثرات موجود تھے جیسے انہوں نے کوئی خاص بات معلوم کر لی ہو۔

”عمران صاحب اس تصویر والی عورت کو تو یہاں کسی نے نہیں پہچانا البتہ مس جو لیا کو پہچان لیا گیا ہے۔ ایک چوکیدار کے معترف مس جو لیا آج ہی کار میں بیٹھ کر اس کو بھی سے نکلتی ہوئی دیکھی گئی اور ایک اور چوکیدار کے مطابق اس نے مس جو لیا کو اسی کار پر کوٹھی میں واپس جاتے دیکھا۔ لیکن پھر اسی کار میں مس جو لیا اور ایک اور غیر ملکی عورت یہاں سے نکل کر جاتی ہوئی دیکھی گئیں۔“ انہی عالمگیر نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا جب کہ جو لیا کے چہرے پر سنجیدگی اور سوچ کے تاثرات نمایاں تھے۔

ہر جہاں چلا گیا۔ فیضان ہو مل شاہ باغ کا مالک بھی تھا اور منجر بھی۔
 ہوش تو متوسط ٹائپ کا تھا لیکن ٹائیگر جانتا تھا کہ فیضان کا اصل
 وجہ اسلحہ کی سنگٹنگ ہے اور فیضان کا گروپ پاکستان میں اس
 وجہ سے کامیاب ہے۔ بڑا اور سب سے خطرناک گروپ سمجھا جاتا تھا۔
 نور فیضان کی ساری عمر جرائم میں ہی گزری تھی۔ پہلے کبھی شاید وہ
 فور بھی فیلڈ میں کام کرتا ہو لیکن اب طویل عرصے سے وہ باس کی
 فیلڈ سے کام کرتا تھا لیکن اس کا جوش ایسا تھا کہ اب بھی اسے دیکھ کر
 انچے انچے لڑنے نبھنے والے دل چھوڑ جاتے تھے۔ فیضان کا جسم
 اتنی فٹوس تھا اور قد و قامت اور جسمات کے لحاظ سے وہ کسی
 اور لڑکے سے کم نہ تھا۔ اس پر سستہ اس کا چوڑا چمکا پتھر جس پر بڑی
 بڑی مٹھوں کے علاوہ زخموں کے نچانے کتنے مندرجہ شدہ نشانات
 نمودار تھے۔ آنکھوں میں قدرتی طور پر سرفی کا عنصر زیادہ تھا اس نے
 بکھنے والا اسے دیکھتے ہی خود بخود رعب میں آ جاتا تھا۔ ٹائیگر کا وہ گہرا
 است تھا اس نے ٹائیگر اس سے اکثر ملتا رہتا تھا۔ ٹائیگر کو فیضان کی
 جہ سے بعض اوقات ایسے کھیل مل جایا کرتے تھے جو اسے عمران کی
 غروں میں سرخرو کر دیتے تھے اس نے ٹائیگر بھی اس سے دوستی نبھاتا
 ہوتا رہا تھا۔ دیے فیضان انتہائی اعلیٰ سطح پر تعلقات بنانے کے فن کا
 ملکی ماہر تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس کی دوستی کا دائرہ بے حد وسیع تھا۔ اس
 میں نہ صرف نامور سیاست دان شامل تھے بلکہ بیوروکریسی کے بڑے
 فرائیڈ اور بڑے بڑے صنعت کار اور تاجر بھی اس کے دوست تھے۔

ٹائیگر نے کار ہو مل شاہ رخ کے کمپاؤنڈ گیت میں موڑی اور پھر
 اسے پارکنگ کی طرف لے جانے کے بعد وہ ہو مل کے شمالی حصے کی
 طرف لے گیا۔ کافی آگے جا کر اس نے کار روکی اور نیچے اتر کر وہ تیز تیز
 قدم اٹھاتا ایک کونے میں جہاں موٹی سڑکیوں کی طرف ہر جہاں چلا گیا۔ یہ
 سڑکیاں ادھر کی منزل کی طرف جا رہی تھیں۔ سڑکیوں کے سلسلے
 مستطیل لیکن انتہائی مضبوط جسموں کے نوجوان کمزورے ہوئے تھے جنہوں
 نے ٹائیگر کو دیکھ کر اس طرح سر ہلا دیئے جیسے وہ اسے سلام کر رہے
 ہوں۔

”فیضان موجود ہے دفتر میں۔“ ٹائیگر نے ایک نوجوان سے
 مخاطب ہو کر پوچھا۔

”موجود ہیں جناب۔“ ایک نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں
 جواب دیا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا دو سڑکیاں اکٹھی پھلا گتا ہوا اور

عمران نے ٹائیگر کو رانسیمز کال کے ذریعے کچھ در پہلے حکم دیا تھا کہ وہ محمود خان کے بارے میں حتمی طور پر معلوم کرے کہ محمود خان کب رہا ہے۔ کیونکہ محمود خان کے تمام ملازم مسلسل یہی کہہ رہے تھے کہ گزشتہ دو ہفتوں سے غیر ملک گیا ہوا ہے لیکن عمران کا خیال تھا کہ محمود خان یہیں چھپا ہوا ہے۔ کیونکہ ایئر پورٹ کے کمیونر کی ہینڈل سے یہی معلوم ہوا تھا کہ محمود خان ملک سے باہر نہیں گیا۔ یہ ساری باتیں عمران نے ٹائیگر کو بتانے کے بعد کہا تھا کہ وہ جلد از جلد محمود خان کے بارے میں حتمی معلومات چاہتا ہے اور ٹائیگر نے عمران کی کال ملنے کے بعد سب سے پہلے فیضان سے ملنے کا پروگرام بنایا تھا کیونکہ فیضان اور محمود خان کے درمیان گہری دوستی تھی اور ٹائیگر کو یقین تو کہ اول تو فیضان کو معلوم ہو گا کہ محمود خان کہاں ہو گا اور اگر نہ بھی معلوم ہوا تو وہ اپنے ذرائع سے معلوم کر لے گا۔ یہی وجہ تھی کہ فیضان سے ملنے اس کے خصوصی آفس کی طرف بڑھا جلا جا رہا تھا۔

فیضان بغیر وقت دیے کسی سے نہ ملتا تھا لیکن ٹائیگر اس بارے میں استیسا کا درجہ رکھتا تھا۔ دفتر کا دروازہ بند تھا۔ ٹائیگر نے اس پر دستک دی۔

”کون ہے؟“ دروازے کی سائیڈ پر لگے ہوئے فون رسیور سے فیضان کی بھاری اور کھٹ آواز سنائی دی۔

”ٹائیگر“ ٹائیگر نے اپنا اصل نام لیتے ہوئے کہا کیونکہ فیضان سے تو وہ اسی نام سے متعارف تھا۔ وہ اپنا دوسرا نام کوبرا خاص مقامہ

مہارانی استعمال کیا کرتا تھا اور وہ بھی خصوصی میک اپ کے ساتھ جب کہ عام طور پر وہ ٹائیگر کے نام سے ہی متعارف تھا۔

”اوہ تم آج آؤ.....“ رسیور سے فیضان کی چونگی ہوئی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی بند دروازہ آٹو میک انداز میں کھل گیا۔ ٹائیگر در داخل ہوا تو اس نے بھاری اور ہی سی میز کے نیچے فیضان کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔

”ٹائیگر میرا نام ہے جب کہ دھڑاتے تم ہو.....“ ٹائیگر نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا تو فیضان بے اختیار ہنس پڑا۔

”تم صرف نام کے ہی ٹائیگر ہو۔ کبھی تمہیں دھڑاتے ہوئے تو نہیں دیکھا.....“ فیضان نے بڑے بے لطفانہ لہجے میں کہا۔

”ہنس یہی دعا کرتے رہو کہ کبھی سننے کی نوبت نہ آئے ورنہ جہاد مارا جلی رعب دہ بہ ختم ہو کر رہ جائے گا.....“ ٹائیگر نے میز کی تیز پرکھی ہوئی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور فیضان ایک بار پھر ہنس

”آج اس وقت اچانک جہادی آمد ہوئی ہے خیریت ہے۔“ فیضان

جہاد سے دوست محمود خان سے ملتا ہے اور ملتا بھی ضروری ہے اور

لجی سن لو کہ محمود خان کے تمام ملازم یہی کہہ رہے ہیں کہ محمود خان

نفوس سے ملک سے باہر ہے جب کہ حقیقتاً ایسا نہیں ہے اس لئے

جہاد سے پاس آیا ہوں کہ جہاد کے ذریعے اس سے ملاقات ہو سکتی

ہے۔ مانگیر نے بات کرتے ہوئے کہا تو فیضان کے بہرہ حیرت کے تاثرات ابھرائے۔

"ملازم تو درست کہہ رہے ہیں وہ واقعی دو ہفتوں سے یوں کارمن گیا ہوا ہے۔ مجھے بھی اس نے خود فون کر کے بتایا تھا۔ فیضان نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جب کہ ایسا نہیں ہے۔ وہ ہمیں پاکیشیا میں موجود ہے۔ نا۔" نے بااعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم اس قدر اعتماد اور یقین سے کیسے کہہ سکتے ہو اور اسے غیظ ضرورت کیا ہے۔" فیضان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم مجھے جانتے تو ہو کہ میں بغیر تصدیق کے بات نہیں کیا کرتا تو شاید میں کسی کو نہ بتاتا لیکن تمہیں بتا رہا ہوں کہ میں نے

پورٹ پر موجود کسٹمر ریکارڈ چیک کر لیا ہے۔ محمود خان دو ہفتے تین ہفتوں سے ملک سے باہر نہیں گیا۔ مانگیر نے مسک

ہوئے جواب دیا تو فیضان نے صرف چونک پڑا بلکہ اس کے ہم مزید حیرت کے تاثرات ابھرائے۔

"اور تو تم اس قدر چیکنگ کر چکے ہو۔ حیرت ہے لیکن حیرت سے کام کیا ہے۔" فیضان نے کہا۔

"جے ایک کام اور وہ ہے بھی ایمر جنسی۔ مجھے اس سے آج بے اور اسی وقت ملنا ہے۔ تم صرف اسکا معلوم کرادو کہ وہ کہاں موجود

باقی ملاقات میں اس سے خود کرلوں گا۔ مانگیر نے جواب

ہوئے کہا۔

"لیکن اگر وہ کسی وجہ سے چھپا ہوا ہے تو پھر کیسے اس کے بارے میں معلوم ہو سکتا ہے۔" فیضان نے اٹھتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"دیکھو فیضان مجھے معلوم ہے کہ اگر تم چاہو تو اس کی پناہ گاہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہو۔ جہاں سے پاس ایسے ذرائع

موجود ہیں اس لئے میرے سامنے دوبارہ ایسی بات نہ کرنا۔ ہاں اگر تم ویسے مجھے انکار کرنا چاہتے ہو تو کھل کر بتا دو۔ میں تمہیں مجبور نہ کروں

گا لیکن پھر میں جس انداز میں اسے تلاش کروں گا اس انداز پر تم مجھ سے کوئی گھڑ کرنا کیونکہ بہر حال وہ جہاد دوست ہے۔ مانگیر

نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم اسے کیسے تلاش کرو گے۔" فیضان نے کہا۔

"یہ میرا کام ہے تم اس بات کو جھوڑا اپنی بات کر دو۔ مانگیر کا

بہرہ اور سنجیدہ ہو گیا تھا۔

"دیکھو مانگیر محمود خان بہت بڑا آدمی ہے اور مجھے تسلیم ہے کہ اس کے مقابل میری کوئی حیثیت نہیں ہے اس لئے اگر وہ کسی خاص

مقصد کے لئے چھپا ہوا ہے تو میں اسے تلاش کرنے کی کوشش نہیں کر سکتا کیونکہ اسے بہر حال معلوم ہو جائے گا اور اس کے بعد محمود خان کی تلافی میرے لئے معاشی طور پر بھی اور ویسے بھی موت بن سکتی

ہے۔ فیضان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اگر جہاد نام کسی طرح بھی درمیان میں نہ آئے تب بھی تم

میرے ساتھ تعاون نہیں کرو گے۔" ٹائیگر نے پوچھا۔

"میں نے تمہیں بتا دیا ہے کہ محمود خان بہت بڑی پارٹی ہے اور میں اسے کسی صورت بھی ناراض نہیں کرنا چاہتا۔ تم میری مجبوری کو سمجھو۔ ہاں تم اپنے طور پر اسے تلاش کر لو تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔" فیضان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا ایسا تو کر دو کہ مجھے اس کی تلاش کے لئے کوئی ٹپ دے دو۔" ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں مجھے خود معلوم نہیں ہے تمہیں کیا ٹپ دوں۔" فیضان نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا تو ٹائیگر ابھڑ کر کھڑا ہو گیا۔

"او کے جہاز کی مرضی۔ اب اجازت۔" ٹائیگر نے کہا اور تیزی سے بیردنی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"ارے کچھ پی تو لو۔" یمنو۔" فیضان نے کہا۔

"سوڈانی الحال میں کام پر ہوں اور تمہیں معلوم ہے کہ جب میں کام پر ہوتا ہوں تو پھر صرف کام ہی کرتا ہوں۔" ٹائیگر نے دروازے کے قریب پہنچ کر مڑتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دروازہ کھولا اور کمرے سے باہر راہداری میں آگیا جس کے اختتام پر سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں۔ ٹائیگر چند قدم آگے بڑھا اور پھر ایک ستون کی اوٹ میں رک گیا۔ اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک جھوٹا ساریکونٹ کنٹرول جتنا آگے نکالا اور اس کی سائیلیز پر موجود ایک بٹن آن کر دیا۔ دوسرے لمحے اس آگے میں سے کوکڑا ہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں

صاف معلوم ہو رہا تھا کہ فون کے نمبر فائل کئے جا رہے ہیں اور ٹائیگر کے جہرے پر بے اختیار طنزیہ مسکراہٹ رہنے لگی۔ کوکڑا ہٹ کی آواز اب ختم ہو چکی تھی پھر ملکی سی آواز سنائی دی۔

"ہیلو لارڈ ہو مل۔" بولنے والے کا چہرہ خاصا کر شہت ساتھ تھا۔

"فیضان بول رہا ہوں ایم کے سے بات کرو۔" فیضان کی تیز آواز سنائی دی اور ٹائیگر نے اس انداز میں سر ہلادیا جیسے فیضان نے اس کے مطلب کی بات کی ہو۔

"ہیلو ایم کے بول رہا ہوں۔" چند لمحوں بعد ایک بھاری سی لہجہ آواز سنائی دی۔

"فیضان بول رہا ہوں جناب ابھی ابھی زیر زمین دنیا کا ایک آدمی ٹائیگر آپ کو تلاش کرتا ہوا میرے پاس آیا تھا۔ دو کبہ رہا تھا کہ گو آپ کے متعلق سب سہی کہتے ہیں کہ آپ ملک سے باہر ہیں لیکن آپ ملک سے باہر نہیں گئے بلکہ یہیں چھپے ہوئے ہیں۔ وہ میرے پاس اس لئے آیا تھا کہ میں آپ کی تلاش میں اس کی مدد کروں لیکن میں نے صاف انکار کر دیا ہے۔ میں نے سوچا کہ آپ کو اطلاع کر دوں۔" فیضان نے کہا۔

"یہ ٹائیگر کون ہے۔ میں نے تو کبھی اس کا نام نہیں سنا اور کیوں مجھے تلاش کر رہا ہے۔" محمود خان کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔

"یہ قرر زمین دنیا کا انتہائی تیز طرار آدمی ہے۔ مختلف پارٹیوں کے لئے معاوضے پر کام کرتا ہے۔ فیضان آپ کی تلاش کے لئے اسے کسی

دوبارہ نمبر ڈائل کرنے میں مصروف تھا دروازہ کھلنے کی آواز سن کر چونک کر دروازے کی طرف دیکھا اور پھر ٹائیگر کو دیکھ کر اس نے جلدی سے رسیوں رکھ دیا۔ اس کے پترے پر حیرت کے تاثرات ابھرتے تھے۔

”کیا ہوا خیریت؟“ فیضان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
 ”میں اس لئے واپس آگیا ہوں کہ تمہیں مجھے تلاش کرنے کی اجازت دے دوں۔“
 ”کونسی چیز؟“
 ”ٹائیگر“
 ”ٹائیگر؟“
 ”جیب میں موجود ہاتھ باہر نکلتے مسکرا کر کہا۔ اب اس کے ہاتھ میں سائیکسنگاریو والو نظر آ رہا تھا۔

”کیا۔ کیا مطلب؟“ فیضان نے بری طرح اچھلتے ہوئے کہا۔
 ”اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ تیزی سے سائیکل کی طرف بڑھا۔
 ”خبردار اگر تم نے معمولی سی بھی حرکت کی تو پبلک جھپکنے سے جھپٹے گولی تمہارے دل میں اتر جائے گی۔ تم میرے متعلق بہر حال عام لوگوں سے کہیں زیادہ جانتے ہو۔“ ٹائیگر نے نکتہ مزاحمتے ہوئے کہا تو فیضان کا ہاتھ رک گیا۔

”دونوں ہاتھ میز پر رکھ دو میں صرف تم سے چند باتیں کرنا چاہتا ہوں لیکن اگر تم نے کوئی غلط حرکت کی تو پھر یہی کہہ تمہاری قہم میں تبدیل ہو سکتا ہے۔“ ٹائیگر نے اسی طرح سرسبز لہجے میں کہا تو فیضان کے سینے سے ہوتے پترے پر تھوڑے اطمینان کے تاثرات نمایاں ہو گئے اور اس نے دونوں ہاتھ میز پر رکھ دیئے۔

پارٹی نے ہانک لیا ہوگا۔۔۔۔۔ فیضان نے جواب دیا۔
 ”لیکن اسے کیسے یقین ہے کہ میں یہاں موجود ہوں۔۔۔۔۔“ محمود خان نے کہا۔

”اس نے بتایا ہے کہ اس نے ایئر پورٹ پر دو تین ہفتے کا کمیونڈریکارڈ چیک کیا ہے۔ آپ اگر ملک سے باہر جاتے تو یقیناً وہاں سے اسے اطلاع مل جاتی۔“ فیضان نے جواب دیا۔

”اور اس کا مطلب ہے کہ وہ بے حد خطرناک آدمی ہے۔ اس بات کا تو مجھے خیال تک نہیں آیا تھا اب وہ کہاں ہے۔۔۔۔۔“ محمود خان نے کہا۔
 ”وہ چلا گیا ہے۔“ فیضان نے جواب دیا۔

”تم ایسا کرو کہ اسے اغوا کر کے جیلے اس سے معلوم کرو کہ وہ کیوں مجھے تلاش کر رہا ہے اس کے بعد اسے فٹش کر دو۔ تم ایسا کرو۔“ محمود خان نے کہا۔

”میں کر لوں گا جناب آپ سبے فکر رہیں آپ کے حکم پر تو میں پورے پاکیشیا کو فٹش کر سکتا ہوں۔“ فیضان نے بڑے خوشامد لہجے میں کہا۔

”اوکے مجھے رپورٹ دو سنا میں منتظر رہوں گا۔“ محمود خان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیوں رکھنے کی آواز سنائی دی تو ٹائیگر نے آہ آہ کر کے جیب میں رکھا اور انتہائی تیز رفتاری سے دوبارہ فیضان کے آفس کے دفعتوں کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کو دھکیل کر کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ فیضان نے جو رسیوں ہاتھ میں پکڑے

”تم کیا کہہ رہے ہو کہ میں تمہیں تلاش کرنے اٹھا کر نے اور فتنش کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ یہ کیسے ممکن ہے تم میرے دوست ہو.....“ فیضان نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

”ہاں پہلے میں بھی تمہیں دوست ہی سمجھتا تھا لیکن میں تم جیسے لوگوں کی نفسیات کو بھی اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ تم کسی بڑے مطلب کے لئے دوست تو ایک طرف خون کے رشتوں کو بھی بغیر ہچکچائے کاٹ دینے کے عادی ہو۔ مجھے معلوم ہے کہ جہاد سے اور محمود خان کے درمیان تعلقات ہیں اور ان تعلقات کی نوعیت کے بارے میں بھی مجھے علم تھا کہ وہ جراثیم کی دنیا میں جہاد سب سے بڑا سرپرست ہے۔ تم اس کی پناہ میں رہ کر کھل کر اس کی سرنگنگ کرتے ہو اور اسے اس کا حصہ دیتے ہو اسی لئے میں جہاد سے پاس آیا تھا۔ تم نے جب میرے ساتھ تعاون کرنے سے انکار کر دیا تو میرے پاس دو راستے تھے۔ ایک تو یہ کہ تم پر تشدد کر کے تم سے معلومات حاصل کروں اور دوسرا یہ کہ میں یہاں طاقتور ڈکٹافون لگا دوں۔ مجھے یقین تھا کہ تم یہ سے جانتے ہی محمود خان کے سامنے اپنے منہ بٹانے کے لئے اسے میری آمد کے بارے میں بتاؤ گے۔ میں کمرے سے باہر نکل کر رپادری میں رک گیا اور تم نے میری سوچ کے عین مطابق لارڈ ہونٹل فون کر کے محمود خان سے بات کی۔ جہادی اور محمود خان کے درمیان ہونے والی تمام بات چیت میں سن سن لی ہے۔ اس نے تمہیں مجھے تلاش کرنے اٹھا کر نے اور پھر فتنش کرنے کا حکم دیا ہے اور تم نے بھی بڑے

خوشامد اٹھ لئے میں اسے کہا ہے کہ تم اس کی خاطر پورے پاکیشیا کو فتنش کر سکتے ہو۔ بہر حال مجھے اس بات سے کوئی دلچسپی نہیں ہے کہ تم کیا کرتے ہو اور کیا نہیں۔ جب تم مجھے اٹھا کر اڑائے تو پھر میں تم سے خود ہی نمٹ لوں گا۔ فی الحال میں اس لئے آیا ہوں کہ اب تم مجھے شرافت سے بتا دو کہ محمود خان لارڈ ہونٹل کے کس کمرے میں ہے اور کس نام سے ہے کیونکہ اتنی بات میں بھی جانتا ہوں کہ لارڈ ہونٹل میں تہ خانے وغیرہ نہیں ہیں وہ یقیناً کسی کمرے میں کسی میک اپ میں رہ رہا ہوگا۔“ ٹائیگر نے جواب دیا۔

”تم مجھے بتاؤ تم اس سے کیا معلوم کرنا چاہتے ہو۔ میں تمہیں اس سے معلوم کر دیتا ہوں۔“ فیضان نے ہونٹ جیسے ہوئے کہا۔

”آخری بار کہہ رہا ہوں کہ جو میں نے پوچھا ہے وہ بتاؤ اس طرح جہادی جان بچ سکتی ہے اور یہ بھی میں تمہیں صرف دوستی کے ناطے ایک موقع پر بتا رہا ہوں ورنہ تو لارڈ ہونٹل کے فون آپریٹر سے میں خود معلوم کر سکتا ہوں۔ جس نے جہادی بات اس سے کرا دی تھی۔“ ٹائیگر نے کراہت لگتے میں کہا۔

”وہ روم نمبر ایون فرسٹ فلور میں ایم کے خان کے نام سے رہ رہا ہے۔ یہ کمرہ خاص طور پر اس نے اپنے لئے بنوایا ہوا ہے۔ لارڈ ہونٹل اس کی ذاتی ملکیت ہے۔“ فیضان نے کہا۔

”سوچ لو۔ ابھی میں نے فون پر جب تک کمرنا ہے۔ اگر تم نے غلط بیانی کی تو۔“ ٹائیگر نے مردہ لہجے میں کہا۔

ٹانگیر کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے۔۔۔۔۔ فیضان نے کہا۔
 "اے اغوا کر کے پوچھ گچھ نہیں کی تھی تم نے۔۔۔۔۔ محمود خان نے
 منت لے لی میں کہا۔

"جناب وہ ہمیں ہوٹل میں ہی مل گیا تھا میرے آدمیوں نے اسے
 اغوا کرنے کی کوشش کی لیکن وہ بے حد ہوشیار آدمی ہے اس نے
 مزاحمت کی جس پر مجبوراً اسے گولی مارنی پڑی۔۔۔۔۔ فیضان نے جواب
 دیا۔

"چلو ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ ختم تو ہو گیا۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور
 اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ فیضان نے رسیور رکھ دیا۔
 "اور کچھ۔۔۔۔۔ فیضان نے کہا۔

"بس کافی ہے۔ اب کر سی ہے ابھ کر میرے آگے آجئے چلو تاکہ تم
 میرے عقب میں فائر نہ کر سکو۔۔۔۔۔ مجھے نیچے کار تک چھوڑ آؤ۔۔۔۔۔ ٹانگیر
 نے نیچے بیٹھتے ہوئے کہا تو فیضان خاموشی سے انھماور میز کی سائیڈ سے
 نکل کر دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ دروازے
 تک پہنچتا ٹانگیر کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور نال سے پکڑے
 ہوئے دیو انور کا بھاری دست پوری قوت سے فیضان کی کھوپڑی پر پڑا۔
 فیضان جیج مار کر نیچے گرا ہی تھا کہ ٹانگیر کی لات حرکت میں آئی اور
 کھنٹی پر پڑنے والی مجبوراً ضرب کے بعد اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا
 فیضان نیچے گرا ہی تھا کہ ٹانگیر نے لات سے دوسری ضرب لگا دی اور
 پھر بغیر کسی توقف کے تیسری جب کہ فیضان کا جسم دوسری ضرب پر

"نہیں میں نے درست بتایا ہے تم بے شک جا کر چمک کر لو۔۔۔۔۔
 فیضان نے کہا۔

"اوکے تم خود رسیور اٹھاؤ اور آپریٹر کو کہو کہ وہ کمرہ نمبر گیا وہ پر فون
 ملائے۔۔۔۔۔ ٹانگیر نے کہا۔
 "اس طرح نہیں ملے گا کیونکہ ہوٹل ریکارڈ کے مطابق یہ کمرہ خالی
 ہے۔۔۔۔۔ مجھے اپنا نام بتا کر اور اس کا کوڈ نام لے کر بات کرنی ہوگی۔۔۔۔۔
 فیضان نے کہا۔

"چلو اس طرح بات کرو۔۔۔۔۔ اسے بتاؤ کہ تم نے ٹانگیر کو ہلاک کر
 دیا ہے۔۔۔۔۔ اسے کہہ دینا کہ میں نیچے ہوٹل میں ہی مل گیا تھا اور چونکہ اغوا
 ہونے کے دوران میں نے مزاحمت کی تھی اس لئے مجھے فوری ہلاک
 کرنا پڑ گیا۔۔۔۔۔ چلو اٹھاؤ رسیور اور کمرہ فون۔۔۔۔۔ ساتھ ہی لاؤڈر کا بین بھی آن
 کر دو۔۔۔۔۔ ٹانگیر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ گھوم کر میز کی سائیڈ پر
 آگیا تاکہ فیضان کوئی غلط حرکت نہ کر سکے۔ فیضان نے رسیور اٹھایا
 اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"لاؤڈر ہوٹل۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔ لاؤڈر کی وجہ
 سے دوسری طرف سے آنے والی آواز صاف سنائی دے رہی تھی۔
 "فیضان بول رہا ہوں۔ ایم کے سے بات کرو۔" فیضان نے کہا۔
 "ایلو ایم کے بول رہا ہوں۔ پتہ انھوں کی خاموشی کے بعد محمود
 خان کی آواز سنائی دی۔

"فیضان بول رہا ہوں جناب آپ کے حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے

تیز قدم اٹھاتا رہا داری کے اختتام پر موجود سیزمیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ سیزمیوں کے نیچے دونوں محافظ موجود تھے۔

”جہارے باس کا حکم ہے کہ اسے کسی صورت بھی ڈسٹرب نہ کیا جائے اور کسی کو بھی اوپر نہ جانے دیا جائے چاہے وہ کوئی بھی ہو۔“
 ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا تو دونوں اثبات میں سر ملادیتے اور ٹائیگر تیزی سے اپنی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد کار ہوٹل سے باہر آگئی۔ ٹائیگر نے کچھ دور آگے جا کر باور ایک بند گلی میں موڑ کر روک دی اور پھر جیب سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکال کر اس کا بٹن آن کر دیا۔

”ٹائیگر کاننگ باس اور..... ٹائیگر نے بٹن دبا کر بار بار کلک دینا شروع کر دی۔

”بس عمران انڈنگ اور..... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے عمران نے آواز سنائی دی۔

”باس میں نے محمود خان کا سراغ لگایا ہے وہ ایم کے خان کے نام سے ہوٹل لارڈز کے کمرہ نمبر گیارہ میں موجود ہے۔ اب کیا حکم ہے اس کے متعلق لوور..... ٹائیگر نے جواب دیا۔

”کس طرح سراغ لگایا ہے تفصیل بتاؤ اور..... دوسری طرف سے عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں پوچھا تو ٹائیگر نے فیضان کے ہاں جانے اور پھر وہاں سے آنے تک کی پوری کارروائی دہرا دی۔ وہ لگے گیا تھا کہ عمران کیوں تفصیل معلوم نہ پاچاہے تاکہ وہ کنفرم

ہی سکت ہو چکا تھا لیکن ٹائیگر جانتا تھا کہ فیضان جیسا جسمانی طور پر طاقتور آدمی اتنی آسانی سے بے ہوش نہیں ہوا کرتا اور یہ واڈ وہ خود بھی ہزاروں بار استعمال کر چکا تھا کہ اپنے آپ کو بے ہوش ظاہر کر کے سکت ہو جانا جس سے دوسرا مطمئن ہو جاتا ہے اور پھر اچانک حملے سے اسے مار گرایا جاسکتا ہے اس لئے اس نے تیسری ضرب ماری تھی۔ تیسری ضرب مار کر وہ تیزی سے پیچھے ہٹ گیا لیکن جب فیضان اسی طرح سکت ہزار ہا تو ٹائیگر آگے بڑھا اور اس نے جھک کر اس کے سینے پر ہاتھ رکھ دیا۔ دوسرے لمبے اس نے اس کا بازو پکڑا اور اسے فرش پر گھسیٹتا ہوا لٹھ ہاتھ روم کی طرف لے گیا۔ اس نے چیک کر لیا تھا کہ فیضان خود بخود تین گھنٹوں سے پہلے ہوش میں نہیں آسکتا تھا اور اس وقت اس کے لئے کافی تھا۔ وہ جانتا تو آسانی سے اسے گولی مار سکتا تھا۔ لیکن وہ ایسی چوٹی پھلیوں کو قتل کرنا اپنی شان کے خلاف سمجھتا تھا اور اسے معلوم تھا کہ فیضان ہوش میں آنے کے بعد بھی اس پر ہاتھ ڈالنے کی ہمت نہ کرے گا اور اگر وہ ایسا کرے گا تب بھی ٹائیگر اس سے کسی بھی وقت آسانی سے نمٹ سکتا تھا۔ سچا نچر اس نے اسے ہاتھ روم میں ڈال کر ہاتھ روم کا دروازہ بند کیا۔ سیز پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے ایک سائینڈ پر رکھا اور خود تیزی سے میز کی دروازے کی طرف والی سائینڈ کی طرف بڑھا۔ اس نے میز کی سطح کے نیچے لگایا ہوا پناؤ دکھانا فون اتار کر اسے جیب میں رکھا اور پھر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ کھول کر وہ باہر آیا۔ دروازہ بند کر کے وہ تیز

کر سکے کہ ٹانگیر نے واقعی صحیح آدمی کو تلاش کیا ہے۔

”کیا تم اسے اغوا کر کے رانا ہاؤس لے آ سکتے ہو یا میں وہاں کسی اور کو جہاز سے ساتھ کام کرنے کے لئے بھیجوں اور“۔ عمران نے کہا۔
 ”کسی دوسرے کی ضرورت نہیں ہے باس۔ میں یہ کام خود آسانی سے کر لوں گا۔“ کرہ نمبر ایون محمود خان نے خاص طور پر اپنے لئے بتوایا ہوا ہے اس لئے لامحالہ اس سے باہر جانے کا کوئی خفیہ راستہ بھی ہوگا اس لئے میں آسانی سے اسے وہاں سے نکال لاؤں گا اور“۔ ٹانگیر نے کہا۔

”او کے پچھلے ہر صورت میں زندہ رانا ہاؤس پہنچنا چاہئے اور لینڈ آئل“۔ دوسری طرف سے عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ٹانگیر نے ٹرانسمیٹر آف کے کے جیب میں ڈالا اور پھر ڈیش بورڈ کھول کر اس نے ایک ماسک نکالا اور اسے چہرے اور سر پہن کر اس نے بیک مرر میں دیکھتے ہوئے دونوں ہاتھوں سے اسے تھپتہ شروع کر دیا۔ وہ میک اپ میں لارڈ ہولٹس جانا چاہتا تھا کیونکہ وہاں کے سب لوگ اس سے واقف تھے اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ محمود خان کے گرد پ کو یہ اطلاع مل سکے کہ محمود خان کو ٹانگیر نے اغوا کیا ہے۔ میک اپ کے بعد اس نے کار سنارٹ کی اور تیزی سے ہولٹس لارڈ کی طرف بڑھ گیا۔

جولیا نے کار سفارتی کالونی کے فرسٹ گیٹ پر روک دی کیونکہ یہاں باقاعدہ ایک چیکنگ پوکی بنی ہوئی تھی اور بغیر چیکنگ کے کالونی میں کسی کو نہ جانے دیا جاتا تھا۔ اس کالونی میں پاکیشیا میں موجود تمام عزات خانوں کے عملے کی رہائش گاہیں تھیں۔ کافی بڑی کالونی تھی۔ ڈنک یہاں سفارت خانوں کے لوگ رہتے تھے اس لئے یہاں باقاعدہ چیکنگ کا انتظام تھا جولیا نے کار ایک سائیز پر راک اور پھر کار سے نیچے نکل کر سڑک کے درمیان موجود ہیر دنی سائیز پر سبے ہوئے ایک کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ وہ میک اپ میں تھی۔ اس میک اپ میں وہ سٹ لینڈ کی رہنے والی گنتی تھی۔

”کیس مس“۔ کمرے میں ایک میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے باوردی خان نے جولیا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”میرا نام مارگرٹ ہے۔ میں نے گرےٹ لینڈ کے سفارت خانے

کے سینڈ سیکرٹری مسٹر رابرٹ سے ملتا ہے۔ میں نے ان سے فون پر
وقت لیا ہے۔..... جو لیا ہے۔

آپ کی آمد کی اطلاع مل چکی ہے۔ اس رجسٹر نام اور پتہ لکھ کر
دستخط کر دیجئے۔..... نوجوان نے اسی طرح نوڈ بانٹ لہجے میں کہا اور جو
نے رجسٹر پر مار گرت کا نام اور فرضی پتہ لکھ کر دستخط کر دیئے تو
نوجوان نے دروازے کے باہر کھڑے مسیح پہاڑی کو ہرڈل اٹھانے کا
اشارہ کر دیا اور جو لیا اس کا شکریہ ادا کر کے کمرے سے باہر نکل کر اپنی
کار کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے واقعی رابرٹ سے فون پر ملاقات کا وقت
لے لیا تھا۔ رابرٹ کو اس نے اپنا فرضی نام بتایا تھا اور اپنے آپ کو
گرٹ لینڈ کے ایک اہم اخبار کا خصوصی فارن رپورٹر ظاہر کیا تھا۔

رابرٹ نے اسے فوراً ہی ملاقات کا وقت دے دیا تھا۔ جو لیا کو جب سے
اس بات کا یقین آیا تھا کہ اصل میں فائل گرٹ لینڈ سفارت خانے کی
تحریر دیکھ کر نری فلاور نے اس کے میک اپ میں ازائی ہے اور اس کے
ذہن کو پروفیسر فضل حسین کے ذریعے کنٹرول کیا گیا تھا تو اس نے
خود یہ فائل واپس حاصل کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ فلاور کے بارے
میں سفارت خانے نے تو یہی بتایا تھا کہ وہ چینی پر ایک ماہ جیلے گرٹ
لینڈ چلی گئی ہے لیکن ظاہر ہے جو لیا کو معلوم تھا کہ ایسا نہیں ہے اس
لئے اب وہ سینڈ سیکرٹری رابرٹ سے ملنے جا رہی تھی تاکہ اس سے
فلاور کے متعلق اصل معلومات حاصل کر سکے۔ کار میں بیٹھ کر جو
نے کار آگے بڑھائی ہرڈل اٹھا لیا گیا تھا اس نے جو لیا کا راز آگے لے گئی۔

نوجوان نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ جو لیا سر ملاتی ہوئی اس کے پیچھے چل پڑی۔ سجدہ لٹھوں بعد
وہ ایک آراستہ ڈرائیوگ میں موجود تھی۔ مسیح نوجوان اسے وہاں جھوڑ
کر باہر چلا گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک اصرار عمر باوقار
انٹی اندر داخل ہوا اس کے جسم پر تھری پیس سوٹ تھا۔ جو لیا اسٹر کر
کڑی ہو گئی۔

میرا نام رابرٹ ہے..... آنے والے نے مسکراتے ہوئے کہا
اور مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

سواری مجھے سنڈ الرچی ہے۔ اس نے میں ہاتھ نہیں ملایا کرتی۔ میرا
ہم مارگرٹ ہے۔..... جو لیا نے کہا۔

”وہ میری دوست ہیں میں نے دراصل ان سے ملاقات کرنی ہے۔ لیکن آپ کے سفارت خانے والے کہہ رہے ہیں کہ وہ ٹھیک ماہ پہلے چینی لے کر گرگٹ لینڈ چلی گئی ہیں حالانکہ وہ تین روز پہلے مجھے ملی ہیں۔ انہوں نے مجھے خود بتایا تھا کہ وہ کسی خاص مشن میں مصروف ہیں۔“ جولیائے کہا تو رابرٹ بے اختیار چونک پڑا۔

”کہاں ملی تھیں آپ کو وہ؟“ رابرٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ایک ہوٹل میں ملاقات ہوئی تھی..... جولیائے جواب دیا۔

”ایسا ممکن ہی نہیں ہے مس مارگرٹ۔ وہ تو گرگٹ لینڈ جا چکی ہیں اور اگر وہ واپس آئیں تو لامحالہ پہلے سفارت خانے رپورٹ کرتیں۔“ رابرٹ نے ہنست چبستے ہوئے لہجے میں کہا۔

”مجھے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے؟“ جولیائے جواب دیا۔

”تو آپ کا کیا خیال ہے میں جھوٹ بولی رہا ہوں؟“ رابرٹ کا لہجہ اور سخت ہو گیا۔

”سواری آپ شاید ناراض ہو گئے ہیں۔ میں معذرت خواہ ہوں۔ اب مزید بات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ میں نہیں چاہتی کہ آپ سے اس سوڈ میں بات ہوا جس نے مجھے اجازت دیں..... جولیائے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے جیسے آپ کی مرضی۔“ رابرٹ نے بھی اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور جولیائے سر ملاتی ہوئی دروازے کی طرف بڑھ

”اوہ اچھا تشریف رکھیں.....“ رابرٹ نے کہا۔

”شکر یہ.....“ جولیائے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور وہی نوجوان جس نے چھانک کھولا تھا۔ ٹرے میں شراب کا ایک جام رکھے داخل ہوا اور اس نے جام جولیائے کے سامنے رکھ دیا۔

”اسے لے جاؤ پلیز۔“ مجھے اس الرجی کی وجہ سے ڈاکٹر نے منع کر رکھا ہے.....“ جولیائے اس نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ٹھیک ہے لے جاؤ.....“ اس بار رابرٹ نے قدروے سخت لہجے میں کہا تو نوجوان نے جام اٹھا کر دوبارہ ٹرے میں رکھا اور واپس چلا گیا۔

”جی فرمائیے میڈم آپ کس موضوع پر بات کرنا چاہتی ہیں لیکن پہلے آپ اپنا شناختی کارڈ مجھے دکھا دیجئے تاکہ میں مطمئن ہو سکوں۔“ آپ واقعی صحابی ہیں.....“ رابرٹ شاید جولیائے کے ہاتھ نہ ملانے اور شراب سے انکار کرنے پر ناراض ہو گیا تھا اس لئے اس کے لہجے میں گرجو شکی کا عنصر یکجہ غائب ہو گیا تھا اور وہ اب سپاٹ لہجے میں بات کر رہا تھا۔

”کارڈ بھی دکھا دوں گی۔ پہلے یہ فرمائیے کہ آپ کے سفارت خانے کی تحریر سیکرٹری مس فلادر کہاں ہیں.....“ جولیائے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب آپ فلادر کے بارے میں کیوں پوچھ رہی ہیں۔“ رابرٹ نے چونک کر پوچھا۔

گئی۔

”اوہ ایک منٹ“ رابرٹ کے قریب سے گزرتے ہوئے جو لیا اس طرح ٹھٹھک کر رکی جیسے اچانک اسے کوئی خاص بات یاد آگئی ہو۔

”جی“ رابرٹ نے چونک کر پوچھا لیکن دوسرے لمحے جو لیا کا بازو بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور کنپٹی پر مخصوص انداز کی ضرب کھا کر رابرٹ بے اختیار جھٹکا ہوا اچھل کر صوفے پر گر ا اور پھر الٹ کر نیچے فرش پر پڑے ہوئے کالین پر جا گر۔ نیچے گر کر اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے جو لیا کی لات گھومی اور دوسری کنپٹی پر پڑنے والی ضرب نے رابرٹ کے جسم کو لپکت ساکت کر دیا۔ جو لیا تیزی سے آگے بڑھی اور اس نے جیرونی دروازے کی چٹختی لگا دی پھر وہ واپس مڑی اور اس نے فرش پر سبے ہوش پڑے ہوئے رابرٹ کو بازو سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے صوفے پر ڈالا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس کے کوٹ کو اس کی پشت کی طرف نیچے کرنا شروع کر دیا۔ جب کوٹ بازوؤں سمیت کافی نیچے ہو گیا تو اس نے دونوں ہاتھوں سے اس کا ناک اور منہ بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد رابرٹ کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگ گئے۔ جب یہ تاثرات واضح ہو گئے تو جو لیا نے دونوں ہاتھ ہٹائے اور پیچھے ہٹ کر کھڑی ہو گئی۔ چند لمحوں بعد رابرٹ نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں تو جو لیا نے اسے بازو سے پکڑ کر سیدھا کر کے بٹھا دیا۔ رابرٹ چند لمحوں تک تو لاشعوری انداز

میں کراہتا رہا پھر اس کی نظریں سامنے کھڑی ہوئی جو لیا پر جم گئیں۔ اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن کوٹ پشت کی طرف سے نیچے ہونے کی وجہ سے وہ اٹھ نہ سکا۔ پھر اس نے لاشعوری طور پر اپنے دونوں بازوؤں کو جھٹک کر کوٹ اوپر کرنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے وہ اس میں بھی ناکام ہی رہا تھا۔ جو لیا نے ایک طرف جا کر وہاں سے سادہ کر سی اٹھائی اور اسے لا کر رابرٹ کے سامنے رکھ کر وہ اطمینان سے اس پر بیٹھ گئی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے جیکٹ کی اندرونی جیب سے ایک پتلی دھار کا خنجر باہر نکال لیا۔ وہ دراصل پوری طرح تیار ہو کر آئی تھی۔ فی الحال اس نے کوٹھی میں موجود افراد کو ختم نہ کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ کیونکہ پہلے وہ رابرٹ سے ابتدائی پوچھ گچھ کرنا چاہتی تھی اگر اسے معلوم ہو گیا کہ رابرٹ کو فلاور کے بارے میں واقعی معلومات حاصل ہیں تو پھر وہ اس کے ملازمین اور کوٹھی میں موجود دیگر افراد کا خاتمہ کر کے رابرٹ سے تفصیلی معلومات حاصل کرے گی۔

”یہ۔۔۔ تم نے کیا کیا ہے۔ کون ہو تم“ رابرٹ نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا وہ شاید صرف سفارت کار تھا۔ ایسے حالات سے اس کا سابقہ پہلے نہ پڑا تھا اس لئے اس کی حالت خاصی خستہ نظر آ رہی تھی۔

”مسٹر رابرٹ یہ نیز دھار خنجر دیکھ رہے ہو۔ اگر تم نے فلاور کے بارے میں درست معلومات ہم نہ پہنچائیں تو اس خنجر کی نوک کے

پانی نہ پلایا گیا تو وہ ہوش میں ہی نہ آسکے گا۔ اس نے اس کا چہرہ سیدھا کیا پھر ایک ہاتھ سے اس کے جڑے بھینچے اور جگ میں موجود پانی اس کے حلق میں اندھیلنا شروع کر دیا۔ پانی جب رابرٹ کے حلق سے نیچے اترا تو اس کا بگڑا ہوا چہرہ نارمل ہونے لگ گیا۔ باقی پانی جو یا نے اس کی آنکھ پر اندھیل دیا۔ چند لمحوں بعد رابرٹ ایک بار پھر کراہتا ہوا ہوش میں آگیا۔ تو جو یا نے اسے پاؤں سے پکڑ کر ایک بار پھر سیدھا کر کے بٹھا دیا۔

”اب اگر بے ہوش ہوتے تو پھر ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاؤ گے۔“
جولیا نے خراتے ہوئے کہا۔

”مممم نے بتا تو دیا ہے اب تو مجھے چھوڑ دو۔“..... رابرٹ نے اس بار تقریباً دوتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ابھی تم نے صرف ابتدائی باتیں بتائی ہیں۔ مجھے ہر صورت میں غلاور کو نہیں کرنا ہے اس لئے اگر تم دوسری آنکھ بچانا چاہتے ہو تو اس بارے میں کوئی در سب مپ دو۔ لیکن یہ سن لو کہ اگر تم نے مپ غلط دی تو پھر چاہے تم پاتال میں ہی کیوں نہ چھپ جاؤ۔ موت تم تک پہنچ جائے گی۔“..... جولیا نے انتہائی سروسلیجے میں کہا۔

”تم۔ تم کون ہو۔“..... رابرٹ نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔
”سوال مت کرو۔ در۔ مجھے غصہ آجائے گا اور انیکٹ لہجے میں جہار اگلا کت کتا ہے۔“ یو لو کوئی مپ دو جس کے ذریعے حسی طور پر غلاور کو نہیں کیا جاسکے۔“..... جولیا نے خراتے ہوئے کہا۔

”مپ۔ مپ۔“..... رابرٹ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ سوچ رہا ہو۔ پھر چند لمحوں بعد وہ بے اختیار چونک پڑا۔

”ایک مپ ذہن میں آتی ہے۔ اس کے یہاں کے رائل کلب کے منیجر آسٹن سے بڑے گہرے تعلقات تھے وہ اس سے بہت ملتا رہتا تھا۔ اکثر آسٹن یہاں سفارت خانے میں بھی اس سے ملنے آتا تھا۔ ہو سکتا ہے اسے معلوم ہو۔ دراصل مجھے اس بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے کیونکہ میں نے کبھی اس کے معاملات میں دخل نہیں دیا۔“ رابرٹ نے کہا اور جولیا سمجھ گئی کہ رابرٹ جو کچھ کہہ رہا ہے درست کہہ رہا ہے اب اس پر مزید وقت ضائع کرنا حماقت ہے۔ سہتا پچہ وہ کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی اس کے ساتھ ہی اس کا بازو گھوما اور کینٹی پر ضرب کھا کر رابرٹ ایک بار پھر چٹکتا ہوا نیچے صوفے پر دوسرے پہلو کے بل گر اور پھر لڑھک کر نیچے قالین پر جا گر۔ جولیا کی لات حرکت میں آئی اور اس ضرب نے رابرٹ کے حرکت کرتے ہوئے جسم کو ساکت کر دیا۔ جولیا نے فخر اٹھا کر جیب میں ڈالا اور پھر قالین پر پڑے ہوئے رابرٹ کو محسوس کر اس نے صوفے کے عقب میں ڈالا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے دروازے کی پختی کھولی اور دروازہ کھول کر باہر آ گئی۔ باہر برآمدے اور نیچے پورج میں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ الٹے پھانک کے پاس بنے ہوئے کمرے کے دروازے کے پاس ہی نوجوان جس نے پھانک کھولا تھا موجود تھا۔ کمرے کا دروازہ خاصا

سے اس نے ایک بیگ نکال کر سیٹ بند کی اور بیگ اس پر رکھ کر اس نے اسے کھولا۔ بیگ کے اندر ایک مختلف ڈیزائن اور رنگ کا لباس اور میک اپ باکس موجود تھا۔ جولیا نے بن وپا کر کار کے شیشوں پر مرکری پیلیٹیں چڑھائیں۔ سلسلے اور بچھے والی ونڈ سکرین پر بھی مرکری پیلیٹڈ شیشے کی شیشیں چڑھ گئی تھیں۔ اس طرح باہر سے چاہے کوئی شیشے کے ساتھ آنکھ لگا کر بھی دیکھے تب بھی اندر نظر نہ آ سکتا تھا جب کہ اندر سے باہر آسانی سے دیکھا جاسکتا تھا۔ گو اس ذخیرے میں کسی کے آنے کا کوئی سوال نہ تھا لیکن اس کے باوجود جولیا نے حفظ مآلہم کے طور پر ایسا کیا تھا۔ اس نے اپنی کار میں یہ سارا سسٹم خصوصی طور پر نصب کرایا ہوا تھا کیونکہ مشن کے دوران اکثر اسے لباس تبدیل کرنے کی ضرورت پیش آتی رہتی تھی ویسے بھی اس خصوصی طور پر تیار کردہ کار میں اور بھی بہت سے جدید سسٹم موجود تھے جن میں آئوٹینک کھار اور ٹرینڈیٹوں کی تبدیلی۔ خفیہ مشین گنیں نائزوں پر بلٹ پروف کور جیسے سسٹم اس نے نصب کرا رکھے تھے مرکری پیلیٹڈ شیشے چڑھانے کے بعد جولیا نے کار کے اندر ہی لباس تبدیل کیا۔ اس کے بعد میک اپ باکس میں موجود سامان کی مدد سے اس نے اپنا میک اپ تبدیل کیا سسٹم میک اپ میں وہ انٹر مین ہذا اور عورت لگتی تھی۔ میک اپ تبدیل کر کے اس نے پہلے والا لباس اور میک اپ باکس دوبارہ بیگ میں رکھ کر اسے سیٹ کے نیچے بیٹے ہوئے باکس میں رکھا اور سیٹ بند کر کے اس نے ڈیش بورڈ کھولا اور

بھاری تھا اس لئے شاید رابرٹ کی جینٹیں باہر سنائی نہ دیں۔ جولیا نے دروازہ بند کیا اور تیز قدم اٹھاتی پورج میں کھڑی اپنی کار کی طرف بڑھ گئی۔ اسے کار کی طرف بڑھتے دیکھ کر نوجوان نے جلدی سے اٹھ کر پھانگ کھول دیا۔ جولیا جب کار میں بیٹھنے لگی تو اندرونی طرف سے وہی مسکلاؤی تیزی سے باہر آیا۔

”صاحب باہر نہیں آئے میڈم“..... مسکلاؤری نوجوان نے جولیا سے مخاطب ہو کر حریت بھرے لہجے میں پوچھا۔ اس کی نظریں ڈرائنگ روم کے بند دروازے پر جمی ہوئی تھیں۔ اس کے چہرے پر حریت کے ساتھ ساتھ قدرے تذبذب کے آثار نمایاں تھے جیسے وہ فیصلہ نہ کر پا رہا ہو کہ ڈرائنگ روم میں جائے یا نہ جائے۔

”وہ اہم کاغذات کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ انہیں ڈسٹرب نہ کیا جائے“..... جولیا نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا تو نوجوان کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے اور اس نے اس انداز میں سر ہلادیا جیسے اب وہ کتنی کشمکش سے آزاد ہو گیا ہو۔ جولیا نے کار سٹارٹ کی اور دوسرے لمحے تیزی سے کھلا ہوا پھانگ کر اس کے وہ سائیڈ پر مڑی اور تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ کالونی کی چیکنگ پوسٹ کو کر اس کرتی ہوئی شہر کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ کافی آگے آنے کے بعد اس نے کار سڑک کی سائیڈ پر موجود گھنے درختوں کے ایک چھوٹے سے ذخیرے کی طرف موڑ دی۔ ذخیرے میں پہنچ کر اس نے سائیڈ سیٹ کو اٹھایا اور نیچے بیٹے ہوئے باکس میں

کے افراد کا پسندیدہ ترین کلب تھا۔ گوہاں کی ممبر شپ محدود تھی لیکن گیٹ کے نام پر مخصوص رقم کی ادائیگی کے بعد کوئی بھی اس کلب میں آ جا سکتا تھا۔ پارکنگ میں جدید ماڈل کی رنگ برنگی کاروں کی خاصی تعداد موجود تھی۔ جو یا نے اپنی کار ایک خالی جگہ پر روکی اور نیچے اتر آئی۔ پارکنگ ہوائے نے جلدی سے کار ڈاس کے حوالے کیا تو جو یا نے اسے پارکنگ فیس کے ساتھ بھاری ٹپ بھی دی۔ یہاں پارکنگ فیس پیشگی وصول کی جاتی تھی۔ جو یا چونکہ پہلے بھی کئی بار یہاں آ چکی تھی اس لئے اسے یہاں کے اصولوں کا علم تھا۔ ویسے وہ اور سیکرٹ سروس کے بیشتر ارکان اس کلب کے باقاعدہ ممبرز تھے۔ ہر کلب ممبر کو مخصوص نمبر اور کوڈ دیا جاتا تھا۔ ممبرز کے لئے مخصوص گیٹ پر باقاعدہ کمیونٹر نصب تھا جن میں ہر جانے والا اپنا مخصوص نمبر اور کوڈ فیز کرتا تھا تو دروازہ خود بخود کھل جاتا تھا جب کہ کمیونس کے لئے علیحدہ دروازہ تھا جہاں ساتھ ہی انیک کاؤنٹر بنا ہوا تھا۔ وہاں ایک روز کے لئے بھاری رقم کی ادائیگی کے بعد اندر جانے کے لئے خصوصی کارڈ ملتا تھا اور یہ کارڈ وہاں نصب مخصوص خلعے میں ڈالا جاتا تو دروازہ کھلتا تھا۔ باہر جانے کے لئے علیحدہ ڈبل ڈور تھے جو صرف باہر جانے کے لئے کھلتے تھے وہاں سے اندر کوئی نہ جا سکتا تھا۔ کلب کی آرائش و زیبائش انتہائی شاندار تھی اور یہاں کا ماحول اس قدر پرسکون ہوتا تھا کہ تھکا ہوا اور اعصابی دباؤ کا شکار آدمی کلب میں داخل ہوتے ہی اپنے آپ کو خوش و غرم اور تازہ دم محسوس کرنے لگتا تھا۔ ویسے یہاں دنیا بھر

اس کے اندر ہاتھ ڈال کر بہت بین دبائے تو ایک چھوٹی سی پلیٹ باہر آگئی جس پر چھوٹے بڑے کئی رنگوں کے بین لگے ہوئے تھے۔ جو یا نے یکے بعد دیگرے دو بین پریس کیے اور پلیٹ کو واپس ڈیش بورڈ کے اندر سائیڈ میں فٹ کر کے ڈیش بورڈ بند کر دیا۔ اس کے بعد اس نے مرکزی پلیٹ ڈیشوں کو روبرو کرنے والا بین پریس کیا تو سرکری پلیٹ ڈیشے غائب ہو گئے اور اس کے ساتھ ہی جو یا نے کار سنارٹ کی اور اسے سوز کر واپس سڑک کی طرف لے گئی۔ اسے معلوم تھا کہ کار کا نہ صرف رنگ تبدیل ہو چکا ہے بلکہ اس کی نمبر پلیٹ بھی اب پہلے سے مختلف ہو چکی ہوگی۔ یہ سب کچھ اس نے اس لئے کیا تھا کہ رابرٹ کا تعلق سفارت خانے سے تھا اور رابرٹ نے ظاہر ہے ہوش میں آتے ہی پولیس کو اس کا حلیہ اور لباس کی تفصیلات بتا دیں ہیں اور اس کے ملازموں نے کار کا رنگ ماڈل اور نمبر وغیرہ پولیس کو نوٹ کرا دیئے ہیں اور جو یا جانتی تھی کہ پولیس سفارت خانے کے معاملات میں بے حد تیزی دکھاتی ہے لیکن اب ظاہر ہے وہ اگر دوبارہ رابرٹ کی کو بھی کار لے کر پہنچ جائے تو رابرٹ اور اس کے ملازم بھی اسے نہ پہچان سکیں گے۔ اس طرح جو یا اب اطمینان سے اپنی کار روانی مکمل کر سکتی تھی اس کی کار کا رخ اب رائل ہوٹل کی طرف تھا۔ وہ اب جلد از جلد اس کلب کے نیچر آسٹن تک پہنچنا چاہتی تھی۔ تقریباً ایک گھنٹے کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد جو یا رائل کلب کی چار منزلہ جدید تعمیر شدہ شاندار عمارت کے کپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہوئی یہ کلب پاکیشیا کے اعلیٰ طبقے

سفارت خانے کے سینئر سیکرٹری مسٹر رابرٹ کا پیغام آپ تک پہنچا جانتی ہیں۔..... کاؤنٹر گرل نے موبائل لے کر کہا اور پھر دوسری طرف سے سن کر اس نے ریسور کھ دیا۔

”نیجر صاحب دس منٹ بعد آپ سے ملاقات کریں گے آپ تشریف رکھیں۔..... لڑکی نے کہا۔“

”ان کے آفس کے ساتھ دیشنگ روم ہو گا میں وہاں بیٹھ جاتی ہوں۔..... جولیانے کہا کیونکہ جولیا سمجھ گئی تھی کہ دس منٹ نیجر نے اس لئے نہیں ہیں تاکہ اس دوران وہ رابرٹ کو فون کر کے اس سے گفتگو کرے اور وہ اپنی بات نہیں چاہتی تھی۔“

”میس میڈم۔..... کاؤنٹر گرل نے کہا اور ایک سائینل پر کھڑے ہوئے نوجوان کو اشارے سے بلایا۔ باوردی نوجوان کے سینے پر سپر وائزر کا بیج لگا ہوا تھا۔

”میڈم کو نیجر صاحب کے آفس دیشنگ روم تک چھوڑ دو۔“ کاؤنٹر گرل نے جولیا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس سپر وائزر سے کہا

”کیسے میڈم۔..... سپر وائزر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جولیا سے کہا اور تیزی سے ایک راہداری کی طرف مڑ گیا۔ جولیانے کاؤنٹر گرل کا شکریہ ادا کیا اور سپر وائزر کے پیچھے چلتی ہوئی اس راہداری کی طرف بڑھ گئی۔ راہداری کے آخر میں ایک دروازہ تھا جس کے باہر نیجر کی بیٹ لگی ہوئی تھی۔ سپر وائزر نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا اور ایک مائینل پر ہٹ گیا۔ جولیا اندر داخل ہوئی تو ایک خاصا بڑا دیشنگ روم

پائی جانے والی ہر قسم کی شراب اور دیگر مشروبات کے علاوہ پوری دنیا کے مشہور کھانے بھی ملتے تھے۔ اس کے علاوہ کلب میں خصوصی طرز کے سنے ہوئے بھاپ والے حماموں سے لے کر سپیشل روزنک موجود تھے۔ غرضیکہ یہاں ہر وہ بہولت ممبر کو مہیا کی جاتی تھی جس کا کوئی آدمی تصور نہ کر سکتا تھا۔ جولیا ممبر ڈیگٹ سے اندر داخل ہوئی تو بین ہال آدمے سے زیادہ بھر چکا تھا جس میں مقامی مر۔ اور عورتوں کے علاوہ غیر ملکی عورتوں اور مردوں کی تعداد بھی کافی نمایاں تھی۔ جولیا تیز قدم اٹھاتی ایک سائینل پر سنے ہوئے وسیع و عریض کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئی جہاں چار مقامی عورتیں اور دو غیر ملکی عورتیں موجود تھیں۔

”میس میڈم۔..... جولیا کے کاؤنٹر پر پہنچنے ہی ایک غیر ملکی لڑکی نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا چونکہ جولیا انگریز عین میک اپ میں تھی اس لئے اسے غیر ملکی لڑکی نے ہی انڈ کیا تھا۔

”نیجر مسٹر اسٹن سے ملنا ہے۔ گریٹ لینڈ سفارت خانے کے سینئر سیکرٹری مسٹر رابرٹ کا ایک اہم پیغام دینا ہے۔..... جولیانے جواب دیا۔

”میں معلوم کرتی ہوں۔..... کاؤنٹر گرل نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور کاؤنٹر پر موجود انٹر کام کا ریسور اٹھا کر اس نے یکے بعد دیگرے دو بین کریس کر دیئے۔

”کاؤنٹر سے کیسٹی بول رہی ہوں۔ ایک انگریز عین خاتون تشریف لائی ہیں۔ وہ آپ سے ملنا چاہتی ہیں ان کا کہنا ہے کہ گریٹ لینڈ کے

درشت لہجے میں اندر آنے والی لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا تو نیجر نے بھی ہاتھ کے اشارے سے اسے واپس جانے کا کہہ دیا اور لڑکی خاموشی سے باہر چلی گئی۔

”جہار انا م آسنن ہے۔۔۔۔۔ جو یا نے میرے قریب جا کر اسی طرح درشت لہجے میں کہا۔

”ہاں مگر آپ کون ہیں۔۔۔۔۔ آسنن نے بھی قد سے تلخ لہجے میں کہا وہ اب کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا مگر دوسرے لہجے اس کی آنکھیں پھیلنے لگی تھیں اور اس کے حلق سے گھٹی گھٹی سی چیخ نکلی جب جو یا نے انا تک اس کی گردن میں ہاتھ ڈال کر پلک جھپکنے میں میری سائیڈ سے ٹھج کر ایک سائیڈ پر پڑے ہوئے صوفے کی طرف دھکیل دیا۔

”اور آؤ بیٹھو میں نے تم سے انتہائی سیکرٹ بات کرنی ہے اور میرے پاس وقت نہیں ہے۔۔۔۔۔ جو یا نے انتہائی کڑخت لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ جو یا کے دھکے سے صوفے پر گر پڑنے والا نیجر سمجھتا جو یا نے میرے رکھے ہوئے فون اور انٹرکام دونوں کے رسیور اٹھا کر میرے رکھے ہوئے اور واپس نیجر کی طرف مڑ گئی۔

”سنو اگر تم نے میرے سوال کا جواب دینے میں ایک لمحے کے لئے بھی ہچکچاہٹ دکھائی تو دوسرے لمحے تمہاری گردن اس طرح کٹ چکی ہو گی جس طرح تار سے صابن کٹتا ہے۔۔۔۔۔ جو یا نے جیکٹ کی اندرونی جیب سے تیز دھار خنجر نکال کر اس کی نوک نیجر کی گردن پر رکھتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔ تو نیجر کی حالت دیکھنے والی ہو

تھا جس میں صوفوں پر کئی سرد اور عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں۔ عجز دیوار میں ایک اور دروازہ تھا جس پر نیجر آسنن کی نیم بیٹ لگی ہوئی تھی۔ اس کے باہر ایک کاؤنٹر تھا جس کے پیچھے ایک غیر ملکی لڑکی سلٹے فون رکھے ہوئے بیٹھی ہوئی تھی۔ جو یا سیدھی اس کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئی۔

”میں میڈم۔۔۔۔۔ لڑکی نے یونک کر جو یا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا لیکن جو یا اسے کوئی جواب دینے بغیر آگے بڑھی اور نیجر کے آفس کے دروازے کو دھکیلتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔

”یہ۔۔۔ کیا رک جلیتے۔۔۔۔۔ لڑکی نے گھبرا کر کہہ دے ہوئے کہا لیکن جو یا اندر داخل ہو چکی تھی۔ انتہائی خوبصورت انداز میں سبجے ہوئے آفس میں ایک بڑی سی دفتری میز کے پیچھے ایک نوجوان تھری بیس نوٹ میں ملبوس کرسی پر بٹھا رسیور کان سے لگائے ہوئے تھا۔ اس نے یونک کر جو یا کی طرف دیکھا اور پھر جلدی سے رسیور کو دیا۔

”آپ بغیر اجازت۔۔۔۔۔ نیجے نے ہونٹ کاٹتے ہوئے جو یا سے مخاطب ہو کر کہا جو بڑے اطمینان سے اس کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اسی لمحے عقبی دروازہ کھلا اور باہر کاؤنٹر پر بیٹھی ہوئی لڑکی اندر داخل ہوئی۔

”باس یہ خاتون۔۔۔۔۔ لڑکی نے احتجاج کرتے ہوئے کہنا چاہا۔
”واپس جاؤ۔ ات ازمپ سیکرٹ۔۔۔۔۔ جو یا نے مڑ کر انتہائی

لے میں گردن کاٹ دوں گی..... جو لیانے غراتے ہوئے کہا اس کے لہجے میں اس بار اس قدر سرد مہری تھی کہ آسنن کے جسم نے جھٹکے کھانے شروع کر دیے۔

”وہ وہ کل وہاں بیٹھے گی۔ وہ سیاہوں کے ایک گروپ کے ساتھ گئی ہے۔ یہ سب خصوصی دیگن پر گئے ہیں۔ ناپ دے ٹریولنگ ایجنسی کے گروپ کے ساتھ..... آسنن نے گھبرائے ہوئے لہجے میں تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

”میں پوچھ رہی ہوں یہ ناہنگ کہاں ہے..... جو لیانے غراتے ہوئے کہا۔

”شمالی علاقوں کے اختتام پر شکران کا سرحدی قصبہ ہے۔ سیاح وہاں جا سکتے ہیں خصوصی پر مشمولے کر..... آسنن نے جواب دیا۔

”تمہیں کیسے معلوم ہوا ہے یہ سب کچھ جلدی بتاؤ..... جو لیانے کہا۔

”مجھے فلادر نے خود بتایا تھا۔ وہ کل صبح یہاں سے روانہ ہوئے ہیں اس سے ایک روز پہلے فلادر نے پورا دن میرے ساتھ گزارا تھا۔ آسنن نے جواب دیا۔

”کیا وہ اصل جہرے سے گئی ہے یا کسی میک اپ میں گئی ہے۔“

”جولیانے پوچھا۔

”مجھے نہیں معلوم ہاں جب وہ میرے پاس آئی تھی تو میک اپ میں تھی۔ ایک ریسمین بنی ہوئی تھی۔ بعد کا مجھے علم نہیں ہے..... آسنن

گئی۔

”آپ آپ کون ہیں۔ یہ کیا۔ کیا طریقہ ہے.....“ منجر نے بوجھلے ہوئے لہجے میں کہنا چاہا تو جولیانے خنجر پر دباؤ ڈال دیا تو منجر کے حلق سے چیخ سی نکلی۔ اس نے بے اختیار اٹھنے اور ہاتھ اٹھا کر خنجر پر ڈالنے کی کوشش کی۔

”خبردار اگر حرکت کی تو..... جولیانے غراتے ہوئے کہا تو منجر ہلکتے بے حس و حرکت ہو گیا۔ اب اس کے بہرے پر ہلکتے شدید خوف کے تاثرات ابھرتے تھے۔ شاید وہ اب جولیا کے اس انداز اور بے باکی سے خوف زدہ ہو گیا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ جولیا کے بہرے پر ہلکتے جو سفاکی سی ابھرتی تھی اس نے بھی منجر کے حواس پر اثر ڈالا تھا۔

”فلادر کہاں ہے بولو..... جولیانے اسی طرح غراتے ہوئے کہا۔

”فف فف فلادر۔ مم مم مجھے.....“ منجر نے ہراساں سے لہجے میں کہنا شروع کیا۔

”خبردار اگر نہیں کا لفظ استعمال کیا۔ بتاؤ کہاں ہے وہ۔“ جولیانے اس کی بات کو کاٹتے ہوئے خنجر کی نوک پر اور دباؤ بڑھاتے ہوئے کہا اور منجر کی گردن سے خون کی لکیری بہہ کر اس کے کالر میں جذب ہونے لگ گئی۔ منجر کے بہرے پر اب خوف کے ساتھ ساتھ تکلیف کے تاثرات ابھرتے تھے۔

”وہ۔ وہ ناہنگ گئی ہے..... اچانک منجر کے منہ سے نکلا۔

”ناہنگ وہ کہاں ہے کب گئی ہے۔ پوری تفصیل بتاؤ۔ ایک

نے جواب دیا۔

”جہاں اب اس سے رابطہ ہو سکتا ہے“..... جولیا نے ہنس کر
جباتے ہوئے پوچھا۔

”نہیں وہ تو سفر میں ہو گی۔ اس نے کہا تھا کہ وہ ایک ہفتے بعد
واپس آئے گی۔“..... آسن نے جواب دیا تو جولیا ہنچے ہٹ گئی۔

”اب سن لو۔ اگر تم نے کسی کو بھی میرے متعلق بتایا تو دوسرا
سانس نہ لے سکو گے۔ ایکریا کے دس پیشہ ور قاتل مسلسل جہادی
نگرانی کریں گے اور میرے ایک اشارے پر اندھیرے سے آنے والی
گوئی جہاں رات ختم کر سکتی ہے اس بات کو یاد رکھنا۔“..... جولیا نے
غراتے ہوئے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گئی۔ تھوڑی دیر بعد
وہ اپنی کار میں یہی تیزی سے اپنے فلیٹ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی
وہ اب ایکسٹن کو ساری رپورٹ دیتا جا رہی تھی تاکہ فلاح کو تباہ تک میں
داخل ہونے سے پہلے پکڑا جاسکے۔

عمران رانا باؤس میں پہنچ کر جیسے ہی کار سے اترا اس نے برآمدے میں
کھڑا ہوا ٹائگر تیزی سے آگے بڑھا۔
”مخود خان کو میں لے آیا ہوں یاں“..... ٹائگر نے کہا۔
”گڈ کوئی پرابلم تو پیش نہیں آیا۔“..... عمران نے تحسین آمیز لہجے
میں کہا۔

”نوسر۔ میں نے ماسٹر کی سے دروازہ کھولا اور اچانک اس کے سر پر
پہنچ گیا اسے بے ہوش کر کے میں نے خفیہ راستہ تلاش کیا اور پھر اس
رہسے سے اسے ہوٹل سے باہر لے آیا۔ وہاں آؤٹ وے کے قریب میں
نے اسے لٹایا اور جا کر اپنی کار وہاں خفیہ آؤٹ وے میں پہنچائی اور اسے
کار کی عقبی سیٹوں کے درمیان ڈال کر یہاں پہنچا دیا۔“ ٹائگر نے
تفصیل بتاتے ہوئے کہا وہ عمران کے پیچھے چلتا ہوا اندرونی طرف کو
بڑھا چلا جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد عمران زبردست دروم میں پہنچ گیا جہاں کرسی

پر ایک آدمی راڈز سے بکڑا ہوا موجود تھا لیکن اس کا چہرہ مختلف تھا۔
کمرے میں جو ذف پہلے سے موجود تھا۔

اس کا میک اپ دانش کرو جو ذف عمران نے جو ذف سے
کہا اور ٹائیکر کو اپنے ساتھ بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے وہ خود بھی ایک
کرسی پر بیٹھ گیا۔ جو ذف نے ایک الماری سے میک اپ واشنگ لالہ اور
اسے لاکر محمود خان کے چہرے پر فٹ کرنے میں مصروف ہو گیا۔
تھوڑی دیر بعد جب اس نے واشنگ لالہ تو محمود خان اصل چہرے میں آچکا
تھا اور اس کے ساتھ ہی اس کے جسم میں حرکت کے آثار بھی ابھرتے
تھے۔ شاید میک اپ واشنگ مخصوص محراب نے اسے ہوش دلادیا تھا
جو ذف میک اپ واشنگ لالہ واپس الماری کی طرف بڑھ گیا۔ چند
لمحوں بعد محمود خان نے کمرے سے نکلے انکھیں کھول دیں۔ پہلے تو اس کی
آنکھوں میں وحشت سی چھائی رہی پھر آہستہ آہستہ وہ پوری طرح ہوش
میں آگیا اور اس نے پوری طرح ہوش میں آتے ہی آنکھیں کی کوشش کی
لیکن ظاہر ہے راڈز میں بکڑے ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمکس کر رہ
گیا۔

تم تم۔ تم۔ تم میرا مطلب ہے تم کون ہو اور یہ میں کہاں
ہوں۔۔۔۔۔ محمود خان نے بو کھلائے ہوئے انداز میں سانسے بیٹھے
ہوئے تھان۔ دُور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

ذہنی طور پر نجات دہیوار ہو محمود خان۔ تجھے پہچان لینے کے باوجود
تم میرا نام لینے لینے اس لئے بات بدل گئے ہو کہ اس میک اپ میں

ظاہر ہے تم مجھے نہیں پہچان سکتے تھے۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

محمود خان کون محمود خان۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔۔۔۔۔ محمود خان
نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔

تم اب اصل چہرے میں ہو۔ تمہارے چہرے سے میک اپ
صاف ہو چکا ہے اور تمہارا یہ چہرہ صرف میں ہی نہیں پاکیشیا کے لاکھوں
لوگ پہچانتے ہیں۔ انتہائی شریف کچی اور غریبوں کا ہمدرد چہرہ۔
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

مم مم میرا نام تو ایم کے خان ہے۔ میں تو۔۔۔۔۔ محمود خان نے
رک رک کر کہا۔

جو ذف اسے آئینہ دکھا دو ورنہ یہ یونہی وقت ضائع کرتا رہے
گا۔۔۔۔۔ عمران نے مرکز جو ذف سے کہا تو جو ذف سر ملاتا ہوا اڑا اور اس
نے ایک بار پھر الماری کھولی اور اس میں سے آئینہ نکال کر وہ محمود خان
کی طرف مڑ آیا جو ہونٹ سمجھنے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے آئینہ اس
کے چہرے کے سانسے کر دیا۔

اچھی طرح دیکھ لو کہ تم کس چہرے میں ہو۔۔۔۔۔ عمران نے کہا
اور اس کے ساتھ ہی اس نے جو ذف کو ہٹ جانے کا اشارہ کیا جو ذف
نے آئینہ ہٹایا اور واپس الماری کی طرف مڑ گیا۔

الماری سے کوڑا بھی نکالا لانا جو ذف۔ محمود خان صاحب شاید اپنے
مضبوط اعصاب کا مظاہرہ کرنا پسند کریں۔۔۔۔۔ عمران نے جو ذف سے

”یہ آخر تم کیسے نام لے رہے ہو۔ مجھ کسی کے بارے میں کچھ نہیں معلوم اور سنو تم نے مجھے اس طرح کیوں جکڑ رکھا ہے۔ تم جانتے نہیں ہو کہ میں کس قدر اہم شخصیت ہوں۔ مجھ کو مجھے درنہ۔“
 محمود خان استاد صلیکوں پر اتر آیا تھا۔
 ”جوزف.....“ عمران نے پاس کھڑے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں پاس.....“ جوزف نے فوراً ہی جواب دیا۔
 ”محمود خان کی ایک آنکھ نکال دو.....“ عمران نے سر دھجے میں کہا۔
 ”میں پاس.....“ جوزف نے جواب دیا اور تیزی سے محمود خان کی طرف بڑھنے لگا۔

”کیا۔ کیا مطلب.....“ محمود خان دیو ہیکل جوزف کو اس جارحانہ انداز میں اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر بوکھلائے ہوئے لہجے میں بول پڑا۔
 ”مطلب ابھی تمہیں سمجھ آجائے گا.....“ عمران نے سر دھجے میں کہا اور اسی لمحے جوزف نے اپنی موٹی سی انگلی کو نیزے کی طرح سیدھا کیا اور دوسرے لمحے کرہ محمود خان کے حلق سے ٹکٹنے والی انتہائی کر بناک چب سے گونج اٹھا۔ جوزف نے انتہائی سرد مہری اور بے رحمی سے انگلی اس کی دائیں آنکھ میں داخل کی کسی نیزے کی طرح مار دی تھی۔ دوسرے لمحے اس نے انگلی واپس کھینچی تو محمود خان کے حلق سے چپے درپے چھٹیں ٹکٹنے لگیں۔ وہ رکی طرح ادھر ادھر سر مار رہا تھا۔ اس کا پورا

کہا اور جوزف نے اشارت میں سر ہلا دیا۔
 ”تم..... تم نے مجھے کیوں قید کیا ہے۔ یہ ٹھیک ہے میں محمود خان ہوں اور اپنے سیاسی دشمنوں سے بچنے کے لئے میں میک اپ کر کے ہوٹل میں چھپا ہوا تھا لیکن یہ کوئی جرم تو نہیں.....“ محمود خان نے کہا۔

”ہاں واقعی یہ جرم نہیں ہے لیکن غیر ملکی پمپنوں سے مل کر وزارت دفاع کے ریکارڈر دم سے انتہائی اہم فائل الزوانا ایسا بھیانک جرم ہے محمود خان کہ تم تو تم جہاری آئندہ نسلیں بھی اس کا فیضہ بھگتنی رہیں گی.....“ عمران کا لہجہ ٹکٹت۔
 ”کیا کہہ رہے ہو تم۔ مجھ جیسا آدمی اپنے ملک کے خلاف کیسے کوئی جرم کر سکتا ہے.....“ محمود خان نے ترش لہجے میں کہا۔ وہ اب ذہنی طور پر پوری طرح سنبھل چکا تھا۔

”غلاور کو جانتے ہو.....“ عمران نے پوچھا۔
 ”کون غلاور.....“ محمود خان نے چونک کر پوچھا۔
 ”گریٹ لینڈ سفارت خانے کی تھرڈ سیکرٹری.....“ عمران نے کہا۔

”میرا کسی سفارت خانے سے کیا تعلق.....“ محمود خان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
 ”پروفیسر فضل حسین سے تو یقیناً تم واقف ہو گے.....“ عمران نے کہا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ خدا کے لئے رک جاؤ۔۔۔۔۔" یکت محمد خان نے گھگھکیاتے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران نے ہاتھ اٹھا کر جو ف کو روک دیا۔ جو ف عمران کا اشارہ ملتے ہی اس طرح رک گیا جیسے کوئی روٹ کر ختم ہو جانے پر رک جاتا ہے۔

"دیکھو محمد خان تم جس جگہ موجود ہو یہاں کہیں ہر وہ بات بتائی پڑے گی جو میں پوچھوں گا اور نہ جہادی ایک ایک بڑی توڑی جاسکتی ہے۔ ناک کان اور زبان کاٹی جاسکتی ہے۔ دونوں آنکھیں نکالی جاسکتی ہیں۔ اس کے بعد جہادے بے حس و حرکت جسم کو کسی بھی فٹ ہاتھ پر پھینکا جاسکتا ہے۔ اس کے بعد جب تم پر لکھیاں بھینچنا میں گی اور تم انہیں ہٹا بھی نہ سکو گے نہ بول سکو گے نہ کسی کو بتا سکو گے کہ تم کون ہو۔ لوگ جہادی حالت دیکھ کر نفرت سے منہ پھیر کر چلے جائیں گے تو پھر کہیں احساس ہو گا کہ زندگی کس قدر خوفناک ہوتی ہے اور یہاں ہمارا ہاتھ روکنے والا کوئی نہیں ہے۔ میں نے صرف ایک اشارہ کیا ہے اور جہادی ایک آنکھ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو چکی ہے لیکن ابھی جہادی دوسری آنکھ موجود ہے اور جہادے جسم کی ساری ہڈیاں ابھی تک سلامت ہیں۔ ابھی تم آسان زندگی گزار سکتے ہو۔ لیکن اگر تم نے اب میرے سوالوں کے درست جواب نہ دیے تو میں اٹھ کر چلا جاؤں گا اور اس کے بعد جہادے ساتھ وہی کچھ ہو گا جو کچھ میں نے پہلے بتایا ہے۔ بولو تم کیا چاہتے ہو۔۔۔۔۔" عمران نے اہتائی سرور لہجے میں کہا تو محمد خان کا جسم خوف کی شدت سے جھٹکنے لگ گیا

جسم اس طرح لرز رہا تھا جیسے اسے اچانک جازے کا تیز بخار چڑھ آیا ہو اس کی آنکھ سے خون اور مواد بہہ رہا تھا۔ اس کا چہرہ تکلیف کی اہتائی شدت سے بری طرح سج ہو گیا تھا۔ دوسری آنکھ بند تھی اور پھر اس کی گردن دھلک گئی وہ تکلیف کی اہتائی شدت برداشت نہ کر سکنے کی وجہ سے بے ہوش ہو گیا تھا۔ جو ف نے اطمینان سے اپنی خون میں تھری ہوئی انگلی محمد خان کے لباس سے صاف کرنا شروع کر دی۔

"بڑے ہوش میں لے آؤ لیکن خیال رکھنا اس کے جبرے نہ ٹوٹیں کیونکہ ابھی اس نے میرے بہت سے سوالوں کے جواب دیئے ہیں۔" عمران نے جو ف سے کہا اور اسی کے ساتھ ہی جو ف نے ایک ہاتھ سے محمد خان کا سر پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے اس کے چہرے پر نگار تھپڑ مارنے شروع کر دیئے گو وہ اپنی طرف سے عمران کی بدایت کے مطابق آہستہ آہستہ تھپڑ مار رہا تھا لیکن اس کا آہستہ تھپڑ بھی محمد خان کے لئے اہتائی زور دار ثابت ہوا تھا۔ چنانچہ دوسرے تھپڑ بری محمد خان جمع مار کر ہوش میں آگیا اور جو ف پیچھے ہٹ گیا۔

"جہیں اندازہ ہو گیا ہو گا محمد خان کہ تم کس قدر اہم شخصیت ہو۔۔۔۔۔" عمران نے سر دھتے میں کہا۔

"تم۔ تم قلم بے درد سفاک آدمی ہو۔ تم۔ تم۔۔۔۔۔" محمد خان نے یکت بذاتی انداز میں پچھتے ہوئے کہا۔

"جو ف اس کی دوسری آنکھ بھی نکال دو۔۔۔۔۔" عمران نے اہتائی سرور لہجے میں کہا تو جو ف ایک بار پھر محمد خان کی طرف بڑھنے لگا۔

کہاں ہے..... عمران نے کہا تو محمود خان کی نک جانے والی اہلوقی آنکھ
حیرت سے پھیلتی چلی گئی۔
- تم - ہمیں کیسے یہ سب کچھ معلوم ہو گیا..... محمود خان نے
کہا۔

میرے پاس اس کے حتی ثبوت موجود ہیں۔ ہمیں شاید معلوم
نہ ہو کہ پروفیسر فضل حسین ذاتی ڈائری لکھنے کا عادی تھا اور اس نے
ڈائری میں سب کچھ لکھ دیا۔ پھر مرتے وقت اس نے اپنے خون سے
فرش پر فلادور، گریٹ لینڈ کے سفارت خانے اور فاعل کے بارے میں
نفاذی ہر کی دی تھی۔ اس کے علاوہ وزارت دفاع کے ریکارڈروم میں
ایک فضائیہ کیریئر نصاب تھا جس میں ایسی تکنیک موجود ہے کہ چاہے
کیسا ہی میک اپ کیوں نہ کیا گیا ہو وہ اصل ہتھوڑے کی فلم بنالیتا ہے
اس طرح فلادور کی وہاں ساری کارروائی کی فلم بندی ہو گئی جس کا علم
فلادور کو بھی نہیں ہوتا۔ یہ تمام ثبوت ہمیں اور فلادور دونوں کو پھانسی
کے پھندے پر لٹکا سکتے ہیں لیکن اگر تم مجھے بتا دو کہ فلادور اور فاعل
کہاں ہے تو میرا وعدہ کہ جہاز کے خلاف ثبوت عدالت میں پیش نہ کیے
جائیں گے اور نہ تم پر کوئی مقدمہ قائم کیا جائے گا۔ تم اسی طرح
ہمدرد اور مخیر آدمی بنے رہو گے۔ آنکھ کے بارے میں تم کہہ سکتے ہو کہ
جہاز یہ آنکھ کسی حادثے میں ضائع ہو گئی ہے۔ اس سے ہمیں کوئی
فرق نہیں پڑے گا..... عمران نے جواب دیا۔
میں ہمیں سب کچھ بتا دیتا ہوں خدا کے لئے مجھے معاف کر دو۔

اس نگاہ خوف کی شدت سے زرد پڑ گیا تھا۔
- تم - تم مجھ پر رحم کھاؤ۔ میں ہمیں سب کچھ بتا دیتا ہوں۔ سب
کچھ..... محمود خان نے خوف کی شدت سے ہکلاتے ہوئے لہجے میں
کہا۔

ہمیں کچھ بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم جو سب کچھ مجھے بتانا
چاہتے ہو۔ وہ میں پہلے سے جانتا ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ تم پروفیسر
فضل حسین سے غلط کام کرتے رہے ہو اور اسے ہماری رقصیں ہر شے
ادا کرتے رہے ہو۔ تم نے پروفیسر فضل حسین سے کہا کہ تم اس کی
مدد سے سرکاری فاعل اڑانا چاہتے ہو تو پروفیسر فضل حسین نے انکار کر
دیا لیکن تم نے اسے بلیک میل کر کے اور دھمکی دے کر رضامند کر لیا
پھر فلادور جو لیا کو ساتھ لے کر پروفیسر فضل حسین کی رہائش گاہ پر گئی۔
وہاں پروفیسر فضل حسین نے جو لیا کے ذہن میں یہ بات راج کر دی
کہ اس نے عمران کے ساتھ جا کر وزارت دفاع کے ریکارڈروم سے
فاعل اڑائی ہے لیکن یہ کام دراصل فلادور نے کیا تھا۔ اس نے اپنے جسم
کی پیڈنگ کی اور اپنے ہتھوڑے پر جو لیا کا خصوصی میک اپ کیا اور جو لیا
کے میک اپ میں جا کر اس نے وزارت دفاع کے ریکارڈروم میں بے
دریغ قتل و غارت کی اور وہاں سے فاعل اڑا کر وہ واپس آگئی۔ اس نے
اپنا میک اپ ختم کیا۔ جو لیا کو اس کے فلیٹ پہنچایا اور پروفیسر فضل
حسین کو ہلاک کر دیا۔ تم یہی سب کچھ مجھے بتانا چاہتے ہو ناں۔ لیکن
سب کچھ مجھے پہلے سے معلوم ہے۔ تم صرف یہ بتاؤ کہ فلادور اور وہ فاعل

بتا دی۔

”اس کا خیال رکھنا۔ جوزف“..... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔
 ”اب میرے لئے کیا حکم ہے“..... باہر آکر نانگیر نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”تم اب جا سکتے ہو۔ اب یہ رپورٹ چیف تک پہنچ جائے گی اور پھر باقی کام چیف خود کرے گا“..... عمران نے کہا اور نانگیر سلام کر کے تیزی سے پورچ میں کھڑی اپنی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ عمران بھی اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ وہ اب جلد از حد وائش منزل پہنچنا چاہتا تھا تاکہ وہاں سے شمالی علاقوں میں موجود ملٹری یونٹس کی مدد سے اس دہان کو ٹریس کر لے اس میں سے فلاور کو فائل سمیت گرفتار کر سکے۔

میرا وعدہ کہ آئندہ میں ایسی کسی کارروائی میں شریک نہ ہوں گا۔“ محمود خان نے کہا۔

”جو کچھ کہنا ہے جلد کہہ ڈالو میرے پاس فالتو وقت نہیں ہے لیکن یہ سن لو کہ اگر تم نے ایک لفظ بھی جھوٹ بولا تو میرا تہوار احشر اس سے بھی زیادہ عہر جاک ہوگا جس کا نقشہ میں نے پہلے ہی سنیچا تھا“..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”فلاور نے فائل کو ملک سے باہر نکلنے کی ایک منفرد پلاننگ کی ہے۔ میری ایک ٹریوٹنگ ایجنسی ہے۔ ناپ دے ٹریوٹنگ ایجنسی۔ اس ٹریوٹنگ ایجنسی کی خصوصی ویگن سیاحوں کو لے کر شمالی علاقوں میں سے گزرتی ہوئی شوگر ان کے سرحدی قصبے ناہنگ پہنچے گی۔ ناہنگ میں فلاور کا آدمی موجود ہوگا۔ وہ وہاں سے فائل فلاور سے لے لے گا اور فلاور سیاحوں کے ہمراہ اطمینان سے واپس آجائے گی اور کل صبح یہ ویگن یہاں سے روانہ ہو چکی ہے۔ فلاور ایک مقامی عورت کے میک اپ میں اس پر سوار ہے۔ اس میں تمام ٹورسٹ مقامی ہیں کیونکہ ناہنگ میں کسی غیر ملکی کو داخل نہیں ہونے دیا جاتا اس لئے فلاور نے مقامی میک اپ کیا ہے۔ اس میک اپ میں اس کا نام رافیہ ہے۔ وہ کل صبح کو ناہنگ میں داخل ہوگی“..... محمود خان نے کہا۔

”اس کا حلیہ بتاؤ اور اس ویگن کے بارے میں تفصیلی معلومات اور یہ بھی بتاؤ کہ اس ویگن نے کہاں کہاں رکنا ہے پوری تفصیل بتاؤ“..... عمران نے تیز لہجے میں پوچھا تو محمود خان نے پوری تفصیل

ریٹ ہاؤس تھا لیکن سیاحوں کی کثرت کے پیش نظر ایک مقامی فرم نے کہاں یہ خوبصورت ہوٹل بنایا تھا جو ایک پہاڑی دریا کے کنارے پر بنا ہوا تھا۔ ناور ہوٹل واقعی اپنے جدید طرز تعمیر اور انتہائی ناور محل وقوع کی وجہ سے ناور ہوٹل کہلانے کا درست طور پر حقدار تھا۔ فلادور کو اپنے ساتھی کے ساتھ یہاں ٹہنچے ہوئے ابھی دو گھنٹے ہوئے تھے۔ انہوں نے یہاں ایک کمرہ بک کر لیا تھا۔ ان کے ساتھ ہی ٹاپ وے ٹریولنگ ایجنسی کی ایک ویگن بھی یہاں پہنچی تھی جس میں چھ مقامی عورتیں اور آٹھ مقامی مرد تھے وہ سب بھی اس برآمدے میں موجود تھے فلادور کی نظرس دور ایک کرسی پر بیٹھی ہوئی لڑکی پر جمی ہوئی تھیں جس نے مغربی لباس پہنا ہوا تھا۔

”آپ رافیہ کو دیکھ رہی ہیں شاید“..... نوجوان نے مسکراتے ہوئے فلادور سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہاں میں دیکھ رہی کہ وہ اپنا کردار بڑی خوبی سے نبھا رہی ہے“..... فلادور نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”لیکن مادام آخری لمحات میں آپ نے اچانک سارا سیٹ اپ کیوں بدل دیا میری سمجھ میں تو یہ بات نہیں آتی“..... نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”دیکھو رضا اصل بات یہ ہے کہ جو فائنل میں ٹائٹل لے جانا چاہتی ہوں وہ اس قدر اہم ہے کہ میں اس طویل رستے میں رافیہ بن کر اسے ساتھ رکھنے کا ریسک نہ لے سکتی تھی۔ کیونکہ کسی بھی جگہ پکینگ ہو

انتہائی خوبصورت سرسبز اور شاداب پہاڑی علاقے میں بنے ہوئے ایک خوبصورت اور شاندار ناور ہوٹل کے برآمدے کے ایک کونے میں رکھی ہوئی کرسیوں میں سے ایک پر فلادور بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ مقامی میک اپ میں تھی لیکن اس کا لباس مغربی تھا اس نے آنکھوں پر انتہائی خوبصورت فریم کا چشمہ لگایا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ والی کرسی پر ایک مقامی نوجوان بیٹھا ہوا تھا اس کے جسم پر سوٹ تھا اور اس نے بھی خوبصورت اور جدید فیشن کا چشمہ لگایا ہوا تھا۔ برآمدے میں موجود دوسری کرسیوں پر بے شمار مقامی اور غیر ملکی سیاح بیٹھے کھانے پینے اور باتوں میں مصروف تھے۔ یہ ہوٹل شمالی علاقوں کے ایک اہم مقام چکاس میں بنایا گیا تھا۔ یہ علاقہ اس قدر خوبصورت اور سرسبز شاداب تھا کہ شمالی علاقوں کی سیر کرنے والا ہر سیاح جب یہاں پہنچتا تھا تو پھر اس کا دل واپس جانے کو نہ کہتا تھا۔ چکاس میں پہلے ایک

سکتی تھی۔ دوسری بات یہ کہ محمود خان سے پاکیشیا کی لیڈر شپ حریف نے جھین کر چُجے دی ہے اور میں جانتی ہوں کہ محمود خان اہستانی کہنے پر رد آوی ہے۔ ایسا ہو سکتا ہے کہ میرے سفر سے روانہ ہوتے ہی محمود خان کسی خفیہ کال سے میری خبری کر دے اور اس طرح میں بھی ماری جاؤں اور قاتل بھی ہاتھ سے جائے اس لئے میں نے کسی کو بتائے بغیر آخری لمحات میں اصل رافیہ کو گروپ کے ساتھ بھیج دیا اور خود چہاری بیوی کے میک اپ میں اپنی مون منانے چہارے ساتھ یہاں پہنچ گئی۔ اب اگر محمود خان خبری کرے یا کوئی اور پکڑ چل جائے تب بھی میں بھی محفوظ رہوں گی اور قاتل بھی اور اب تو ویسے بھی صرف چند گھنٹوں کے سفر کے بعد ہم تاجنگ پہنچ جائیں گے۔..... فلاور نے آہستہ آواز میں بات کرتے ہوئے رضا کو ساری تفصیل بتادی۔

"اوہ مادام آپ واقعی بے حد ذہین خاتون ہیں۔ آپ نے مجھے بھی اب سے پہلے اصل حالات نہیں بتائے تھے۔ میں تو اب تک یہی سمجھتا رہا ہوں کہ قاتل رافیہ کے پاس ہے اور آپ اس کی نگرانی کر رہی ہیں..... رضائے کہا۔

"اس لئے نہیں بتائے تھے کہ راستے میں اگر کوئی خاص چیلنگ ہو تو تم گھبرانہ جاؤ۔ جب کہیں یہ معلوم ہو گا کہ ہمارے پاس کوئی قاتل سرے سے ہے ہی نہیں تو ظاہر ہے تم نے نارمل رہنا تھا۔" فلاور نے مسکراتے ہوئے کہا تو رضائے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ویسے مادام اگر آپ ناراض نہ ہوں تو استاخرد کہوں گا کہ آپ نے

میرا اصل اپنی مون خراب کر دیا ہے۔ اگر آپ کی جگہ میری بیوی ہوتی تو اس سفر کا واقعی لطف آجاتا۔ آپ سے ہنس کر بولتے ہوئے بھی ڈر لگتا ہے کیونکہ آپ بہر حال باس ہیں..... رضائے مسکراتے ہوئے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں تمہارے جذبات کو سمجھتی ہوں۔ رضائین تم فکر نہ کرو۔ قاتل محفوظ ہاتھوں میں پہنچ جائے دو۔ اس کے بعد تمہیں اس کا استا انعام دیا جائے گا کہ تم سب کچھ بھول جاؤ گے..... فلاور نے مسکراتے ہوئے کہا تو رضا کے پھرے پر مسکرا ہٹ بکھر گئی۔

"بے حد شکر یہ مادام..... رضائے مسکراتے ہوئے کہا لیکن پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک ملٹری کی دو بڑی جیپیں ہوٹل کپاؤنڈ میں داخل ہوئیں اور سب چونک کر ان جیپوں کو دیکھنے لگے۔ جیپیں احاطے کے اندر رک گئیں اور دوسرے لہجے جیپوں میں سے مسلح فوجی باہر نکلنے لگے۔

"یہ کیا ہو رہا ہے..... رضائے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"خاموش رہو۔ ہو سکتا ہے میرا حادثہ درست ثابت ہو رہا ہو..... فلاور نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے فوجیوں نے پورا ہوٹل گھیرے میں لے لیا۔ ان کا افسر ایک کرٹل تھا جو دو مسلح فوجی سمیت تیزی سے ہوٹل نیچر کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ نیچر کے ساتھ باہر آیا۔

"یہ ہے جہاں وہ دیگن اور اس میں یہ سب سیار آئے ہیں۔ یہ

ہوئے لپٹے ساتھیوں سے کہا۔ کرسیوں پر بیٹھی ہوئی چھ عورتیں اور سات مرد اٹھ کر باہر آگئے۔

”مسٹر شیجران کے کاغذات کہاں ہیں؟“..... کرنل نے شیجر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”کاغذات میرے پاس موجود ہیں۔“ ہاشم نے کہا اور کوٹ کی اندرونی جیب سے اس نے ایک پلاسٹک کا لفافہ نکالا اور کرنل کی طرف بڑھا دیا۔ کرنل نے لفافہ کھولا اور اس میں سے کاغذات باہر نکالے اور انہیں چیک کرنے میں مصروف ہو گیا۔

”مس رافیہ جمیل کون ہیں؟“..... کرنل نے چھ عورتوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہیں ہو۔“..... ایک لڑکی نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔
”آپ ادھر ایک طرف کھڑی ہو جائیں۔“..... کرنل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کاغذات واپس لفافے میں ڈال دیئے۔

”مس رافیہ کو آپ نے کیوں اس طرح علیحدہ کیا ہے؟“..... ہاشم نے ہنس بھاتے ہوئے کہا۔

”مس رافیہ کو میری جیب میں بٹھا دیا جائے۔“..... کرنل نے ہاشم کی بات کا جواب دینے کی بجائے فوجیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ تو دو مسلح فوجیوں نے جلدی سے آگے بڑھ کر رافیہ کو گھیر لیا اور پھر اسے لے کر وہ فوجی جیب کی طرف بڑھ گئے۔

”مسٹر ہاشم آپ کے ساتھیوں کے کمرے کون سے ہیں۔ ہم نے

سب یہاں موجود ہیں۔“..... شیجر نے احاطے میں کھڑی چار دیگنوں اور جیسوں میں سے ٹاپ دے ٹریولنگ وینجی کی دیگن کی طرف اشارہ کرنے کے ساتھ ساتھ برآمدے میں موجود سیاحوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”کیا بات ہے جناب۔“..... برآمدے میں کرسی پر بیٹھے ہوئے ایک لپٹے ہوئے نوجوان نے اٹھ کر کرنل اور شیجر کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔
”یہ اس ٹورسٹ گروپ کے لیڈر ہیں مسٹر ہاشم۔“..... شیجر نے اس نوجوان کا کرنل سے تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”مسٹر ہاشم آپ کے جتنے بھی ساتھی ہیں انہیں یہاں ایک طرف لے آئیں۔ ہم نے ضروری چیکنگ کرنی ہے۔“..... کرنل نے سخت لہجے میں کہا۔

”چیکنگ کس بات کی۔ کیوں؟“..... ہاشم نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جو آپ سے کہا جا رہا ہے وہ کریں۔ بحث مت کریں۔“..... کرنل کا بڑے بے حد سرد ہو گیا۔

”پلیز مسٹر ہاشم فوج سے تعاون ہمارا فرض ہے۔“..... شیجر نے ہاشم سے مخاطب ہو کر منت بھرے لہجے میں کہا تو ہاشم نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے کندھے اچکائے اور پھر وہ برآمدے کی طرف مڑ گیا۔

”سب ساتھی یہاں باہر آجائیں۔“..... ہاشم نے برآمدے میں بیٹھے

انہیں چیک کرنا ہے۔..... کرنل نے کہا۔

"آئیے جناب میں بتاتا ہوں۔....." میجر نے کہا۔

"آخر بات کیا ہے۔ آپ پلیز کھل کر بتائیں۔ ہم سب انتہائی معزز لوگ ہیں اور سیاحت کے لئے یہاں آئے ہیں۔ ہم نہ مجرم ہیں اور نہ غنڈے۔....." ہاشم نے تیرکے میں کہا۔

"کیپٹن اختر..... کرنل نے مڑ کر ساتھ کھڑے ایک مسلح فوجی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں سر..... کیپٹن نے امن شن ہوتے ہوئے کہا۔

"مسٹر ہاشم سمیت ان سب افراد کو جو اس ویگن پر سوار تھے ملٹری ہیڈ کوارٹر لے چلو۔ ان کا سامان بھی۔ کوئی چیز بچھے رہ جائے اور یہ ویگن بھی ساتھ لے جاؤ۔....." کرنل نے سردی کے ساتھ کہا۔

"نہیں سر....." کیپٹن اختر نے ایک بار پھر امن شن ہوتے ہوئے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"لیکن یہ زیادتی ہے۔ یہ غیر قانونی حرکت ہے۔....." ہاشم نے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

"مسٹر ہاشم اب اگر آپ کی زبان سے ایک بھی لفظ نکلا تو آپ کو یہاں گولی بھی ماری جاسکتی ہے۔" میجر نے کہا۔ "آپ نے تعاون کیا تو ہم آپ کی اور آپ کے سامان کی اور ویگن کی مکمل تلاشی لے کر آپ سب کو یہاں واپس پہنچا دیں گے۔....." کرنل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا تو ہاشم ہونٹ چبا کر خاموش ہو گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد ان

سب عورتوں اور مردوں کو اس ویگن میں بٹھا کر اور ان کا سامان بھی ویگن میں رکھ کر ویگن کو فوج اپنے ساتھ لے گئی۔ جب کہ رافیہ کو کرنل کی جیب میں بٹھایا گیا تھا اور فوج کے جانے کے بعد ہوٹل میں موجود سب افراد اس معاملے پر ایک دوسرے سے باتوں میں مصروف ہو گئے۔

"تم نے دیکھا ہر ڈاڈہ سوری رضا میرا خدشہ کس قدر درست نکلا ہے۔....." فلادر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"لیکن مادام جب رافیہ سے کچھ برآمد نہیں ہو گا تو پھر کہیں وہ واپس آکر یہاں سب کی تلاشی نہ لے لیں۔....." رضا نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

"فکرت کر دیہاں سے بھی انہیں کچھ نہیں ملے گا۔ رافیہ کے کاغذات بھی اصل ہیں اور رافیہ بھی اصل ہے اس لئے وہ اسے کچھ بھی نہیں کہہ سکتے۔....." فلادر نے کہا۔

"لیکن اگر آپ کا میک اپ چیک کیا گیا تو....." رضا نے کہا۔

"دنیا کا کوئی میک اپ وائٹ میرا میک اپ چیک نہیں کر سکتا اس لئے میں بھی اصل ہوں اور تم بھی۔ ہمارے کاغذات بھی درست ہیں اور ہماری شادی بھی بچھلے بھٹتے ہوئی ہے۔ تمہارے خاندان کے سب افراد کو معلوم ہے کہ تم اپنی بیوی کے ساتھ ہی مون منانے شمالی علاقوں میں گئے ہو۔ صرف فرق اتنا ہے کہ تمہاری بیوی کی جگہ میں نے لی ہے اور تمہاری بیوی ہیڈ کوارٹر میں محفوظ ہے گھبرانے کی

ضرورت نہیں ہے۔..... فلاور نے مسکراتے ہوئے کہا اور رضا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”لیکن مادام کیا ہم فوری طور پر ٹانگ روائہ نہیں ہو سکتے۔“ رضا نے کہا وہ باوجود فلاور کے تسلی دینے کے خاصا گھبرایا ہوا تھا۔
 ”نہیں یہاں کوئی ہمیں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ صبح اطمینان سے چلیں گے۔.....“ فلاور نے کہا اور رضا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران نے کار دافش منزل کے احاطے میں روکی اور پھر نیچے اتر کر دو تیز قدم آگے آپریشن روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ آپریشن روم میں موجود بلیک زبرد اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

”بیٹھو۔.....“ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور خود بھی اپنی کرسی پر بیٹھ کر اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کو اپنی طرف کھسکایا اور اس کا رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈال کر نے شروع کر دیتا۔

”ییس بی اے ٹو سیکرٹری دفاع۔..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

”ایکسٹو۔ سیکرٹری صاحب سے بات کراؤ۔.....“ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”ییس سر۔..... دوسری طرف سے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”یس سر اکرام بول رہا ہوں سیکرٹری دفاع“..... چند لمحوں بعد ایک بادقاری آواز سنائی دی۔

”ایکسٹن“..... عمران نے کہا۔

”میں سر حکم فرمائیے سر“..... دوسری طرف سے اسی طرح مودبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”شمالی علاقوں میں خاص طور پر شوگر ان کی سرحد کے قریب پاکیشیا کی کوئی فوجی جھڑپیں موجود ہے..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”میں سر چیکس کے قریب جھڑپیں بھی ہے اور ملٹری ہیڈ کوارٹر بھی“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”وہاں کا انچارج کون ہے“..... عمران نے پوچھا۔
”میں معلوم کر کے بتاتا ہوں سر ایک منٹ ہولڈ کیجئے۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد سیکرٹری کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

”سر چیکس ملٹری جھڑپیں اور ہیڈ کوارٹر کا انچارج کرنل دانش ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کرنل“..... کیا مطلب۔ جھڑپیں اور ہیڈ کوارٹر کا انچارج کرنل کیسے ہو سکتا ہے۔ کسی بڑے عہدے دار کو ہونا چاہیئے..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”سر شمالی بہاڑی علاقوں میں ملٹری کاسیٹ اپ ایسا ہے کہ وہاں

سب سے بڑا عہدہ کرنل کا ہی ہوتا ہے“..... سیکرٹری اکرام نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”وہاں کی ٹرانسمیٹر فریکوئنسی کیا ہے“..... عمران نے پوچھا تو چند لمحوں کی خاموشی کے بعد سیکرٹری نے فریکوئنسی بتادی شاید اس نے کسی فائل سے اسے پڑھا تھا یا انٹرکام پر کسی سے پوچھا ہو گا اس لئے چند لمحوں کی خاموشی طاری رہی تھی۔

”آپ کرنل دانش کو میرے متعلق بریف کر دیں۔ میں اس سے ایک انتہائی اہم کام لینا چاہتا ہوں۔ اسے کہہ دیں کہ وہ پوری ذمہ داری کے ساتھ میرے احکامات کی تعمیل کرے۔ میں دس منٹ بعد اسے کال کروں گا“..... عمران نے کہا۔

”یس سر“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔

”کیا ہوا ہے عمران صاحب آپ بے حد سنجیدہ ہیں“..... بلیک زیرو نے جواب تک خاموش بیٹھا ہوا تھا بات کرتے ہوئے کہا۔

”فائل کا پتہ لگ گیا ہے۔ اب اسے برآمد کرانا ہے“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مختصر طور پر رپورٹ فیصل حسین کی بہائش گاہ پر جو ایسمیت جاننے سے لے کر اب محمود خان سے ہونے والی پوچھ گچھ سمیت ساری بات مختصر طور پر بتادی۔

”اوہ کہیں وہ نا جنگ پہنچ نہ گئی ہو“..... بلیک زیرو نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

کلب کے شیجر آسٹن سے کی جانے والی پوچھ گچھ سمیت سب باتیں تفصیل سے سنادیں۔

”یہ معلومات عمران نے ایک اور رخ پر تحقیقات کر کے حاصل کی ہیں۔ اس نے فلاور کے ساتھی محمود خان کو تلاش کر کے اس سے یہ ساری معلومات حاصل کی ہیں اور جہاڑے فون آنے سے تھوڑی دیر قبل اس نے مجھے رپورٹ دی ہے لیکن جہاڑی اور عمران کی رپورٹ میں ایک خاص فرق موجود ہے۔ عمران کی رپورٹ کے مطابق فلاور رافضیہ کے میک اپ میں کل صبح روانہ ہوئی ہے لیکن جہاڑی رپورٹ کے مطابق فلاور کل سارا دن شیجر آسٹن کے ساتھ رہی ہے اور آج صبح روانہ ہوئی ہے اور یہ انتہائی اہم فرق ہے بہر حال تم فلیٹ پر رہو۔ ہو سکتا ہے کہ میں عمران کے ساتھ تمہیں ہنگامی طور پر شمالی علاقوں میں بھیج دوں۔ فی الحال میں نے شمالی علاقوں میں موجود ملٹری کی مدد سے انہیں گرفتار کرنے کی پلاننگ کی ہے۔“ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”یہ تو واقعی اہم فرق ہے عمران صاحب۔“ بلیک زبرو نے کہا۔
 ”ہاں اور میں سوچ رہا ہوں کہ اس فلاور نے یقیناً کوئی ایسا جگہ چلایا ہے کہ جس کا علم شاید محمود خان کو بھی نہ ہو۔ بہر حال پہلے جیننگز ضروری ہے۔“ عمران نے کہا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر پر کمرل دانش کی مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

”نہیں اتنی جلدی نہیں پہنچ سکتی۔ میرا خیال ہے ان کی ویگن چکاس کے آس پاس ہی ہوگی بہر حال دیکھو۔“ عمران نے بات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات چیت ہوتی ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”ایکسٹنڈ۔“ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”جولیا بول رہی ہوں جتاپ۔“ دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔
 ”میں۔“ عمران نے مختصر کہا۔

”سر میں نے وزارت دفاع کے ریکارڈ روم سے اڑائی جانے والی فائل کا سراغ لگایا ہے۔“ دوسری طرف سے جولیا کی پر جوش آواز سنائی دی اور عمران بے اختیار چونک پڑا۔
 ”تفصیل بتاؤ۔“ عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

”سروہ فائل گریٹ لینڈ سفارت خانے کی تھمڈ سیکرٹری فلاور نے اڑائی ہے اور وہ اسے لے کر سیاحوں کے ایک گروپ کے ساتھ شمالی علاقوں کی طرف گئی ہے۔ وہ مقامی لڑکی کے میک اپ میں ہے جتاپ میں نے پوری تفصیل معلوم کر لی ہے۔“ جولیا نے اسی طرح پر جوش لہجے میں کہا۔

”میں نے تفصیل پوچھی ہے۔“ عمران نے سرد لہجے میں کہا تو جولیا نے سفارت خانے کے سیکنڈ سیکرٹری رابرٹ سے ملنے سے لے کر

نے اسے دیگن نمبر بتادیا۔

"ٹھیک ہے سب آپ بے فکر رہیں اب میں انہیں چیک کر لوں گا اور....." کرنل دانش نے کہا۔

"فریکوئنسی نوٹ کر لیں اور مجھے زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے بعد رپورٹ دیں کہ آپ نے اس بارے میں کیا کیا ہے۔ سب سے پہلے آپ نے ناہنگ میں داخل ہونے والے راستے پر پکٹنگ کرنی ہے اور پھر سڑک پر راستے میں جس قدر بھی نوٹس ہوئے انہیں ان سب کی پکٹنگ ہونی چاہیے۔ یہ سب کام آپ نے بیک وقت کرنے ہیں اور جیسے ہی یہ دیگن دستیاب ہو آپ نے اس میں ایک مقامی لڑکی رافیلہ کو باقی سے علیحدہ کر کے کوئی نگرانی میں رکھنا ہے۔ البتہ اس کے باقی ساتھیوں کو بھی آپ ان کے سامان اور دیگن سمیت ہیڈ کوارٹر میں لے آئیں گے۔ یہ انتہائی اہمیت کا معاملہ ہے اور....." عمران نے انتہائی سرحال سے اپنی ہدایات دیتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے دانش منزل کی اپنی سپیشل فریکوئنسی بھی بتادی۔

"میں سراحکامات کی تعمیل ہوگی سر اور..... دوسری طرف سے کرنل دانش نے کہا اور عمران نے اور ایڈڈل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"سپیشل فریکوئنسی والا ٹرانسمیٹر الماری سے نکال کر آن کر دو۔" عمران نے بلیک زبرد سے کہا اور بلیک زبرد سر ہلاتا ہوا کرسی سے اٹھ گیا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر

"ہیلو ہیلو اور....." عمران نے بغیر کوئی نام لئے کال ریٹا شروع کر دی۔

"میں لمڑی ہیڈ کوارٹر چکاس اور..... چند لمحوں بعد ایک آواز ٹرانسمیٹر سے سنائی دی۔

"جیف آف سیکرٹ سروس ایکسٹنشننگ۔ کرنل دانش سے بات کرؤ۔ اور....." عمران نے سرحال میں کہا۔

"میں سر کرنل دانش بول رہا ہوں سر اور..... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک اور آواز سنائی دی لہجہ مودبانہ تھا۔

"کرنل دانش ایک غیر ملکی ایجنٹ جس کا اصل نام فلادر ہے۔ ایک مقامی لڑکی جس کا نام رافیلہ ہے کے میک اپ میں ٹاپ وے ٹریولنگ ایجنسی کی دیگن میں دوسرے سیاحوں کے ساتھ شمالی علاقوں میں سفر کرتی ہوئی ناہنگ کی طرف جا رہی ہے۔ اس کے پاس انتہائی اہم سرکاری فائل ہے۔ آپ فوری طور پر اپنی گاڑیاں ناہنگ جانے والی شاہراہ پر پھیلادیں اور اس ایجنسی کی دیگن جہاں بھی موجود ہو وہاں اسے روکیں اور ان سب سیاحوں کو ان کے سامان سمیت لمڑی ہیڈ کوارٹر میں لے آئیں اور سامان بیک کر کے فائل تلاش کریں۔ کیا آپ سمجھ رہیں اور....." عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"دیگن کے بارے میں کوئی دیگر تفصیلات اگر مل جائیں تو بہتر ہیں کیونکہ موجودہ سیزن میں تو ناہنگ جانے والی شاہراہ پر بے شمار نوٹس دیگنیں چلتی رہتی ہیں اور....." کرنل دانش نے کہا تو عمران

اور عمران نے کرڈیل دیا اور ٹون آنے پر دوبارہ منبر ڈال کر نے شروع کر دیئے۔

"جو لیا بول رہی ہوں..... چند لمحوں بعد جو لیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"نہیں سر..... جو لیا کا بچہ مودبانہ ہو گیا۔

"صفد اور تنویر کو کال کر کے فوراً ملز ایئر پورٹ پہنچنے کے احکامات دے دو۔ عمران جہاز سے پاس آ رہا ہے۔ تم نے اس کے ساتھ ملز ایئر پورٹ پہنچنا ہے جہاں عمران جہاز سے صفد اور تنویر کے ساتھ میرے خصوصی نمائندے کی حیثیت سے شمالی علاقوں میں واقع ملز ہیڈ کوارٹر ملز کے ہیلی کاپٹر میں جائے گا تاکہ فلاور کو چیک کر کے اس سے فائل حاصل کی جائے..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"نہیں سر..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا تو عمران نے رسیور دکھا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں لیبارٹری سے نوایس سپر میک اپ واشر بھی لے لوں اور زرد تھری ٹرانسمیر بھی۔ ہو سکتا ہے فلاور نے پھر دیباہی خصوصی میک اپ کیا ہو، جیسا اس نے واردات کے وقت کیا ہوا تھا۔ اس کے لئے نوایس سپر میک اپ واشر ضروری ہے اور میری عدم موجودگی میں جیسے ہی کرٹل دانش کی سپیشل ٹرانسمیر رپورٹ آنے تم اسے زرد تھری فریکوئنسی دے کر کہہ دینا کہ وہ مجھے براہ راست رپورٹ دے

دیئے۔

"پی اے ٹو سیکرٹری دفاع..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو سیکرٹری سے بات کراؤ..... عمران نے سر دھلے میں کہا۔

"نہیں سر..... دوسری طرف سے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا گیا۔ سیکرٹری اکرام اللہ بول رہا ہوں، جناب..... چند لمحوں بعد سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"کرٹل دانش کو ضروری احکامات دے دیئے گئے ہیں لیکن میں وہاں فوری طور پر اپنے خصوصی نمائندے کو بھجوانا چاہتا ہوں۔ اس نمائندے کا نام علی عمران ہے۔ آپ ملز ایئر پورٹ پر کسی انتہائی تیز رفتار ہیلی کاپٹر کو تیار رکھیں۔ پائلٹ کو سمجھا دیں کہ اس نے میرے نمائندے اور اس کے ساتھیوں کو لے کر کرٹل دانش کے ہیڈ کوارٹر پہنچنا ہے اور کرٹل دانش کو بھی بریف کر دیں کہ وہ میرے نمائندے علی عمران کے احکامات کی مکمل اور فوری تعمیل کرے۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"نہیں سر..... کتنے افراد جائیں گے سر تاکہ ان کی تعداد کے مطابق ہیلی کاپٹر کا انتخاب کیا جاسکے..... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"چار افراد جائیں گے..... عمران نے کہا۔

"نہیں سر..... حکم کی تعمیل ہو گی سر..... دوسری طرف سے کہا گیا

دے۔..... عمران نے بلیک زبرو سے مخاطب ہو کر کہا اور بلیک زبرو نے جو احترام کر سی سے اٹھ کھڑا ہوا تھا اثبات میں سر ملا دیا اور عمران تیز تیز قدم اٹھاتا لیبارٹری کی طرف جانے والے رستے کی طرف بڑھ گیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد عمران جو لیا صفدر اور تنویر کے ہمراہ فوجی ہیلی کاپٹر میں سوار شمالی علاقوں کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ پالٹ کی محبی سیٹ پر تنویر اور جو لیا بیٹھے ہوئے تھے جب کہ ان سے عقبی سیٹ پر صفدر اور عمران موجود تھے۔ عمران نے جان بوجھ کر تنویر کو جو لیا کے ساتھ بٹھایا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ جو لیا نے جس جوش و خروش سے اسے بطور چیف اپنا کارنامہ سنانا شروع کیا تھا اس کے جواب میں جب اس نے بطور چیف اسے بتایا کہ اس سے پہلے عمران سراخ لگا چکا ہے تو جو لیا لامحالہ اس کے خلاف غصے سے بھری ہوئی ہو گئی اور ایئر پورٹ پر اس نے جو لیا کی نظروں میں اپنے لئے غصہ محسوس بھی کر لیا تھا اس لئے اس نے جان بوجھ کر تنویر کو اس کے ساتھ بٹھایا تھا اور تنویر کو تو خدا ایسا موقع دے۔ البتہ جو لیا نے شاید جان بوجھ کر کوئی بات نہ کی تھی۔

”عمران صاحب آپ نے فلاور کا کیسے سراخ لگا دیا۔..... اچانک صفدر نے ساتھ بیٹھے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔
”فلاور یعنی پھول کا سراخ خوشبو سے ہی لگایا جاتا ہے۔ بشرطیکہ سراخ لگانے والی کی قوت شامہ یعنی سونگھنے کی حس تیز ہو۔ ورنہ تو یہاں ایسے بھی لوگ ہیں جو فلاور کے ساتھ بھی بیٹھے ہوں تب بھی

نفس بیٹھے رہ جاتے ہیں۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

”تم بھنورے کو کیا کہو گے جو ہر نئے پھول کی طرف لپکتا ہے۔ تنویر نے چیخے مڑ کر دیکھتے ہوئے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”خوش قسمت۔ کیونکہ پھولوں کی خوشبو تو قدرت کا تحفہ ہوتی ہے۔“ عمران نے جواب دیا تو صفدر ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”خاموش بیٹھو یہ جگہ ہے ایسے گھشیذاق کرنے کی۔..... بھگت جو لیا نے مڑ کر عمران کو کہا جانے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

”تم نے سن لیا تنویر جگہ کی بھی اہمیت ہوتی ہے۔..... عمران نے تنویر کے جو لیا کے ساتھ بیٹھے ہونے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب میں نے مس فلاور کے بارے میں پوچھا تھا۔“ صفدر نے جلدی سے مداخلت کرتے ہوئے کہا کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ مورتحال زیادہ بگڑ بھی سکتی ہے۔

”فلاور تو بہر حال فلاور ہی ہوتا ہے چاہے مس ہو یا مسٹر۔ کیوں مس جو لیا۔..... عمران بھلا کہاں آسانی سے باز آنے والا تھا لیکن پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک عمران کی جیب سے تیز سینی کی آواز نکلنے لگی تو نہ صرف عمران کے ساتھی بلکہ پالٹ بھی بے اختیار چونک پڑا۔ عمران نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور زبردستی مڑا کسمیٹر نکال لیا سینی کی آواز اس میں سے نکل رہی تھی عمران سمجھ گیا کہ کرئل

دانش نے رپورٹ بلیک زبرد کو دینے کے لئے کال کیا ہو گا ہے بلیک زبرد نے عمران کی ہدایت پر زبرد تھری پر دینے کا کہہ دیا ہو گا۔

”کرنل دانش کمانڈر ملٹری ہیڈ کوارٹر چکاس کالنگ اور۔“ عمران کے ٹرانسمیٹر کا بین دبائے ہی ہیلی کاپٹر میں کرنل دانش کی آواز گونج اٹھی۔

”یہ علی عمران اینڈنگ یو کرنل اور۔“..... عمران نے جواب دیا

”چیف آف سیکرٹ سروس کو میں نے ان کے حکم کے مطابق رپورٹ دینے کے لئے کال کیا تھا لیکن انہوں نے یہ فریکوئنسی دے کر مجھے ہدایت کی ہے کہ رپورٹ ان کے نمائندہ خصوصی یعنی آپ کو دی جائے اس لئے میں آپ کو کال کر رہا ہوں اور۔“..... کرنل دانش نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”آپ یہ جھبیدی باتیں ختم کریں اور رپورٹ دیں اور۔“ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”یہ سر۔“ چیف صاحب کا حکم ملتے ہی میں نے ناجائز جانے والی پوری شاہراہ کی چیکنگ شروع کی تو مجھے رپورٹ ملی کہ چکاس کے ہوٹل نادر میں ہماری مطلوبہ ویگن موجود ہے۔ چنانچہ میں اپنے آدیسوں کے ساتھ خود وہاں گیا۔ ویگن وہاں موجود تھی اس میں چھ مقامی عورتیں اور آٹھ مقامی مرد سیاح سوار ہو کر ہوٹل میں آئے تھے جن میں رافیہ نام کی لڑکی بھی تھی احکامات کے مطابق میں نے رافیہ

کو ان سے علیحدہ کر کے اپنی جیب میں بٹھایا اور باقی افراد کو ان سب کے سامان سمیت ویگن میں سوار کرایا اور ویگن سمیت ان سب افراد کو ملٹری ہیڈ کوارٹر میں لے آیا سبھاں آکر میں نے تمام سامان کی مکمل تلاشی لی ہے۔ اس کے ساتھ ہی ان مردوں کی بھی مکمل تلاشی لی گئی ہے اور خواتین کی مدد سے رافیہ اور ان عورتوں کی بھی تفصیلی تلاشی لی گئی ہے لیکن ان کے سامان سے کوئی فائل برآمد نہیں ہوئی اور۔“ کرنل دانش نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”ویگن کی تلاشی لی ہے یا نہیں اور۔“..... عمران نے پوچھا۔
”ویگن کی تلاشی نو سراوہ۔ سوری سر۔ اس کا تو ہمیں خیال بھی نہیں آیا تھا اور۔“..... کرنل دانش نے قدرے خرمندہ سے لہجے میں کہا۔

”ہم فوجی ہیلی کاپٹر میں آپ کے پاس ہی آرہے ہیں۔ آپ ہمارے پہنچنے تک ان سب لوگوں کی کڑی نگرانی کریں اور اسی دوران ویگن کی بھی مکمل تلاشی لیں اور۔“..... عمران نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”یہ سر اور۔“..... دوسری طرف سے کرنل دانش نے کہا تو عمران نے اور اینڈ آف کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کیا اور اسے جیب میں رکھ لیا۔

”وہ فائل لازماً اس رافیہ کے پاس ہو گی اور کہاں جا سکتی ہے۔“..... جو لیانے کہا۔

"میں نے تمہیں اس لئے معاف کر دیا تھا تو یہ کہ تم نے جذبہ حب الوطنی کی بنا پر مجھ سے اس قسم کا رویہ اختیار کیا تھا لیکن اس سے مجھے بہر حال استاء ضرور معلوم ہو گیا ہے کہ تمہیں مجھ پر وہ اعتماد نہیں ہے جو چیف کو ہے۔ ورنہ چیف تم سے کم حب وطن نہیں ہے۔" جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب میں چیف کا تو مقابلہ نہیں کر سکتا مس جولیا وہ تو نہ جانے کس مٹی کا بنا ہوا ہے۔" تنویر نے اپنا بھاؤ کرنے کی خاطر دلیل دیتے ہوئے کہا۔

"صاحب ملٹری ہیڈ کوارٹر قریب آگیا ہے۔" اچانک پائلٹ نے کہا تو وہ سب جو کتا ہو کر بیٹھ گئے۔ ہیلی کاپٹر اب کافی بلندی پر پرواز کر رہا تھا نیچے ہر طرف سرسبز و شاداب پہاڑی علاقہ پھیل رہا تھا اور پھر تقریباً پندرہ منٹ کے مسلسل سفر کے بعد پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کی رفتار آہستہ کی اور اسے نیچے اتارنا شروع کر دیا۔ تنویر دیر بعد ہیلی کاپٹر ایک خاصے وسیع علاقے میں پھیلی ہوئی فوجی چھاؤنی کے درمیان بنے ہوئے مخصوص ہیلی پیڈ پر جا کر اتر گیا۔ یہ چھاؤنی پہاڑوں کے درمیان ایک مسطح دادی میں بنائی گئی تھی۔ اس کے چاروں طرف اونچی پہاڑیاں تھیں اور ان سب پہاڑیوں پر جگہ جگہ واضح ناور اور راڈ مارک لگے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ ہیلی کاپٹر کچلے ہی عمران اور اس کے ساتھی نیچے اترے تو ایک کیپٹن تیزی سے آگے بڑھا۔ عمران کے ہاتھ میں ایک بیگ موجود تھا۔

"فلادر جو رافیلہ بنی ہوئی ہے۔ خاصی ہوشیار اور مین الجینٹ ہے۔" یقیناً اس نے اس فائل کو چھپانے کے لئے کوئی خاص طریقہ استعمال کیا ہو گا۔" عمران نے بھی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں اس کی رگوں سے بھی فائل نکال لوں گی۔ میں اس کا وہ حشر کروں گی کہ دنیا اس سے عبرت لے گی۔ تم مجھے وہاں پہنچنے دو۔" جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔

"ولے تم نے جس طرح رابرٹ اور پیر آسٹن کے ذریعے اس کا سراغ لگایا ہے وہ واقعی قابلِ داد ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ چیف واقعی سفارش کا قائل نہیں ہے وہ درست آدمی کو ہی حکم دیتا ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے چیف نے کوئی حکم نہیں دیا تھا۔ یہ کام میں نے از خود کیا ہے کیونکہ اس فلادر نے مجھے درمیان میں ڈال کر میری نظر میں ناقابلِ معافی جرم کیا ہے۔ اگر چیف کو مجھ پر اعتماد ہوتا تو میں اس پر اسرار اور گہری سازش کا یقیناً شکار ہو جاتی۔" جولیا نے جواب دیا۔

"میں تو چیف کے تم پر اندھے اعتماد پر حیران ہوں اس قدر اعتماد تو انسان اپنے آپ پر بھی نہیں کیا کرتا۔ اب دیکھو تنویر جیسا آدمی بھی شک میں پڑ گیا تھا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں پہلے ہی معذرت کر چکا ہوں اور مس جولیا اپنی اعلیٰ طرفی کی بنا پر مجھے معاف بھی کر چکا ہیں۔ تم پھر اس موضوع کو چھڑ کر مجھے غراب کرنا چاہتے ہو۔" تنویر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیسے جناب....." کرنل دانش نے کہا اور پھر وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو لے کر اس بڑے کمرے سے طقت ایک اور کمرے میں آگیا۔ یہاں کرسی پر ایک مقامی عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ جو حلیہ محمود خان نے بتایا تھا یہ عورت واقعی اسی علیہ میں تھی۔ اس کے چہرے پر بھی ایسے شدید بیزاری کے تاثرات نمایاں تھے۔

"آخر آپ لوگ ہماری کب جان چھوڑیں گے آخر ہم نے کیا جرم کیا ہے کہ ہمارے ساتھ یہ سلوک ہو رہا ہے....." رافیہ نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے اندر داخل ہوتے ہی تلخ لہجے میں کہا۔

"ہو نہ ہو تم ہو وہ فلاور جس نے سیرادپ دھار کر فائل اڑائی تھی میں تمہاری ہڈیوں سے بھی فائل نکال لوں گی....." جویا نے آگے بڑھ کر غصے سے کہا۔

"یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔ میرا نام رافیہ ہے اور مجھے کسی فائل کا کوئی علم نہیں ہے....." رافیہ نے ہونٹ جپاتے ہوئے جواب دیا۔

"بولو کہاں ہے فائل بولو....." جویا نے ٹکٹ اس پر محبت بڑی اور اس نے اس کی گردن ایک ہاتھ سے پکڑ کر انگوٹھا اس کی شہ رگ پر رکھ کر مخصوص انداز میں دباتے ہوئے کہا۔ جویا کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ اس وقت شدید غصے میں ہے اور رافیہ کے حلق سے غرغراہٹ سی نکلتی لگی اس کا چہرہ ٹکٹ بگڑا گیا اس نے دونوں ہاتھوں سے جویا کا بازو پکڑ کر اسے جھٹکے دے کر علیحدہ کرنے کی کوشش شروع کر دی۔

"میں تمہارا خون پی جاؤں گی۔ بولو کہاں ہے فائل....." جویا نے

"میرا نام کیپٹن اختر ہے جناب میں سینکڑے کمانڈر ہوں۔ کرنل صاحب آپ کے منتظر ہیں....." کیپٹن نے مودبانہ لہجے میں ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ویگن کی کلاشی لی گئی ہے....." عمران نے کہا۔

"میں سر لیکن اس سے بھی فائل نہیں ملی....." کیپٹن اختر نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ملادیا۔ پھر وہ سب کیپٹن اختر کی رہنمائی میں ایک بڑے سے کمرے میں پہنچے جہاں پانچ مقامی عورتیں اور آٹھ مرد کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان سب کے چہروں پر ناراضگی اور بیزاری کے تاثرات پھیلے ہوئے تھے۔ کمرے کے چاروں طرف مسلح فوجی بڑے چوکنا انداز میں ہاتھوں میں گتیں لئے کھڑے تھے۔ کرنل دانش بھی وہاں موجود تھا۔

"جناب ویگن کی بھی تفصیل کلاشی لی گئی ہے لیکن وہاں سے بھی کچھ نہیں ملا....." کرنل دانش نے تعارف کے بعد عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"رافیہ کہاں ہے....." عمران نے کمرے میں بیٹھی ہوئی عورتوں کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ ادھر علیحدہ کمرے میں ہے۔ جناب....." کرنل دانش نے کہا۔

"پہلے اس سے ملاقات کرو پھر ان سے تفصیلی مذاکرات ہوں گے....." عمران نے کہا۔

کٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"ایک منٹ مس جو یا ایک منٹ"..... عمران نے آگے بڑھ کر تیز لہجے میں کہا تو جو یا ہو منٹ، چھینے رافیہ کا گلا جھوڑ کر بچے ہٹ گئی لیکن اس کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔ رافیہ نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے اپنا گلا مسلمانا شروع کر دیا۔

"یہ عورت فلاور نہیں ہے۔ ہمارے ساتھ کوئی چکر کھیلا گیا ہے"..... عمران نے کہا۔

"جی ہاں فلاور۔ یہی حلیہ مجھے آسٹرن نے بتایا تھا"..... جو یا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہاں حلیہ تو جی ہے اور نام بھی لیکن اس عورت کے لاشعوری تاثرات ویسے نہیں ہیں جیسے ہونے چاہئیں۔ اگر یہ فلاور ہوتی تو سب سے پہلے تمہیں کرے میں داخل ہوتے دیکھ کر چونک پڑتی اور دوسری بات یہ کہ جب تم نے اسے فلاور کہا تھا تب بھی اس کی آنکھوں میں وہ مخصوص کیفیت ابھرتی چاہئے تھی جو فلاور ہوتے ہوئے ابھرتی چاہئے تھی لیکن ایسا نہیں ہے بہر حال میں اسی لئے ایک سیشل میک اپ واشر ساتھ لایا ہوں۔ ابھی معلوم ہو جاتا ہے"..... عمران نے نرم لہجے میں جو یا کو سمجھاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ہیک صفدر کی طرف بڑھادیا۔

"صفدر اس میں نو ٹائیس سپر میک اپ واشر ہے۔ اسے کھول کر رافیہ کا میک اپ چیک کرو"..... عمران نے صفدر سے کہا اور صفدر

نے اشیات میں سر ملاتے ہوئے بیگ عمران کے ہاتھ سے لے لیا اور پھر اسے کھول کر اس کے اندر موجود ایک باکس باہر نکالا اور پھر باکس کھول کر اس نے اس کے اندر سے ایک شفاف رنگ کا تہ شدہ پلاسٹک جیسے میزبل کا بنا ہوا تھیلیسا باہر نکالا اور پھر اسے مخصوص انداز میں کھونا شروع کر دیا۔ پھر اس نے آگے بڑھ کر اس شفاف سے تھیلے کو رافیہ کے سر اور چہرے پر بڑھا کر اس کی گردن کے نیچے حصے میں سیڈ کر دیا۔

"اس کے بازو تھام لو"..... عمران نے جو یا سے کہا تو جو یا کرسی کی پشت پر گئی اور اس نے رافیہ کے دونوں بازوؤں کو اپنے دونوں ہاتھوں سے دبا کر کرسی کے ساتھ جکڑ دیا۔ صفدر نے باکس کے اندر لگے ہوئے مختلف بین دبانے شروع کر دیئے۔ یہ میک واشر بیڑی سے کام کرتا تھا اور خصوصی گیس اس کے اندر ہی موجود تھی۔ صفدر نے کچے بعد دیگرے کئی بین دبانے تو رافیہ کے سر اور چہرے پر چڑھا ہوا شفاف خول کی غبار سے کی طرح جھوننا شروع ہو گیا اور اس کے اندر سرخ رنگ کی گیس بھرتی شروع ہو گئی۔ رافیہ نے بری طرح کسمسا نا شروع کر دیا لیکن جو یا نے اس کے بازوؤں کو پکڑا ہوا تھا اس لئے وہ کوئی رد عمل ظاہر نہ کر سکی۔ اب اس شفاف لٹافے میں صرف سرخ رنگ ہی نظر آ رہا تھا۔ رافیہ کا چہرہ غائب ہو چکا تھا۔ صفدر باکس پکڑے خاموش کھڑا تھا۔ اس کی نظریں باکس کے اندر لگے ہوئے ایک دال پر جمی ہوئی تھیں جس پر سوئی آہستہ آہستہ حرکت کرتی

جلا گیا۔

”صفدر تم باری باری ان تینوں چیزوں سے اس کا منہ دھواؤ۔ میں اس دوران ان کا سامان چیک کر لوں“..... عمران نے صفدر سے کہا اور پھر کرئل دانش کو ساتھ لے کر وہ اس کمرے سے باہر آگیا۔ سامان ایک علیحدہ کمرے میں موجود تھا۔

”رافیہ کا بیگ کون سا ہے“..... عمران نے کرئل دانش سے پوچھا تو کرئل دانش نے سرخ رنگ کے ایک بیگ کی طرف اشارہ کر دیا جو ایک طرف رکھا ہوا تھا۔ عمران نے بیگ اٹھایا اس پر رافیہ کے نام کا کارڈ بھی لگا ہوا تھا۔ عمران نے اپنے مخصوص انداز میں اس کی چیکنگ شروع کر دی لیکن بیگ میں واقعی اس کے مطلب کی کوئی چیز نہ تھی۔ عمران نے اس کے بعد دوسرا سامان چیک کیا لیکن یہ کارروائی بھی بے سود رہی۔

”دیگن کو کس طرح چیک کیا ہے آپ نے“..... عمران نے کرئل دانش سے پوچھا۔

”آئیے میں آپ کو دکھاؤں“..... کرئل دانش نے کہا اور پھر وہ عمران کو لے کر ایک بڑے گیراج بنا کمرے میں آگیا۔ جس میں ٹاپ وے ٹریولنگ ایجنسی کی دیگن موجود تھی۔ اور واقعی اس کا ایک ایک حصہ اوجھڑ دیا گیا تھا حتیٰ کہ سیٹوں کو بھی بھاڑ کر دیکھا گیا تھا۔ عمران نے اپنے طور پر جانچ لیا۔ اور پھر ایک طویل سانس لے کر وہ مڑ گیا۔

ہوئی دوسری سائیکل پر موجود نقطے تک جا رہی تھی۔ جب سوئی اس نقطے پر پہنچی تو صفدر نے بٹن آف کرنے شروع کر دیئے اور گیس تیزی سے غائب ہونے لگ گئی اور چند لمحوں بعد رافیہ کے چہرے کے خود بخود غائب نظر آنے لگ گئے۔ صفدر نے آگے بڑھ کر گردن کے نچلے حصے میں موجود اس تھیلی کی بندش کھولی اور پھر ایک جھٹکے سے اس نے وہ تھیلی رافیہ کے چہرے اور سر سے اتار لیا۔ جو لیا بھی اسے چھوڑ کر سامنے کے رخ پر آگئی اور رافیہ نے بے اختیار کراہنا اور دونوں ہاتھوں سے اپنے چہرے کو ملنا شروع کر دیا۔ لیکن عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ رافیہ کا چہرہ جھٹکے جیسا ہی تھا۔

”یہ کوئی خصوصی میک اپ بھی ہو سکتا ہے“..... جو لیا نے ہوش جباتے ہوئے کہا۔

”نہیں مس جو لیا تو ایس سپر گیس کے سامنے کوئی میک اپ نہیں ٹھہر سکتا ہر حال آخری چیکنگ بھی کر لیتے ہیں“..... عمران نے کہا اور پھر وہ ایک سائیکل پر خاموش کمرے کرئل دانش سے مخاطب ہو گیا۔

”کرئل دانش..... عمران نے کہا۔

”میس سر..... کرئل دانش نے چونک کر کہا۔

”گرم پانی کی بوتل۔ بھاپ کی بوتل اور آہٹائی منج پانی کی بوتلیں منگواؤ“..... عمران نے کہا تو کرئل دانش نے ساتھ کھڑے ہوئے کیپٹن اختر کو حکم دے دیا اور کیپٹن اختر تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر

"یہاں ہیڈ کوارٹر میں گندھک کے تیزاب کی بوتل تو مل جائے گی..... عمران نے کرنل دانش سے مخاطب ہو کر کہا۔
"میں سر مل جائے گی مگر..... کرنل دانش نے حیران ہو کر پوچھا۔

"آپ کے مگر کا جواب یہ ہے کہ یہ تیزاب میں اس محترمہ رافیہ کے ہجرے پر انڈیلنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ انہوں نے شرافت سے میرے سوالوں کے جواب نہیں دیئے..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"نہیں نہیں ایسا مت کرو۔ ایسا مت کرو۔ میرا ہجرہ مت بگاڑ..... یکفخت رافیہ نے بری طرح ہتھکڑیاں شروع کر دی۔

"ایسا صرف اس صورت میں نہیں ہو سکتا کہ تم بچ بٹاؤ کہ فلاور کہاں ہے اور کس روپ میں ہے ورنہ تمہارا ہجرہ تو کیا تمہارے پورے جسم پر تیزاب ڈالا جاسکتا ہے اور پھر تم خود اندازہ کر سکتی ہو کہ تمہاری باقی زندگی کس عذاب میں گزرے گی..... عمران کا لہجہ مزید سرد ہو گیا تھا۔

"نہیں تم ایسا مت کرو میں جو کچھ جانتی ہوں سب بتا دیتی ہوں۔ میں جھوٹ نہیں بولوں گی۔ میں ایک کاروباری ادارے سافٹ کارپوریشن میں منیجرنگ ڈائریکٹر کی پرسنل سیکرٹری ہوں۔ مجھے ادارے کے مالک اور چیئرمین محمود خان نے اپنی فونسی پر طلب کیا۔ وہاں انہوں نے مجھ سے کہا کہ وہ مجھ سے ایک خاص کام لینا چاہتے ہیں اور

"تجربے اس میں واقعی ہماری مطلوبہ فائل نہیں ہے..... عمران نے کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ جب اس کمرے میں داخل ہوئے جہاں رافیہ موجود تھی تو عمران نے دیکھا کہ رافیہ اسی ہجرے کے ساتھ موجود تھی۔

"یہ میک اپ میں نہیں، ہے عمران صاحب..... صفدر نے کہا۔

"ہاں اب مجھے بھی یقین آگیا ہے کہ یہ اصل رافیہ ہے لیکن پھر وہ فلاور کہاں ہے۔ اب یہ خود بتائے گی..... جو یا نے کہا۔

"بالکل اب یہ خود بتائے گی کہ فلاور کہاں ہے کیونکہ اس کی موجودگی کا مطلب یہی ہے کہ فلاور نے عین آخری لمحات میں اسے بھیج دیا ہے اور خود وہ کسی اور میک اپ میں یہاں آئی ہے..... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم تم لوگ خواہ مخواہ مجھ پر ظلم کر رہے ہو۔ رافیہ نے تقریباً رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"صفدر بڑے کمرے میں موجود تمام عورتوں کے ہجروں کو اسی میک اپ و اشرفے والی کر دے تب تک میں اس رافیہ سے پوچھ گچھ کرتا ہوں..... عمران نے صفدر سے کہا۔

"کیپٹن اختر تم صفدر صاحب کے ساتھ جاؤ اور کارروائی مکمل کرو..... کرنل دانش نے کہا اور کیپٹن اختر صفدر کے ساتھ کمرے سے باہر نکل گیا۔

تعریف کی۔ اس کے بعد وہ عورت چلی گئی اور حمیرا میں صاحب بھی چلے گئے تھے کوٹھی میں بند کر دیا گیا لیکن وہاں تھے ہر آرام و آسائش مہیا کیا گیا۔ دو ملازم وہاں انتہہ رہ گئے۔ پھر اچانک میرے روپ میں وہی عورت کوٹھی میں آئی اور اس نے مجھے کہا کہ پلاننگ بدل دی گئی ہے اب میں کوٹھی میں بند رہنے کی بجائے ٹورسٹ بن کر ٹورسٹ گروپ کے ساتھ نائجنگ جاؤں گی۔ جب کہ وہ مجھ سے علیحدہ رہ کر نائجنگ جائے گی اور میں نے کسی کو یہ احساس نہیں ہونے دینا کہ میں اصل ہوں بلکہ میں نے ایسے انداز میں رہنا ہے۔ جیسے میں غیر ملکی عورت ہوں اور مجھ پر مقامی میک اپ کیا گیا ہے۔ اس عورت نے مجھے بہت تفصیل سے یہ سب کچھ سمجھایا۔ پھر وہ مجھے کار میں بٹھا کر ایک اور کوٹھی میں لے گئی۔ وہاں سے ایک آدمی مجھے لے کر ٹاپ ونے ٹریولنگ ایجنسی کے دفتر لے گیا۔ جہاں ایک ویگن سفر کے لئے تیار تھی۔ مجھے اس میں سوار کر دیا گیا اور پھر ویگن چل پڑی میں نے ہدایت کے مطابق ایسا انداز اختیار کیا جیسے میں دراصل غیر ملکی عورت ہوں۔ پھر ہم یہاں نادور ہوٹل پہنچ گئے۔ اور اس کے بعد کرمل صاحب اور فوجی آگئے اور ہم سب کو یہاں لے آئے بس یہی ہے ساری بات..... رافیہ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ وہ رافیہ کے لہجے سے ہی اندازہ لگا چکا تھا کہ رافیہ جو کچھ کہہ رہی ہے وہ سچ ہے۔ فلاد نے واقعی انتہائی ذہانت سے آخری لمحے میں پلاننگ بدل دی تھی۔ اور اس نے پلاننگ میں اس تبدیلی کی خبر محمود

اس کا مجھے بھاری معاوضہ دیا جائے گا۔ میرے کام پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ ایک غیر ملکی عورت میرے روپ میں سیاحوں کے ایک گروپ کے ساتھ نائجنگ جانا چاہتی ہے۔ حمیرا نے کہا کہ میرا قد و قامت اور جسمات اس غیر ملکی عورت سے بہت ملتی ہے اس لئے میرا انتخاب کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ غیر ملکی عورت ان کے فارن آفس میں ملازم ہے اور وہ اس کے ذریعے اس طریقے سے اپنا ایک انتہائی اہم بزنس سیکرٹ نائجنگ بھجوانا چاہتے ہیں لیکن ان کے کاروباری دشمن یہ بزنس سیکرٹ حاصل کرنے کے درپے ہیں۔ اگر یہ بزنس سیکرٹ ان کے ہاتھ لگ گیا تو انہیں کروڑوں ڈالر کا نقصان ہو جائے گا۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ میں نے کچھ نہیں کرنا صرف ایک ہفتے تک ایک مکان میں بند رہنا ہے۔ وہاں سے میں باہر نہ جا سکوں گی لیکن وہاں مجھے ہر آسائش مہیا کی جائے گی اور اس کے معاوضے میں مجھے بھاری رقم بھی دی جائے گی۔ میں تیار ہو گئی اور پھر حمیرا نے ایک آدمی کے ساتھ مجھے ایک کالونی کی کوٹھی میں بھیج دیا جہاں ایک غیر ملکی عورت موجود تھی۔ اس عورت نے مجھے سسٹن بٹھا کر کھینے پینے پر خیرامیک اپ کرنا شروع کر دیا۔ میں یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ اس عورت نے واقعی انتہائی حیرت انگیز طور پر اپنے آپ پر میرا ہتھ لگایا تھا یہ میک اپ اس قدر مکمل تھا کہ میری اپنی آنکھیں بھی دھوکہ کھا رہی تھیں۔ پھر حمیرا میں صاحب نو د بھی وہاں آگئے انہوں نے اس عورت کو فلاد کے نام سے ہی پکارا تھا انہوں نے بھی اس کے میک اپ کی

خان کو بھی نہ بولنے دی تھی۔ اسی لمحے صفدر واپس کمرے میں داخل ہوا۔

”بڑے کمرے میں موجود تمام عورتیں اصل چہروں میں ہیں۔“ صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلایا۔

”کر نل صاحب ان سب کو معذرت کر کے واپس بھجوا دیجئے۔“ عمران نے کر نل سے کہا اور کر نل نے اثبات میں سر ہلایا۔

”ہمیں انتہائی ذہانت سے احق بنایا گیا ہے۔ ہو سکتا ہے فلادورافیہ کو بھیج کر خود وہیں درالحکومت میں ہی رہ گئی ہو اور فاکل اس نے کسی اور ذریعے سے بھیج دی ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ کسی دوسرے روپ میں ناجنگ پہنچ بھی چکی ہو۔“..... عمران نے ہوش چباتے ہوئے کہا۔ وہ اب سڑکر کمرے سے باہر آ گیا تھا۔

”آپ کی بات درست ہے عمران صاحب ایسا بھی ہو سکتا ہے۔“ صفدر نے کہا۔

”مجھے حیف سے بات کرنی پڑے گی تاکہ وہ دوسرے ممبرز کو الٹ کر دے۔“..... عمران نے کہا اور پھر وہ سب کر نل وائش کے ساتھ اس کے دفتریں فگئے۔ کر نل وائش انہیں دفتر میں چھوڑ کر باہر چلا گیا۔ عمران نے جیب سے زبردستی ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر ایک فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس نے اس کا بٹن آن کر دیا۔

”ہیلو ہیلو علی عمران کالنگ اور۔“..... عمران نے بار بار کال دینا

شروع کر دی۔

”یہیں ایکسٹوائڈنگک یہ پو اور۔“..... چند لمحوں بعد ایکسٹوائڈنگ آواز سنائی دی۔

”سر ہمارا مشن ناکام رہا ہے۔ رافیہ کو ہر طرح سے چیک کر لیا گیا ہے وہ اصل ہے اور فلادور یا تو کسی اور روپ میں ناجنگ گئی ہے یا پھر وہ دارالحکومت میں ہی رہ گئی ہے اور ہو سکتا ہے کہ وہ اب فاکل سمیت ملک سے نکلنے کی کوشش کرے۔ آپ ممبرز کو الٹ کر دیں اور۔“ عمران نے انتہائی مؤثرانہ لہجے میں کہا۔

”لیکن فلادور کو کس طرح معلوم ہو سکتا ہے کہ تم نے اور جو یا نے اس کی اس پلاننگ کا سراغ لگایا ہے۔ اس نے یہ سب کچھ حفظ ماقدم کے طور پر کیا ہو گا اور وہ لازماً کسی اور میک اپ میں اس گروپ سے ہٹ کر لیکن ان کے ساتھ سفر کر رہی ہو گی۔ تم اسے وہیں چیک کرو اور۔“..... حیف نے کہا۔

”اوہ میں سواقعی آپ کی بات درست ہے۔ مجھے اس پوائنٹ کا خیال نہ آیا تھا۔ ٹھیک ہے میں چیک کرتا ہوں اور۔“..... عمران نے کہا۔

”یہاں کی فکر مت کرو میں نے پہلے ہی ممبرز کو ہر طرح سے الٹ کر لیا ہوا ہے اور اینڈ آف۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”یہ شخص واقعی خطرناک حد تک ذہین ہے۔ یہ پوائنٹ واقعی

میرے ذہن میں بھی نہ آیا تھا۔۔۔۔۔ عمران نے ٹرانسمیٹر آف کرتے ہوئے کہا تو جو لیا اور دوسرے ساتھیوں کے چہروں پر ہلکتے اپنے چہیف کے لئے فخریہ تاثرات ابجرائے تھے جیسے ذہانت کا مظاہرہ چہیف نے نہیں انہوں نے خود کیا ہو۔

”تم چہیف کو کیا سمجھتے ہو۔ اگر وہ ذہین نہ ہوتا تو اتنی بڑی سیٹ کس طرح سنبھال سکتا۔۔۔۔۔ جو لینے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

”عام طور پر تو چہیف تنویر جتنی ذہانت کا ہی مظاہرہ کرتا ہے لیکن کبھی کبھی وہ میری ذہانت کے ادنیٰ پیمانے پر پہنچ ہی جاتا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بکواس مت کرو۔ اب بولو اس فلاور کو کیسے تلاش کیا جائے۔“

جولیانے غصے سے کہا۔

”جاکو چھو تو میرا دل کہہ رہا ہے کہ جہاد اچہرہ بھی چیک کرا لوں۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیانے اختیار اچھل پڑی۔ اس کے چہرے پر ہلکتے شدید غصے کے تاثرات ابجرائے تھے۔ لیکن اسی لمحے کرنل دانش دفتر میں داخل ہوا تو جولیانے بے اختیار ہونٹ بھیجنے لئے لیکن اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اگر کرنل دانش اچانک نہ آجاتا تو وہ عمران کے گلے پڑ چکی ہوتی۔

”مقام سیاہوں کو واپس بھجوا دیا گیا ہے جناب اب کیا حکم ہے۔۔۔۔۔ کرنل دانش نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”آپ کسی اور جگہ بھی چیکنگ کرا رہے ہیں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”جی پہلے تو ناہنگ تک چیکنگ کرائی تھی لیکن جب مطلوبہ ویگن مل گئی تو میں نے چیکنگ ختم کرا دی۔۔۔۔۔ کرنل دانش نے جواب دیا۔ وہ کم گو اور رکھ رکھاؤ والا آدمی لگتا تھا اس لئے کم بولتا تھا اور جب بولتا تھا تو بھی صرف ضرورت کے الفاظ تک ہی محدود رہتا تھا۔

”یہ ویگن آپ نے ناور ہوٹل میں چیک کی تھی۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں۔۔۔۔۔ کرنل دانش نے جواب دیا۔

”آپ ایسا کریں کہ کسی پہلی کا پڑی مدد سے مجھے اور میرے ایک ساتھی کو فوری طور پر ناہنگ سرحد پر پہنچا دیں اور وہاں موجود غلطی کو ہدایت بھی کر دیں کہ وہ ہمارے احکامات کی تعمیل کریں۔ اب یہی ہو سکتا ہے کہ ہم ناہنگ میں داخل ہونے والی ہر عورت کا مسک اپ چیک کریں۔۔۔۔۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”لیکن عمران صاحب کیا ضروری ہے کہ فائل عورت کے ذریعے ہی ناہنگ بھیجی جائے ہو سکتا ہے کہ فلاور نے کسی مرد کو فائل دے کر بھیج دیا ہو۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

”ہو تو سکتا ہے لیکن جہاں تک میں نے فلاور کے کردار کو ریڈ کیا ہے اور جس طرح اس نے عین آخری لمحات میں رافیہ والی پلاننگ تبدیل کی ہے اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس معاملے میں کسی

جاؤ..... تنویر سے شاید ہا نہ گیا تو وہ بول پڑا۔

”نہیں اگر تم جو یا کے ساتھ ہوئے اور فلڈور تم سے نگرانی تو پھر جو یا پہلے ہی اس کے معاملے میں جذباتی ہو رہی ہے اور تم ویسے ہی بچوں کے بارے میں بہت جذباتی آدمی ہو۔ اس لئے ایسا ہو سکتا ہے کہ فلڈور جہاں سے جذباتی پن کی بحیثیت چہرہ جائے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس عورت کو واقعی زندہ رہنے کا حق نہیں ہے“..... تنویر نے فحیلے لہجے میں کہا۔

”زندہ رہنے کا حق اسے ہے یا نہیں اس کا فیصلہ تو بہر حال عدالت ہی کرے گی البتہ اس سے فائل حاصل کرنے کا حق ہمیں ضرور حاصل ہے اور اس حق کے حصول کے لئے اس کا زندہ رہنا بے حد ضرورت ہے ہو سکتا ہے اس نے فائل کہیں چھپا رکھی ہو“..... عمران نے جواب دیا۔

”عمران درست کہہ رہا ہے۔ صفدر میرے ساتھ جائے گا۔ جو یا نے کہا اور تنویر اس بار خاموش رہا۔

”کرنل دانش یہاں کوئی پرائیویٹ جیب بھی مل سکتی ہے مطلب ہے فوجی جیب نہ ہو“..... عمران نے کرنل دانش سے مخاطب ہو کر کہا جو خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

”جی بالکل مل سکتی ہے۔ میرے پاس تو اپنی پرائیویٹ جیب موجود ہے“..... کرنل دانش نے جواب دیا۔

پر اعمتا کرنے والی عورت نہیں ہے۔ وہ لامحالہ خود اسے ناہنگ لے جانے کی کوشش کرے گی۔ اب ہمارے پاس کوئی واضح کلیو تو رہا نہیں اس لئے خاموش ہو کر بیٹھے رہنے سے تو بہتر ہے کہ ہم اندھیرے میں ہی ٹامک ٹونیاں مارتے رہیں شاید کوئی تیر نشانے پر بیٹھ جائے“..... عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”میرا خیال ہے کہ ہمیں دو گروپوں کی صورت میں کام کرنا چاہیے ایک گروپ تو ناہنگ کی سرحد پر چیکنگ کرے اور دوسرا یہاں سے باقی روڈ ناہنگ جانے والے راستے میں موجود ہو ٹلوں۔ ریٹ ہاؤس اور ایسے ہی دوسرے سٹاپس پر موجود سیاح عورتوں کو چیک کرتا ہوا آگے ناہنگ پہنچے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ فلڈور نے وہاں سرحد پر کوئی ایسا انتظام کر رکھا ہو کہ اسے چیکنگ کی اطلاع مل جائے اور وہ آگے بڑھنے کی بجائے کسی ہوٹل میں ہی رہ جائے تاکہ ہم تھک کر اور مایوس ہو کر جب واپس چلے جائیں تب وہ اطمینان سے سرحد پار کر جائے“۔ جو یا نے کہا۔

”گڈ یہ بہتر اور اچھا آئیڈیا ہے۔ ایک محاورہ ہے ولی را ولی می شاسد یعنی ایک ولی دوسرے ولی کو پہچانتا ہے۔ اس طرح ایک عورت ہی دوسری عورت کو پہچان سکتی ہے۔ اس لئے جو یا اور صفدر باقی روڈ ناہنگ پہنچیں گے جب کہ تنویر میرے ساتھ ناہنگ پہنچ کر چیکنگ کرے گا“..... عمران نے کہا تو تنویر کا بے اختیار منہ بن گیا۔

”میں مس جو یا کے ساتھ جاؤں گا۔ تم صفدر کو لپٹے ساتھ لے

"نہیں تمہاری جیب کو کہاں کے لوگ اچھی طرح پہچانتے ہوں گے کوئی دوسری جیب مل جائے تو بہتر ہے"..... عمران نے کہا۔
 "کہاں کی ایک سیاحتی کمپنی جیسیں سیاحوں کو کرایہ پر دیتی ہے وہاں سے منگوائی جاسکتی ہے"..... کرنل دانش نے کہا۔
 "ٹھیک ہے آپ جیب منگوا کر مس جو لیا اور سفدر کے حوالے کر دیں اور میرے اور تنویر کے لئے ہسٹلی کا پڑتیار کر دیں تاکہ ہم ناہنگ کی سرحد پر پہنچ سکیں"..... عمران نے کہا تو کرنل دانش نے سر ہلاتے ہوئے میز پر رکھے ہوئے فون کے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔

فلاور بڑے مطمئن انداز میں ہوٹل کی سب سے اوپر والی منزل پر بنی ہوئی ریلنگ کے قریب کرسی پر بیٹھی ہوئی دور تک پھیلے ہوئے انتہائی خوبصورت نظاروں کو دیکھنے میں مگن تھی۔ اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات موجود تھے رضا نیچے گیا ہوا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ وہ کوئی رسالہ خریدنے جا رہا ہے تاکہ اسے پڑھ کر اپنا دل بہلا سکے اور فلاور نے اسے اجازت دے دی تھی کیونکہ اسے رضا کی حالت کا اچھی طرح اندازہ تھا کیونکہ رضا جس قسم کا مہنی مون منا رہا تھا اس انداز میں وہ پچارہ رسالہ ہی پڑھ کر وقت گزار سکتا تھا اور کیا کرتا۔ رافیہ اور ٹاپ دے دیگن کو فوجیوں کے ساتھ گئے ہوئے دو گھنٹے گزر چکے تھے اور ابھی تک ان کے بارے میں کوئی خبر نہ تھی لیکن فلاور ان کی طرف سے پوری طرح مطمئن تھی کیونکہ رافیہ اصل تھی اور رافیہ کو فائل کے بارے میں یا فلاور کے موجودہ میک اپ کے بارے میں کچھ بھی

”مادام اب ہمارے لئے خطرات بڑھ نہیں گئے“..... رضائے بعد
لئے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

”خطرات کس طرح“..... فلادور نے چونک کر پوچھا۔

”ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ نائنگ کی سرحد پر جنگ شروع کر دیں
اور وہاں میک اپ واشر سے ہر ایک کا چہرہ واشر کرنے لگ جائیں۔
اس طرح تو آپ ٹریس بھی ہو سکتی ہیں“..... رضائے کہا۔

”تم نے واقعی اچھی بات سوچی ہے۔ میں اس سوئس خزانہ لڑکی کے
ذکر پر اس لئے جو لگی تھی کہ اس لڑکی کا نام جو لیا ہے اور اس کا تعلق
پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے اور میں نے اس کے میک اپ میں
فائل حاصل کی تھی۔ گو میں نے اپنے طور پر تو اہتائی کامیاب اور گہری
بلائنگ کی تھی لیکن بہر حال انہیں کسی طرح معلوم ہو گیا ہے کہ جو لیا
کے روپ میں یہ کام میں نے کیا ہے اس لئے اب وہ مجھے تلاش کر رہے
ہیں اور انہیں یہ بھی معلوم ہے کہ میں فائل رافیہ کے روپ میں
نائنگ لے جا رہی ہوں۔ اگر میں آخری لمحات میں بلائنگ بدل نہ
دیتی تو مار کھا جاتی۔ بہر حال اب وہ مکمل طور پر اندھیرے میں ہیں
کیونکہ میرے اس موجودہ روپ کا علم سوائے ہمارے اور کسی کو
نہیں ہے۔ جہاں تک میک اپ کا تعلق ہے تو گو میں نے اہتائی
خصوصی میک اپ کیا ہوا ہے لیکن جو طریقے انہوں نے رافیہ پر
استعمال کئے ہیں اس سے مجھے بھی خود اشتہا ہو گیا ہے لیکن فائل
بہر حال ہم نے نائنگ پہنچانی ہی ہے“..... فلادور نے جواب دیا۔

نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”بہر حال بتاؤ پھر کیا ہوا“..... فلادور نے ہونٹ ہچکنے ہوئے کہا
اس کی پیشانی پر لکیریں سی ابھرنی لگی تھیں۔

”رافیہ کے مطابق یہ سوئس خزانہ عورت اس پر جھپٹ پڑی اور اس
کا گلا گھونٹنے لگی وہ اسے فلادور کہہ رہی تھی۔ بمشکل رافیہ کو اس کی
گرفت سے چھڑوایا گیا۔ اس کے بعد رافیہ کے چہرے کو کسی خاص قسم
کے میک اپ واشر سے چیک کیا گیا پھر اہتائی سیخ پانی پھر بمباب اور
گرم پانی سے بھی چہرہ واشر کیا گیا۔ اس کے بعد ان میں سے ایک آدمی
نے رافیہ پر تیزاب ڈالنے کی دھمکی دے کر اس سے پوچھ گچھ کی۔ اس
کے بعد اسے واپس بھیج دیا۔ باقی افراد کو علیحدہ رکھا گیا تھا۔ ان میں
سے عورتوں کے چہروں کو بھی میک اپ واشر سے چیک کیا گیا اور
اب یہ لوگ آگے جانے کی بجائے واپس دارالحکومت جا رہے ہیں۔ ان
کی دیکھ اب اس قابل نہیں رہی کہ طویل پہاڑی سفر کر سکے اس لئے
ان کا لیڈر ہاشم کسپنی کے منیجر سے بات کر رہا ہے تاکہ انہیں دوسری
دیکھ مل سکے“..... رضائے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہو نہہ اس کا مطلب ہے کہ باقاعدہ خبری ہوئی ہے اور جو لیا کے
ذہن سے یہ بات بھی نکال دی گئی ہے کہ اس نے فائل چوری کی اور وہ
میرے متعلق بھی جانتے ہیں۔ بہر حال ٹھیک ہے جو جی چاہے کر لیں
وہ مجھے کسی صورت بھی ٹریس نہیں کر سکتے“..... فلادور نے بڑے
با اعتماد لہجے میں کہا۔

"تو دام پھر آپ ہی اس کا کوئی حل سوچیں"..... رضائے کہا۔
 "ظاہر ہے یہ میرا مسئلہ ہے۔ میں سوچ لوں گی تم ذہن پر بوجھ نہ دو
 تم بس ایسی ہی اداکاری کرتے رہو جیسے تم اپنی بیوی کے ساتھ ہنسی
 مون منٹانے آئے ہو"..... فلادر نے کہا اور رضائے اشتباہ میں سر ہلا
 دیا۔ اسی لمحے ایک ویٹر قریب سے گزرا تو فلادر نے اسے ہاتھ کے
 اشارے سے بلا لیا۔

"جی بیگم صاحبہ"..... ویٹر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
 "مہاں کوئی ایسا گائیڈ مل سکتا ہے جو ان سارے علاقوں کے چپے
 چپے سے واقف ہو۔ ہم ایسے علاقے دیکھنا چاہتے ہیں جہاں عام سیاح نہ
 جاتے ہوں۔ ہم مقتول معاوضہ دیں گے لیکن آدمی ایماندار اور با
 اعتماد ہونا چاہئے"..... فلادر نے ویٹر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"جی بیگم صاحبہ میرا بھائی افضل یہ کام آسانی سے کر سکتا ہے۔
 ویسے تو وہ ناہنگ میں رہتا ہے وہاں اس کی ملازمت ہے لیکن آج کل
 وہ مہاں آیا ہوا ہے۔ ہم لوگ آباد اجداد سے مہاں رہتے ہیں اس لئے یہ
 سارے علاقے ہمارے دیکھے بھالے ہیں۔ میرا بھائی آپ کو ایسی ایسی
 جگہوں کی سرکرائے گا کہ مہذب دنیا کا کوئی فرد وہاں تک گیا ہی نہ
 ہوگا۔ اگر آپ کہیں تو میں اسے بلا لوں"..... ویٹر نے دانت نکالتے
 ہوئے کہا۔

"جہارا بھائی ناہنگ میں کیا کام کرتا ہے"..... فلادر نے پوچھا۔
 "وہ میری طرح وہاں کے ایک ہوٹل میں ویٹر ہے۔ اصل میں

ناہنگ میں اس کا سسرال ہے اس کی بیوی اپنے میکے رہنا چاہتی تھی
 اس لئے اس نے وہیں ملازمت کرنی"..... ویٹر نے جواب دیا۔
 "لیکن یہ کیسے ممکن ہے وہ تو پاکیشیا کا شہری ہوگا پھر ناہنگ میں
 کیسے ملازمت کر سکتا ہے۔ شوگر گرن میں تو ورک پر مٹ دینے کا قانون
 ہی نہیں ہے جب تک حکومت اپنے کسی خاص مقصد کے لئے کسی کو
 طلب نہ کرے"..... فلادر نے کہا۔

"بیگم صاحبہ یہ سرحدی علاقے ہیں اور ہم یہاں کے رہنے والے ہیں
 ناہنگ میں بھی ہمارے قبیلے کے لوگ کثرت سے آباد ہیں پہاڑوں
 میں بکثرت ایسے رستے موجود ہیں کہ ہم اطمینان سے آجاسکتے ہیں۔
 ہمیں کیا ضرورت ہے کہ ہم ان جگہوں میں پڑیں اور وہاں ناہنگ میں
 بھی ہمیں کوئی نہیں پوچھتا"..... ویٹر نے جواب دیا تو فلادر بے اختیار
 چوٹک پڑی۔

"اوہ کیا جہارا بھائی ایسے راستوں سے واقف ہے جہاں سے
 سرحدی محافظوں کی نظروں میں آئے بغیر ناہنگ پہنچا جاسکے اور واپس
 آیا جاسکے"..... فلادر نے کہا۔

"جی ہاں سارے قبیلے کو ایسے راستوں کا علم ہے۔ البتہ میرا بھائی تو
 ایسے رستے بھی جانتا ہے جس کا علم یہاں کے رہنے والوں کو بھی نہیں
 ہے۔ اسے بھی آپ کی طرح نئے سے نئے رستے تلاش کرنے اور علاقے
 دیکھنے کا بے حد شوق ہے"..... ویٹر نے جواب دیا تو فلادر نے جیکٹ
 کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور دو بڑے نوٹ نکال کر اس نے ویٹر کی مٹھی

میں دے دیئے تو ویر کی آنکھوں میں تیز چمک اُبھر آئی۔

"ہم کمرے میں جا رہے ہیں۔ تم اپنے بھائی کو لے کر وہاں آ جاؤ۔ ہم اسے بھی معقول معاوضہ دیں گے اور تمہیں بھی مزید انعام دیں گے۔ ہمارا کمرہ نمبر چلتے ہو ناں؟..... فلاور نے کہا۔

"لیں مادام آپ کمرہ نمبر چھ میں رہ رہی ہیں۔ ایک گھنٹے کے اندر میرا بھائی تمہاں آ کرے گا۔ میں پہنچ جائے گا۔..... ویر نے جلدی سے نوٹ اپنے کوٹ کی جیب میں ڈالنے ہوئے کہا۔

"سنو بھان ہمارے چند ساتھی بھی ہیں۔ اگر انہیں معلوم ہو گیا کہ ہم ایسے راستوں سے جا رہے ہیں تو وہ بھی ساتھ چلنے پر اصرار کریں گے اس طرح ہم ڈسٹر ب ہو جائیں گے جب کہ ہم دونوں میاں بیوی اکیلے جانا چاہتے ہیں۔ کیا تم اس کا کوئی بندوبست کر سکتے ہو؟..... فلاور نے کہا۔

"ہیگم صاحبہ پھر ایسا ہے کہ آپ دونوں ٹھیکے ہوئے ہو مل سے باہر شمال کی طرف چلیں۔ وہاں میں اپنے بھائی کے ساتھ پہنچ جاؤں گا وہاں آپ بات چیت کر لیں لیکن آپ کو جیب میں چھوڑنی پڑے گی کیونکہ ان راستوں پر جیب نہیں جاسکتی۔ پیدل سفر ہو سکتا ہے اس طرح کسی کو بھی علم نہ ہو سکے گا۔..... ویر نے جواب دیا۔

"تم اور جہار ا بھائی کتنی دیر میں وہاں پہنچے گا؟..... فلاور نے پوچھا۔

"ایک گھنٹے بعد کیونکہ آدھے گھنٹے بعد میری ڈیوٹی آف ہو جائے گی اور میں گھر جا کر بھائی کو ساتھ لے کر وہاں پہنچ جاؤں گا۔..... ویر نے

جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ہم ایک گھنٹے بعد شمال کی طرف دریا کے کنارے پہنچ جائیں گے تم اپنے بھائی سمیت وہیں ہم سے مل لینا پھر جیسے بھی پروگرام بنے گا طے کر لیں گے۔..... فلاور نے فیصلہ کن لہجے میں کہا تو ویر سلام کر کے تیزی سے مڑ گیا۔

"طریقہ تو اچھا ہے مادام لیکن جیب کا کیا ہو گا۔ اگر ہماری جیب یہاں رہ گئی تو ہو سکتا ہے کہ لوگ مشکوک ہو جائیں گے۔..... رضا نے کہا۔

"اس کا بھی کوئی حل سوچ لیں گے لیکن اگر ہماری یہ پلاننگ کامیاب ہو گئی تو پھر ہم انتہائی محفوظ طریقے سے نا جگ پہنچ جائیں گے پھر یہ پاکیشیا سیکرٹ سر دس والے اور فوجی سب چیننگ ہی کرتے رہ جائیں گے۔..... فلاور نے مسرت بھرے لہجے میں جواب دیا اور رضا نے اثبات میں سر ہلادیا۔

بارے میں پوچھا تھا۔ آپ کیوں میک اپ کرنا چاہتی ہیں کیا اس کی کوئی خاص وجہ ہے؟..... صفدر نے کہا۔

”فلادر نے میرے میک اپ میں واردات کی ہے اس لئے اگر اس نے مجھے دیکھا تو وہ لا محالہ محتاط ہو جائے گی جب کہ میک اپ میں اسے معلوم ہی نہ ہو سکے گا“..... جو یانے جواب دیا۔

”ہاں آپ کی بات تو واقعی درست ہے لیکن اب سامان نہ ہونے کی وجہ سے مجبوری ہے۔ ویسے اس سے ایک فائدہ بھی ہو سکتا ہے۔“ صفدر نے کہا۔

”کیا..... جو یانے چونک کر پوچھا۔

”فلادر جیسے ہی آپ کو دیکھے گی وہ چونک پڑے گی اور محتاط ہو جائے گی اس طرح اسے چیک کیا جاسکتا ہے۔“..... صفدر نے جواب دیا اور جو یانے اختیار پش پڑی۔

”ہاں اگر ہم اس کے چونکنے اور احتیاط کو چیک کر سکیں نہ جانے وہ کس روپ میں ہوگی۔ اب ہم ہر سیاح عورت کو تو مشکوک قرار نہیں دے سکتے۔ میں مسلسل یہی بات سوچتی چلی آرہی ہوں کہ آخر ہم کس طرح چیننگ کریں گے؟..... جو یانے کہا۔

”ایک ہی طریقہ ہو سکتا ہے کہ آپ کی قد قامت اور لمبی جلتی جسامت کی عورتوں کو چیک کیا جائے۔ ان سے اچانک سوال کیے جائیں۔ سپیشل فورس والے کارڈ کو استعمال کیا جائے پھر ان کے رد عمل کو دیکھ کر اندازہ لگایا جائے۔“..... صفدر نے جواب دیا تو جو یانے

پرائیویٹ جیب ملٹری چھاؤنی سے نکل کر ناور ہوٹل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ جیب کی ڈرائیونگ سیٹ پر صفدر بیٹھا ہوا تھا جب کہ سائڈ سیٹ پر جو یانے بیٹھی ہوئی تھی۔ کرنل دانش نے انہیں ناچنگ ٹیک کا تفصیلی نقشہ بھی مہیا کر دیا تھا اور انہیں راستہ بھی اچھی طرح سمجھا دیا تھا اور صفدر اور جو یانے فیصلہ کیا تھا کہ وہ پہلے ناور ہوٹل جائیں گے جہاں سے رافیلہ اور ویگن کو چھاؤنی لے آیا گیا تھا وہاں سے وہ اپنی چیننگ کا آغاز کریں گے۔ ملٹری چھاؤنی سے ناور ہوٹل کا راستہ بھی چونکہ صفدر نے اچھی طرح سمجھ لیا تھا اس لئے وہ اطمینان سے جیب چلاتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔

”اگر میں میک اپ کر لیتی تو زیادہ بہتر تھا لیکن چھاؤنی میں میک اپ کا سامان ہی موجود نہیں ہے۔“..... جو یانے کہا۔

”آپ نے وہاں کرنل دانش سے بھی میک اپ کے سامان کے

”واقعی کچھ نہیں آرہی کہ ایسا کون سا طریقہ استعمال کیا جائے کہ
فلادر کو چیک کیا جاسکے.....“ صفدر نے بھی اچھے ہوئے لہجے میں کہا۔
”میرا خیال ہے کہ ہمیں اب اس حماقت پر مزید وقت ضائع کرنے
کی بجائے وہیں نا جنگ کی سرحد پر ہی پہنچ جانا چاہیے۔ عمران کا طریقہ
درست ہے نا جنگ جانے والی سب عورتوں کے میک اپ چیک کیے
جائیں اس کے علاوہ اور دوسرا کوئی طریقہ نہیں ہے۔“..... جو یانے
بیزار سے لہجے میں کہا۔

”اور اگر فلادر چیک پوسٹ کی بجائے کسی دوسرے راستے سے
نا جنگ پہنچ گئی تب عمران صاحب کیا کریں گے۔“..... صفدر نے کہا
تو جو یانے اختیار چونک پڑی۔

”اوہ اوہ واقعی ایسا بھی تو ہو سکتا ہے۔ ان پہاڑی علاقوں میں واقعی
ایسے راستے موجود ہوتے ہیں۔ ویری بیڈ پھر تو مشن کسی صورت بھی
مکمل نہیں ہو سکتا۔“..... جو یانے بے حد پریشان ہو گئی تھی۔

”ارے ارے میں نے تو ویسے ہی آپ کی بات کا جواب دینے کی وجہ
سے یہ بات کہہ دی ہے۔ ضروری تو نہیں کہ ایسا ہو۔“..... صفدر نے
اسے انتہائی پریشان دیکھتے ہوئے کہا۔

”نہیں فلادر بے حد چالاک اور خاطر عورت ہے۔ اسے رافیلہ کی
چیکنگ اور ہماری موجودگی کا علم ہو گیا ہو گا وہ لامحالہ یہ طریقہ اختیار
کرے گی۔“..... جو یانے جواب دیا۔

”ہاں ہو تو سکتا ہے لیکن وہ غیر ملکی عورت ہے۔ چاہے وہ مقامی

نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے کے مسلسل سفر کے بعد وہ
نادر ہوٹل پہنچ گئے۔ نادر ہوٹل میں ملکی و غیر ملکی سیاح مردوں اور
عورتوں کی خاصی تعداد موجود تھی۔ چونکہ موسم انتہائی شاندار تھا اس
لئے سب لوگ باہر لان میں موجود کرسیوں پر ہی بیٹھے ہوئے تھے۔
صفدر نے کار پارکنگ میں روکی اور پھر وہ نیچے اتر آئے۔

”ادھر چھت پر بھی روشنیاں ہیں۔ میرے خیال میں ادھر بھی لوگ
موجود ہیں۔“..... جو یانے سر اٹھا کر بلڈنگ کے اوپر والے حصے کی
طرف دیکھتے ہوئے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر دونوں
نے لان کا ایک چکر لگایا اور ایک طرف رکھی ہوئی دو خالی کرسیوں پر جا
کر بیٹھ گئے اور دونوں وہاں بیٹھی ہوئی لڑکیوں کو نگاہوں پی نگاہوں
میں چیک کرنے لگے لیکن کوئی بھی لڑکی یا عورت ایسی نہ تھی جس پر
شک کیا جاسکے۔ عمران نے چونکہ انہیں بتا دیا تھا کہ نا جنگ میں
سڑک کے راستے صرف پاکیشیائی شہریوں کو جانے کی ہی اجازت دی
جاتی ہے اس لئے وہ غیر ملکی عورتوں کی بجائے مقامی عورتوں کو ہی
چیک کر رہے تھے۔

”اس وقت تو میں نے تجویز ہمیش کر دی اور عمران کی تعریف سن کر
میں خوشی سے بھول بھی گئی لیکن اب مجھے اپنی حماقت کا احساس ہو رہا
ہے۔ عمران نے بھی شاید میرا دل رکھنے کے لئے میری تجویز کی تعریف کی
تھی اس طرح بھلا کیسے چیکنگ ہو سکتی ہے۔ یہ آئیڈیا ہی احمقانہ
ہے۔“..... تمھوڑی ذہن بعد جو یانے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

بارے میں جانتا ہے۔ اب کیسے معلوم کیا جائے کہ کوئی کسی کو لے گیا ہے یا نہیں ویسے بھی یہ غیر قانونی کام ہے۔ ظاہر ہے وہ خفیہ طور پر ہی کام کرے گا۔..... ویر نے جواب دیا۔

"تم معلومات تو حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ گاؤں جا کر کچھ لوگوں سے پوچھو تو ہسی شاید معلوم ہو جائے۔ تمہیں اور بھی انعام دیا جائے گا۔..... اس بار صفور نے کہا۔

"میری ڈیوٹی آف ہونے والی ہے۔ میں جا کر معلومات کرتا ہوں۔ ایک دو آدمی میری نظر میں ہیں جو سیاحوں کو ایسے راستوں پر لے جاتے ہیں میں ان سے معلومات کرتا ہوں۔..... ویر نے کہا۔

"گتھن دریں قہاری واپسی ہوگی۔..... صفور نے کہا۔

"ایک گھنٹہ تو لگ ہی جائے گا۔..... ویر نے جواب دیا۔

"او کے پھر جاؤ۔ ہم قہار ابھیں انتظار کریں گے۔ ہمیں کافی لا دو۔..... صفور نے جیب سے ایک اور نوٹ نکال کر ویر کو دیتے ہوئے کہا تو ویر نے انہیں سلام کیا اور پھر تیزی سے واپس مڑ گیا

"یہ تو اندھیرے میں تیر چلانے والی بات ہے۔ نجانے یہ کیسا مشن ہے کہ کوئی داخلہ کیو ہی نہیں مل رہا۔ اس فلاور نے تو ہمیں بے بس کر کے رکھ دیا ہے۔..... جو یا نے ہونٹ کلختے ہوئے کہا اور صفور نے اثبات میں سر ہلادیا۔ تھوڑی دیر بعد ویر واپس آیا اور اس نے برتن میز پر لگانے شروع کر دیئے۔

"میں جا رہا ہوں جناب ایک گھنٹہ تک آجاؤں گا۔..... ویر نے کہا

میک اپ میں ہی کیوں نہ ہو۔ بہر حال ہے تو غیر ملکی۔ وہ اپنے طور پر تو ان راستوں پر سفر نہیں کر سکتی۔ لامحالہ اسے یہاں کے کسی مقامی آدمی کی خدمات حاصل کرنی پڑیں گی۔..... صفور نے کہا۔

"یہاں کسی ویر سے اس سلسلے میں بات کی جا سکتی ہے۔ یہ مقامی لوگ ہیں انہیں ایسے راستوں کا بخوبی علم رہتا ہے۔..... جو یا نے اچانک کہا اور اسی لمحے ایک احمق عمر ویر آڈر لینے کے لئے ان کے پاس پہنچ گیا۔

"ہمیں چند معلومات چاہئیں۔..... جو یا نے کہا اور جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر اس نے ویر کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ ویر کی آنکھوں میں نوٹ دیکھ کر چمک آگئی۔

"جی سیڈم پو جھیں جو مجھے معلوم ہوگا میں بتا دوں گا۔..... ویر نے جلدی سے نوٹ کو جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"ہمارا تعلق ایک خفیہ سرکاری ادارے سے ہے۔ ہم ایک عورت کو تلاش کر رہے ہیں جو مقامی بھی ہو سکتی ہے اور غیر ملکی بھی۔ وہ عورت ناجنگ جانا چاہتی ہے لیکن ایسے راستوں سے کہ سرحد پر چیک پوسٹ والوں کو اس کا علم نہ ہو سکے۔ کیا کوئی ایسا طریقہ ہو سکتا ہے کہ ہمیں معلوم ہو جائے کہ کوئی عورت ان راستوں پر گئی ہے یا نہیں وہ لامحالہ یہاں کے کسی مقامی آدمی کی خدمات حاصل کئے بغیر نہیں جا سکتی۔..... جو یا نے کہا۔

"جی یہ تو کافی بڑا گاؤں ہے اور یہاں کا ہر آدمی ہی راستوں کے

مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"بھلے تم اپنا نام بتاؤ....." صفدر نے کہا۔

"جی میرا نام نعمت علی ہے....." دیر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بتاؤ کیا بات ہے....." جولیانے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"اب سے تقریباً ایک گھنٹہ پہلے ایک مقامی عورت اور ایک مقامی مرد اپنی بیپ اس ہوٹل کے ویزا فسل کے احاطے میں چھوڑ کر اس کے بھائی تفصل کے ساتھ کہیں گئے ہیں....." نعمت علی نے جواب دیا۔

"کہاں گئے ہیں....." صفدر نے پوچھا۔

"جی یہ تو معلوم نہیں ہو سکا۔ بس انہیں گاؤں سے نکل کر جاتے

ہوئے دیکھا گیا ہے....." نعمت علی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جیہیں معلوم کرنا چاہتے تھاکہ وہ کہاں گئے ہیں۔ ہو سکتا ہے وہ ارد گرد کسی سیر گاہ میں گئے ہوں....." جولیانے کہا۔

"میزم اس ہوٹل کا ویزا فسل میرے گاؤں میں ہی رہتا ہے۔ اس

کا بھائی تفصل الہیہ ناجنگ میں رہتا ہے۔ وہ وہاں کے ایک ہوٹل میں

دیر ہے۔ دونوں بھائیوں کی شہرت اچھی نہیں ہے اس لئے گاؤں کے

لوگ ان سے کم ہی بات کرتے ہیں۔ تفصل کئی دنوں سے ناجنگ

سے یہاں آیا ہوا تھا۔ ویسے وہ یہاں کے چپے چپے سے واقف ہے اور

ناجنگ جانے کے ایسے راستوں سے بھی واقف ہے کہ جن کے متعلق

شاید یہاں کے لوگوں کو بھی علم نہ ہو اس لئے میرا اندازہ ہے کہ وہ

اور جولیا اور صفدر کے سر ملانے پر وہ تیزی سے مڑا اور واپس چلا گیا۔

جولیا اور صفدر دونوں کافی پینے میں مصروف ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد

ایک اور ویزا آکر برتن سمیٹے اور بل لا کر دیا تو صفدر نے بل کے

ساتھ اسے فپ بھی دے دی۔ پھر وہ پہلے والے دیر کے انتظار میں بیٹھے

رہے لیکن ان کی نظریں وہاں موجود عورتوں کا مسلسل جائزہ لینے میں

مصروف تھیں۔ ایک گھنٹہ کسی طرح گزرنے میں ہی نہ آ رہا تھا۔

"آؤ صفدر باہر ٹہلیں مجھے یہاں نبھانے کیوں گھنٹن سی عسوس

ہونے لگی ہے....." جولیانے اٹھتے ہوئے کہا۔ تو صفدر بھی اٹھ کھڑا

ہوا۔

"یہ گھنٹن ہماری ذہنی پریشانی کی وجہ سے ہے ورنہ اس قدر شاندار

موسم میں گھنٹن کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا....." صفدر نے

مسکراتے ہوئے کہا اور جولیانے اثبات میں سر ہلادیا۔ پھر وہ ہوٹل سے

باہر نکل کر ادھر ادھر ٹہلنے لگے اور لوگ بھی وہاں ٹہل رہے تھے اور

آہیں میں باتیں کر رہے تھے اس لئے کسی نے ان کی طرف توجہ نہ کی۔

تھوڑی دیر بعد اچانک وہ ویزا ان کے پاس آکر رک گیا۔ چونکہ اب وہ

ہوٹل کی یونیفارم کی بجائے عام مقامی لباس میں تھا اس لئے جب وہ

قریب آکر رکا اور اس نے سلام کیا تو ان دونوں نے اسے پہچانا۔

"اوہ تم کتنے کچھ پتہ چلا....." جولیانے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں اتفاق سے ایک بات کا علم تو ہوا ہے۔ اب یہ تو معلوم

نہیں ہے کہ وہ بات آپ کے کام کی بھی ہے یا نہیں....." دیر نے

کر سکا۔ آپ نے جو پہلے رقم دی ہے وہی کافی ہے۔ یہ رکھ لیں۔" نعمت علی نے نوٹ واپس کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں یہ تو میں خوشی سے دے رہا ہوں رکھ لو"..... صفدر نے کہا اور نعمت علی نے نوٹ جیب میں رکھ کر انہیں گاؤں کا راستہ اور افضل کے مکان کی تفصیل بتادی۔ صفدر نے اس سے افضل کا حلیہ بھی پوچھ لیا اور پھر اسے واپس بھیج کر وہ دونوں گاؤں کی طرف روانہ ہو گئے۔

"میری چھٹی حس کہہ رہی ہے صفدر کہ ہم درست سراغ پر چل نکلے ہیں"..... جولیانے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلادیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک پہاڑی پر بسنے ہوئے کچے اور میڑھے میڑھے مکانات پر مشتمل گاؤں میں پہنچ گئے۔ ان مکانات کا تعمیر شدہ رقبہ تو بے حد کم تھا البتہ احاطے بڑے بڑے تھے۔ ظاہر ہے یہاں ان لوگوں نے زمین تو کسی سے نہ خریدنی ہوتی تھی ان کے لئے اصل مسئلہ تو کمرہ اور چار دیواری کی تعمیر ہوتا تھا۔ اس لئے احاطے بڑے تھے بہت لوگوں سے پوچھنے کے بعد وہ آخر کار ایک کچے مکان کے سامنے پہنچ گئے جس کے احاطے میں واقعی ایک نئی جیب کھڑی نظر آ رہی تھی۔ جیب پر دارالحکومت کی نمبر پلیٹ تھی مگر کسی سیاسی کمیٹی کا نشان یا اشتہار اس پر چسپاں نہ تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ جیب واقعی کسی کی ذاتی ملکیت ہے۔ ان دونوں کے افضل کے مکان کے سامنے رکستے ہی ادھر ادھر سے کئی افراد آگئے۔

انہیں ساتھ لے کر کسی خفیہ راستے سے ہی تاجنگ گیا۔ گا۔" نعمت علی نے جواب دیا۔

"اس عورت کا قد و قامت اور حلیہ کیا تھا"..... جولیانے پوچھا۔
"جی یہ تو میں نے پوچھا ہی نہیں"..... نعمت علی نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"کیا تم ہمیں افضل کے احاطے تک لے جاسکتے ہو جہاں وہ جیب موجود ہے"..... صفدر نے کہا۔

"جی وہ اچھا آدمی نہیں ہے۔ وہ میرا دشمن ہو جائے گا اور میں ایک شریف اور بال کچے دار آدمی ہوں البتہ میں آپ کو یہاں سے گاؤں کا راستہ اور افضل کے گھر کا پتہ کھاسکتا ہوں۔ آپ اپنے طور پر جا کر اس سے بات کر لیں لیکن میرا نام سامنے نہ آئے"..... نعمت علی نے جواب دیا۔

"کیا وہ جیب اس کے احاطے میں موجود ہے"..... صفدر نے پوچھا۔

"جی ہاں جیب میں نے خود دیکھی ہے تبھی تو میں آپ سے بات بھی کر رہا ہوں"..... نعمت علی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے تم ہمیں تفصیل بتا دو ہم خود افضل سے بات کر لیں گے"..... صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک اور نوٹ نکال کر نعمت علی کے ہاتھ میں دے دیا۔

"نہیں جناب میں آپ کی خواہش کے مطابق آپ کی خدمت نہیں

"جی سیم صاحب"..... ایک بوڑھے آدمی نے آگے بڑھ کر بڑے مؤدبانہ لہجے میں جو لیا سے مخاطب ہو کر کہا اور صفدر بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ وہ ان لوگوں کی نفسیات کو اچھی طرح جانتا تھا۔ غیر ملکی ان لوگوں کو خاصی بڑی ہپ اور انعامات دے دیتے تھے جب کہ مقامی لوگ ان معاملات میں غیر ملکیتوں کی نسبت کنجوسی کرتے تھے۔ اس لئے یہ آدمی جو لیا سے مخاطب ہوا تھا۔ صفدر کو اس نے مقامی سمجھ کر نظر انداز کر دیا تھا۔

"نادر ہوٹل کا ویزا افضل یہاں رہتا ہے۔ ہم نے ایک کام کے سلسلے میں اس سے ملنا ہے"..... جو لیا نے کہا۔
 "آپ مجھے بتائیں کیا کام ہے۔ مجھے آپ کی خدمت کر کے خوشی ہوگی"..... اس آدمی نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

"بڑے میاں ہم نے افضل سے ملنا ہے۔ تم بس افضل سے ملو اور ہمیں"..... جو لیا نے اس بار قدرے ناخوشگوار لہجے میں کہا تو اس آدمی نے ہاتھ بڑھا کر دروازہ کھٹکھٹایا تو ایک عورت باہر آگئی۔ وہ صفدر اور جو لیا دونوں کو دیکھ کر چونک پڑی۔

"افضل سے ملنے آئے ہیں یہ میڈم اور صاحب"..... اس باریش آدمی نے اس عورت سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ تو گھر پر نہیں ہے کافی درمونی کہیں چلا گیا ہے"..... عورت نے جواب دیا۔

"کہاں گیا ہے"..... اس بار صفدر نے پوچھا۔

"بتا کر نہیں گیا جی"..... عورت نے جواب دیا۔
 "اس کا بھائی تفضل کہاں ہے"..... صفدر نے پوچھا۔
 "جی تہ نہیں وہ بھی کہیں گیا ہوا ہے"..... عورت نے جواب دیا۔
 "افضل کس وقت آئے گا"..... صفدر نے پوچھا۔
 "جی تہ نہیں"..... عورت نے جواب دیا۔
 "ٹھیک ہے ہم پھر آجائیں گے"..... صفدر نے کہا اور واپس مڑنے لگا۔

"آپ نادر ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے ہوں گے۔ آپ اپنا کمرہ نمبر بتا دیں افضل وہیں کام کرتا ہے وہ وہیں آپ کے پاس حاضر ہو جائے گا"..... اس باریش آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں ہم وہاں نہیں ٹھہرے ہوئے۔ بہر حال ہم پھر آجائیں گے"..... صفدر نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ جو لیا بھی خاموشی سے اس کے پیچھے مڑ گئی۔

"یہ کہاں چلا گیا ہوگا درہو رہی ہے"..... جو لیا نے کچھ فاصلے پر آنے کے بعد بے چین کے لہجے میں کہا۔

"اب کیا کہا جاسکتا ہے۔ بہر حال وہ آئے گا تب ہی اصل صورتحال کا علم ہوگا"..... صفدر نے کہا اور پھر وہ واپس ہوٹل کی طرف جا ہی رہے تھے کہ انہیں راستے میں نعمت علی آتا، واد کھائی دیا۔
 "مل گیا جباب وہ افضل"..... نعمت علی نے سلام کر کے پوچھا۔

”اوه نہیں وہ گھر پر ہی نہیں ہے نجائے کہاں چلا گیا ہے۔“ صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اچھا کہیں کام چلا گیا ہو گا۔ آپ ہوٹل چلیں میں چیک کرتا رہوں گا جیسے ہی وہ واپس آئے گا میں آپ کو ویس ہوٹل میں ہی اطلاع کر دوں گا۔“ نعمت علی نے کہا۔

”بے حد شکریہ۔“ صفدر نے کہا اور پھر وہ آگے بڑھ گئے۔ ہوٹل پہنچ کر وہ ایک بار پھر لان میں بیٹھ گئے اور مشروبات پینے اور باتیں کرنے میں مصروف ہو گئے۔ ظاہر ہے ان کی باتوں کا موضوع فلادور ہی تھی لیکن ظاہر ہے اسے تلاش کرنے کا کوئی کلیو تو انہیں معلوم نہ تھا اس لئے وہ مسلسل کسی ایسے کلیو کی تلاش کے بارے میں ہی باتیں کرتے رہے۔ پریقیناً ایک گھنٹے بعد نعمت علی ان کے پاس پہنچ گیا۔

”صاحب نہ صرف افضل بلکہ اس کا بھائی تفضل بھی واپس آگیا ہے۔“ نعمت علی نے سلام کرتے ہوئے کہا تو وہ دونوں چونک پڑے۔

”اور وہ جوڑا ہے وہ تفضل ساتھ لے کر گیا تھا۔“ جویا نے چونک کر پوچھا۔

”جی وہ تو ساتھ نہیں ہے۔“ نعمت علی نے کہا۔
”ان خفیہ راستوں سے ناجنگ پہنچنے میں کتنا وقت لگتا ہے۔“ جویا نے حیران ہو کر پوچھا۔

”جی ناجنگ کا فاصلہ تو کافی زیادہ ہے۔ وہاں تک پیدل جانے میں

تو دس بارہ گھنٹے لگ جاتے ہیں۔“ نعمت علی نے جواب دیا۔
”ٹھیک ہے شکریہ۔“ صفدر نے کہا تو نعمت علی سلام کر کے واپس چلا گیا۔

”اب تو میرا خیال ہے ان کے پاس جانا فضول ہے۔ وہ جوڑا بھی بہر حال ناجنگ نہیں گیا اور نہ تفضل اتنی جلدی واپس نہ آجاتا۔“ صفدر نے یابو سائے بچے میں کہا۔

”لیکن وہ جوڑا جیپ لینے واپس نہیں آیا۔ اس کا مطلب ہے کوئی نہ کوئی گزر پڑ بہر حال ہے۔ ہمیں ان سے ملنا ضرور چاہیے۔“ جویا نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

”اوه ہاں اس پوائنٹ کی طرف تو میرا خیال بھی نہ گیا تھا۔“ صفدر نے کہا اور جویا کے پیچھے چلتا ہوا ہوٹل سے باہر آگیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک بار پھر افضل کے مکان کے سامنے موجود تھے۔ صفدر نے مکان کے دروازے پر لگی ہوئی کنڈی بجائی تو دروازہ کھلا اور ایک مضبوط جسم کا آدمی باہر آگیا وہ بڑی حیرت بھری نظروں سے جویا اور صفدر کو دیکھ رہا تھا۔

”افضل آپ کا نام ہے۔“ صفدر نے پوچھا۔
”جی نہیں افضل میرا بھائی ہے فرمائیے۔“ اس آدمی نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دروازے سے ایک اور نوجوان باہر آگیا۔

”افضل یہ صاحب تمہیں پوچھ رہے ہیں۔“ پہلے آنے والے

نے کہا۔

”جی فرمائیے سیرانام افضل ہے“..... افضل نے بھی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہمیں ایک کام ہے۔ لمبا مال مل سکتا ہے۔ کام بھی معمولی سا ہے کسی جگہ بیٹھ کر بات ہو سکتی ہے“..... صفدر نے کہا۔

”ہمارے مکان میں تو جگہ نہیں ہے۔ آپ ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے ہیں“..... افضل نے کہا۔

”نہیں ہم وہاں ٹھہرے ہوئے نہیں ہیں ہم نے واپس جانا ہے“..... صفدر نے جیب سے بڑے نوٹوں کی گڈی نکال کر اسے کوٹ کی دوسری جیب میں رکھتے ہوئے کہا اور اس نے واضح طور پر دیکھ لیا تھا کہ بڑے نوٹوں کی گڈی دیکھ کر ان دونوں بھائیوں کی آنکھوں میں تیز چمک ابھرتی تھی۔ انہوں نے بڑے معنی خیز نظروں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

”جی ایسے گاؤں سے کچھ فاصلے پر ڈرہ ہے۔ وہاں چار پائیاں اور کرسیاں بھی ہیں۔ وہاں چل کر بیٹھتے ہیں“..... اس بار افضل نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلادیا۔ اس نے جس مقصد کے لئے نوٹوں کی گڈی کی تھکھک دکھائی تھی وہ مقصد ہر حال پورا ہو گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں بھائی جو گیا اور صفدر کو ساتھ لئے گاؤں سے کچھ دور اونچی جگہ پر پہنچے ہوئے ایک احاطے میں پہنچ گئے جہاں ایک بڑا سا برآمدہ بنا ہوا تھا جس میں چار پائیاں بھی تھیں اور چند کرسیاں بھی لیکن

وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔

”یہ کس قسم کی جگہ ہے یہاں تو کوئی آدمی بھی نہیں ہے۔“ جو گیا نے حیران ہو کر کہا۔

”جی یہ گاؤں کا مشترکہ ڈرہ ہے۔ شادی، بیاہ اور پنجائیت کے کام آتا ہے“..... افضل نے جواب دیا اور جو گیا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلادئے۔ پھر وہ سب کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ صفدر کی نظریں تفصیل کی قمیض کے دامن کے ایک کونے پر جم گئیں جہاں اس کے مطابق خون کے چند دھبے موجود تھے لیکن وہ خشک ہو چکے تھے۔ چونکہ قمیض کا رنگ براؤن تھا۔ اس لئے وجہوں کا احساس پہلی نظر میں نہ ہو سکتا تھا صفدر کی نگاہ اچانک ان پر پڑی اور اب اسے وہ دھبے واضح طور پر نظر آنے لگ گئے تھے۔

”جی فرمائیے ہم کیا خدمت کر سکتے ہیں“..... افضل نے قدرے خوشامد انداز لہجے میں کہا۔

”تمہارے مکان کے احاطے میں ایک نئی جیب کھڑی ہے یہ جیب کس کی ہے؟“..... جو گیا کے بولنے سے پہلے صفدر نے کہا تو افضل اور تفصیل دونوں چونک پڑے۔

”جی ایک پارٹی کی ہے۔ ان کی طبیعت اچانک خراب ہو گئی تھی وہ ایک کار میں واپس چلے گئے ہیں اور ہمیں رقم دے گئے ہیں کہ ہم وہ جیب دار الحکومت پہنچا دیں“..... افضل نے ہونٹ جباتے ہوئے جواب دیا۔

"اب میں تمہارے کسی سوال کا جواب نہیں دوں گا۔ اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ اور دیوار کی طرف منہ کر لو ورنہ میں گولی چلا دوں گا۔" تفصیل نے ایک بار پھر جھپٹنے ہوئے کہا۔ اس کا پتھر اب واقعی کسی جراثیم پیشہ بلکہ کسی مسافک قاتل کا پتھر نظر آ رہا تھا۔

"نمبر دو گولی مت چلانا۔ تم جس طرح کہو گے ہم ویسا ہی کر لیں گے۔" صفدر نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ جو لیا بھی اٹھ کر کھڑی ہو گئی اس کا پتھر سا ہوا تھا لیکن دوسرے لمحے احاطہ دوہیتوں سے گونج اٹھا۔ صفدر اور جو لیا دونوں نے انتہائی برق رفتاری سے ان دونوں پر حملہ کر دیا تھا اور پبلک جھپکنے میں وہ دونوں فرش پر گرے چرپ رہے تھے اور چند لمحوں بعد ہی ساکت ہو گئے۔ ظاہر ہے وہ لاکھ جراثیم پیشہ ہوں گے لیکن صفدر اور جو لیا کا مقابلہ تو نہ کر سکتے تھے۔ انہوں نے ایک لمحے میں انہیں اس طرح اچھال کر نیچے پھینک دیا تھا کہ ان کی گردن مخصوص انداز میں گھوم گئی تھی اور وہ بے ہوش ہو گئے تھے کیونکہ ان دونوں کو معلوم تھا کہ انٹری لوگ ماہر لوگوں سے زیادہ خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔ ان کے ساکت ہوتے ہی صفدر نے ہٹک کر پہلے تفصیل کی گردن کو جھٹکا دے کر سیدھا کیا اور پھر وہ تفصیل کی طرف چڑھ گیا اس کے ساتھ بھی اس نے یہی کارروائی کی تھی کیونکہ جو لیا نے بھی وہی طریقہ اختیار کیا تھا۔ دراصل صفدر نے کرسی سے اٹھتے ہوئے جو فقرہ کہا تھا۔ اس میں اس ساری کارروائی کا اشارہ موجود تھا اور اگر فوری طور پر ان کی گردنیں مخصوص انداز میں جھٹکا

"تفصیل ایک مقامی مرد اور ایک مقامی عورت کو تم نے خفیہ راستوں سے ناجتگ پہنچانا تھا وہ کہاں ہیں۔" صفدر نے تفصیل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا تو تفصیل بے اختیار کرسی سے اچھل پڑا اس کے چہرے پر یکھٹ گھبراہٹ کے تاثرات ابھر آئے۔ یہی حال تفصیل کا ہوا لیکن جلد ہی وہ سنبھل گئے۔

"کس۔ کس جوڑے کی آپ بات کر رہے ہیں۔" تفصیل نے اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

"وہ جو تمہارے ساتھ گیا تھا۔" صفدر نے کہا۔

"وہ تو دھڑکی گاؤں جانا چاہتے تھے۔ میں انہیں ساتھ لے گیا اور دھڑکی بانے والے گاؤں کے رستے پر چھوڑ کر واپس آ گیا لیکن آپ کیوں یہ سب پوچھ رہے ہیں آپ کون ہیں۔" تفصیل نے کہا۔

"یہ تمہارے دامن پر خون کے دھبے کیسے ہیں۔" اچانک صفدر نے کہا تو تفصیل بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا اور دوسرے لمحے اس نے پہلی کی سی تیزی سے ایک ریوالتور شلوار کے پیٹے کی طرف سے باہر نکال لیا۔ اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا تھا۔ تفصیل بھی پہلی کی سی تیزی سے اچھل کر پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔

"خبردار دونوں ہاتھ اٹھا دو ورنہ گولی مار دوں گا۔" تفصیل نے جھپٹتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم نے ان دونوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ بولو کیوں ہلاک کیا ہے انہیں بولو۔" صفدر نے خشک لہجے میں کہا۔

نے اس کے جسم کو تھامے رکھا پھر وہ ہٹ گیا۔

"تم - تم کون ہو....." تفضل نے ہوش میں آتے ہی قدرے خوفزدہ سے لہجے میں کہا تو صدر نے کوٹ کی اندرونی طرف ہٹی ہوئی ایک مخصوص جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکال لیا۔

"دیکھو تفضل ہمیں معلوم ہے کہ تم نے دولت کے لالچ میں اس جوڑے کو ہلاک کر دیا ہے لیکن ہمیں اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے کہ تم نے انہیں کیوں ہلاک کیا ہے۔ تم جانو اور اس جوڑے کے وارثان اور پولیس۔ ہم دوسروں کے معاملات میں دخل دینے کے قائل نہیں ہیں۔ ہمارا مطلب صرف اس قدر ہے کہ ہم ایک مقامی عورت کو تلاش کر رہے ہیں جو خفیہ راستے سے ناجنگ جانا چاہتی تھی ہم نے بھی اس کو ہلاک ہی کرنا تھا۔ اس لئے پہلے تو اس عورت کا قد و قامت بتا دو تاکہ ہمیں اندازہ ہو سکے کہ وہ ہماری مطلوبہ عورت ہے یا نہیں۔" صدر نے بات کرتے ہوئے کہا۔

"پہلے یہ بتاؤ کہ تم ہو کون....." تفضل نے کہا۔

"ہمارا تعلق ایک ایسے گروپ سے ہے جو معاوضہ لے کر قتل کرتے ہیں یعنی پیشہ ور قاتل....." صدر نے جواب دیا۔

"کہیں تمہارا تعلق پولیس سے تو نہیں....." تفضل نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"اگر ہمارا تعلق پولیس سے ہوتا تو ہم جہیں جہاں سے گھر سے اٹھا کر سیٹھ تھانے لے جاتے ہمیں کیا ضرورت تھی یہاں آنے کی۔"

دے کر سیدھی نہ کر دی جاتیں تو یہ دونوں دم گھٹنے سے ہلاک بھی ہو سکتے تھے۔

"یہاں رہی تو نہیں ہوگی....." جو لیانے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس تفضل سے ہی ساری بات کا پتہ چل جائے گا۔ مجھے یہ لپٹے بھائی سے زیادہ خطرناک آدمی لگ رہا ہے اور میرا خیال ہے کہ انہوں نے رقم کے لالچ میں اس جوڑے کو ہلاک کر دیا ہے۔ اب معلوم نہیں کہ وہ جوڑا کون تھا....." صدر نے اپنی بیلٹ اتارتے ہوئے کہا اور پھر اس نے بیلٹ کی مدد سے زمین پر بے ہوش تفضل کے دونوں ہاتھ اس کی پشت میں لے جا کر اچھی طرح باندھ دیئے۔ اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا کرنے والا ربوہ الوڑ جو لیانے اٹھایا تھا وہ اس کا جمیر کھول کر دیکھ رہی تھی۔

"اوه اس میں تو صرف ایک گولی ہے باقی جمیر خالی ہے۔" جو لیانے کہا۔

"باقی گولیاں اس جوڑے پر چلائی گئی ہوں گی....." صدر نے تفضل کو اٹھا کر ایک کرسی پر بٹھاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ایک ہاتھ سے اس کے دھیلے جسم کو تھاما اور دوسرے ہاتھ سے اس کا ناک اور منہ بیک وقت بند کر دیئے۔ چند لمحوں بعد جب تفضل کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگ گئے تو اس نے ہاتھ ہٹا دیا پھر جب تک تفضل کو پوری طرح ہوش نہیں آگیا اس وقت تک اس

دونوں چونک پڑے۔ ان کی آنکھوں میں چمک اور ہنسنے پر امید بھری مسرت کی لہریں سی دوڑنے لگیں کیونکہ یہ واضح اشارہ تھا کہ وہ عورت فلاوری ہو گئی۔

”کہاں ہلاک کیا ہے تم نے اسے اور کیسے؟“..... صفدر نے کہا۔
 ”ان کے پاس خاصی دولت تھی انہوں نے مجھے دیکھا ہی تھی۔ وہ نا جنگ جانا چاہتے تھے اس طرح کہ کسی کو معلوم نہ ہو سکے۔ یہ جیپ بھی ان کی ہے۔ انہوں نے کہا تھا کہ وہ واپس آکر ہم سے ملے لیں گے لیکن افضل اور میں نے پروگرام بنایا کہ ان دونوں کو ہلاک کر دیا جائے۔ یہاں ایسی غاریں اور رستے موجود ہیں جہاں لاشیں سالوں پڑی رہیں تو کسی کو معلوم نہیں ہو سکتا چنانچہ پلاننگ کے تحت میں انہیں لے کر ایک خاص رستے کی طرف گیا۔ افضل ہمارے پیچھے چھپ کر آیا۔ پھر ایک جگہ میں پیشاب کا بہانہ کر کے ایک چٹان کے پیچھے ہو گیا۔ اس کے بعد میں نے اس چٹان کی اوٹ سے ان پر فائر کھول دیا۔ وہ اطمینان سے کھڑے باتیں کر رہے تھے اس لئے وہ کچھ بھی نہ کر سکے اور میں اس وقت تک گولیاں چلاتا رہا جب تک دونوں ہلاک نہ ہو گئے۔ افضل بھی بیچ بچ گیا اور ہم ان دونوں کو اٹھا کر ایک غار میں لے گئے۔ پھر ہم نے ان کی تلاش لی اور ساری رقم بھی نکال لی اور گھڑیاں اور انگوٹھیاں بھی اتار لیں۔ پھر پتھر سے ان کے ہنسنے پر کھل دیئے تاکہ ان کی شناخت نہ ہو سکے اور واپس لگتے۔“..... تفصل نے کہا۔
 ”ان کے پاس رقم کے علاوہ اور کیا کچھ تھا؟“..... جو یانے بے چین

صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
 ”جہیں کس نے بتایا ہے کہ میں اس جوڑے کے ساتھ گیا تھا۔“
 تفصل نے کہا۔

”ان باتوں کو چھوڑو یہ ہمارا دھندہ ہے۔ ہم لاکھوں روپے اس کام کے وصول کرتے ہیں۔ تم میرے سوال کا جواب دو ورنہ دوسری صورت میں تم اور تمہارا بھائی دونوں کو ہم ایک لمحے میں ذبح بھی کر سکتے ہیں ہمارے لئے کسی آدمی کو مارنا کسی حیوانی کو مارنے سے زیادہ آسان ہوتا ہے۔“..... صفدر نے جواب دیا تو تفصل کے ہنسنے پر خوف کے تاثرات ابھر آئے اور اس نے اس عورت کا قد و قامت اور جسمات بتانی شروع کر دی۔ قد و قامت تو بہر حال جو یا سے ملتا تھا لیکن جب اس نے جسمات بتائی تو صفدر اور جو یا دونوں کے چہروں پر قدرے مایوسی سی چھا گئی کیونکہ تفصل کے مطابق وہ عورت خاصی فربہ جسم کی مالک تھی۔

”میری ساتھی سے وہ کتنی موٹی تھی“..... صفدر نے جو یا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”ذیل لگتی تھی لیکن..... تفصل کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

”بولو چپ کیوں ہو گئے ہو؟“..... صفدر نے پوچھا۔

”اس عورت نے اپنے لباس کے نیچے پٹے سے باندھے ہوئے تھے۔“
 ”مجھے اس کی تلاش لیتے ہوئے محسوس ہوئے تھے لیکن مجھے جلدی تھی اس لئے میں نے تصدیق نہیں کی۔“..... تفصل نے کہا تو صفدر اور جو یا

اس نے اس کا ناک اور منہ بند کر کے اسے ہوش دلایا۔ ہوش میں آنے کے بعد جب تفضل نے اسے ساری صورتحال بتائی تو افضل کے چہرے پر بھی اطمینان اور مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”بھرتو یہ لپٹنے ہی بھائی بند ہیں“..... افضل نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں بشرطیکہ تم دونوں اپنے دماغ درست رکھو“..... صفدر نے کہا۔

”تم فکر مت کرو اب ہمیں اطمینان ہو گیا ہے آؤ ہمارے ساتھ“۔ تفضل نے کہا۔ شاید دونوں کی گڈی جو صفدر نے اس کی جیب میں ڈالی تھی۔ اس سے اسے یقین ہو گیا تھا کہ صفدر اس کے خلاف کوئی قانونی کارروائی نہیں کرے گا۔ البتہ صفدر نے تفضل کے ریلووار کے جیمبر میں موجود اکوٹی گولی نکال کر ریلووار سے واپس کر دیا تھا جو اس نے جیب میں ڈال لیا تھا۔ اس احاطے سے نکل کر وہ دونوں ایک طرف بڑھنے لگے۔ صفدر اور جو لیان دونوں کے پیچھے چل رہے تھے۔ کچھ دور بعد وہ گاؤں سے کافی فاصلے پر آگئے۔ یہ واقعی ویران سا پہاڑی علاقہ تھا پھر تقریباً ایک گھنٹے تک پہاڑی راستے پر سفر کرنے کے بعد وہ ایک غار میں پہنچ گئے جہاں واقعی ایک مقامی مرد اور ایک مقامی عورت کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں ایک طرف وہ قاتل بھی پڑی ہوئی تھی جسے تفضل نے بیکار سمجھ کر پھینک دیا تھا۔ جو لیان نے غار میں داخل ہوتے ہی جھپٹ کر اسے اٹھالیا۔ اس کے چہرے پر انتہائی مسرت کے

سے لہجے میں کہا۔

”اس عورت کی ران کے ساتھ کاغذوں کا ایک پلندہ سائیپوں کے ساتھ بندھا ہوا تھا۔ تلاشی کے دوران میرا ہاتھ لگ گیا تو مجھے معلوم ہوا میں نے اسے کھولا وہ کاغذی تھے اس لئے میں نے انہیں وہیں پھینک دیا اور کچھ نہ تھا“..... تفضل نے کہا تو جو لیان اور صفدر بے اختیار اچھل پڑے۔

”اوہ وہی کاغذ ہمیں ان سے چلے گئے۔ تم ہمیں وہاں لے جاؤ ہم تمہیں اس کا بھی معاوضہ دیں گے“..... صفدر نے کہا۔

”تم“۔ تم پولیس کو اطلاع تو نہیں کرو گے“..... تفضل نے کہا۔

”پاکل ہو گئے ہو۔ تم نے تو اپنا ہمارا مشن مکمل کیا ہے ہم تمہیں کیوں پولیس کے حوالے کریں گے“..... صفدر نے کہا اور جیب سے دونوں کی گڈی نکال کر وہ آگے بڑھا اور اس نے تفضل کی جیب میں گڈی ٹھونس دی۔

”یہ لو ایڈوانس رکھ لو۔ لیکن یاد رکھنا اگر تم نے کوئی غلط حرکت کی تو تمہیں اندازہ تو ہو گیا ہو گا کہ ہم کس انداز میں کام کرتے ہیں۔ دوسرا سانس نہ لے سکو گے“..... صفدر نے کہا۔

”تم“۔ تم فکر مت کرو میں کوئی حرکت نہ کروں گا“..... تفضل نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور صفدر نے اس کے ہاتھ کھول دیئے۔

”میں افضل کو ہوش میں لاتا ہوں یہ بھی ہمارے ساتھ جانے گا“..... صفدر نے کہا اور بے ہوش پڑے افضل کی طرف بڑھ گیا۔

”یہ پہلا مشن ہے صفدر جیسے ہم نے مکمل کیا ہے۔ عمران وہاں جیک پوسٹ پر کھڑا گزرنے والی عورتوں کے میک اپ چیک کر رہا ہوگا جب کہ فائل ہم نے حاصل بھی کر لی ہے“..... جولیا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ مشن شروع بھی آپ سے ہوا تھا اور ختم بھی آپ کے ہاتھوں ہی ہوا“..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا نے ہنستے ہوئے اثبات میں سر ہلادیا۔

تاثرات ابھرتے تھے۔
”چیک کر لیا مکمل ہے“..... صفدر نے کہا تو جولیا نے اسے چیک کرنا شروع کر دیا۔

”ہاں یہ مکمل بھی ہے اور درست حالت میں بھی ہے“..... جولیا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اوکے اس کا مطلب ہے ہمارا مشن مکمل ہو گیا اب اسے فائلنگ دے دیں“..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے فائل کو تہہ کر کے اپنی جیکٹ کی اندرونی جیب میں رکھ لیا۔

”چلو بھیں“..... صفدر نے تفصل اور افضل سے کہا جو خاموش کھڑے ہوئے تھے اور وہ دونوں سر ہلاتے ہوئے غار کے دہانے کی طرف مزے ہی تھے کہ صفدر اور جولیا دونوں ایک بار پھر ان پر تحیث پڑے اور ایک بار پھر وہ دونوں پچھتے ہوئے ہوا میں اچھلے اور نیچے گر کر پہلے کی طرح جسد لے چوب کر ساکت ہو گئے۔

”اب ان کی گردنیں سیدھی کرنے کی ضرورت نہیں ہے یہ فائل ہیں انہیں انجام تک پہنچنا چاہیے“..... صفدر نے کہا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلادیا۔ صفدر نے تھک کر الٹیہ تفصل کی جیب سے نوٹوں کی وہ گڈی نکالی جو اس نے اسے دی تھی اور پھر وہ دونوں مار سے نکلے اور واپس اسی راستے پر چل پڑے جدھر سے افضل اور تفصل انہیں لے کر وہاں تک آئے تھے۔

نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو صفدر سمیت سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”صالحہ کو چیف نے ایک خصوصی ٹریننگ کے لئے ملٹری کمانڈوز کے ایک ٹریننگ سنٹر میں بھیجا ہوا ہے۔ تین ماہ کا کورس ہے۔ وہ مکمل کر لینے کے بعد ہی صالحہ واپس آئے گی۔“..... جولیانے مسکراتے ہوئے کہا۔

”خصوصی ٹریننگ تو وہ پہلے ہی کامیابی سے مکمل کر چکی ہے بلکہ ایک دو کیمپ میں ہمارے ساتھ کام بھی کر چکی ہے۔ پھر دوبارہ ٹریننگ پر بھیجے گا کیا مطلب“..... صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔
 ”وہ اس کے ٹیسٹ کیمپ تھے۔ چیف نے مجھ سے صالحہ کی کارکردگی کی رپورٹ طلب کی تھی میں نے تو مثبت رپورٹ دی تھی لیکن نبجانے چیف نے کیا محسوس کیا کہ اسے مزید ٹریننگ کے لئے بھجوا دیا۔“ جولیانے جواب دیا۔

”مجھے یقین ہے کہ عمران نے اس کے بارے میں غلط رپورٹ دی ہوگی“..... جنویر نے منہ جاتے ہوئے کہا۔

”تم نے صالحہ کے بارے میں رپورٹ دی تھی۔“..... جولیانے چونک کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں چیف نے اس کے لئے مجھے علیحدہ چیک دیا تھا۔“..... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

”کیا رپورٹ دی تھی تم نے“..... جولیانے عزائے ہوئے کہا۔

دانش منزل کے میٹنگ ہال میں ساری سیکرٹ سرورس عمران سمیت موجود تھی۔ چیف نے انہیں کال کیا تھا۔

”صالحہ یہاں بھی نظر نہیں آرہی ہیں اس کے فلیٹ پر بھی گیا تھا لیکن فلیٹ بھی بند ہے۔“..... اچانک صفدر نے کہا تو سب چونک پڑے۔

”اس کا نام صالحہ ہے اس لئے اسے فلیٹ پر تلاش کرنے کی بجائے کسی درانے میں تلاش کرنا چاہئے تھا ہمیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیوں درانے کا صالحہ کے نام سے کیا تعلق“..... صفدر نے حیران ہو کر کہا۔

”صالحہ کا مطلب ہے نیک خاتون اور نیک خاتون کا دنیا سے کیا تعلق۔ وہ تو کسی درانے میں بیٹھی عبادت کر رہی ہوگی۔“..... عمران

پیشل ٹرانسمیٹر سے کال آنا شروع ہو گئی اور وہ سب چونک کر خاموش ہو گئے۔ جو یانے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"کیا سب ممبرز لگے ہیں؟" ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"یس سر عمران بھی موجود ہے"۔ جو یانے جواب دیا۔

"صالحہ نہیں آئی بتاب۔ صفدر صاحب تو اس کے فلیٹ کا بھی چکر لگا آئے ہیں لیکن فلیٹ بند ہے"۔ عمران نے معنی خیز نظروں سے صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے اونچی آواز میں کہا تو صفدر ایک بار پھر مسکرا دیا۔

"صالحہ تین ماہ کی خصوصی ٹریننگ کے لئے گئی ہوئی ہے۔ جو یانہ کو اس کی اطلاع دے دی گئی تھی تاکہ ممبرز کو وہ اطلاع دے دے"۔ ایکسٹو نے سرد اور سٹات لہجے میں کہا۔

"سوری سر میں سمجھی تھی کہ چونکہ صالحہ زیادہ تر میرے فلیٹ میں ہی رہتی تھی اس لئے آپ نے مجھے اطلاع دی ہے۔ اس لئے میں نے ممبرز کو اطلاع نہ دی۔ ویسے اب آپ کی کال سے پہلے سب کو میں نے بتا دیا ہے"۔ جو یانے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

"یہ میننگ اس لئے کال کی گئی ہے کہ اس بار ایک ایسا کیس سامنے آیا ہے جس میں سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف مس جو یانہ کو اہتمامی پر اسرار انداز میں لوٹ کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور جو یانہ ملک دشمن بن کر واردات کرتی رہی ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ جو یانہ اور صفدر دونوں نے اہتمامی ذہانت اور شاندار کارکردگی کا مظاہرہ کرتے

"میں نے تو صالحہ کی بڑی تعریف کی تھی۔ بڑی نیک لڑکی ہے۔ ایسی لڑکی کو مردوں خاص طور پر اہتمامی بہادر اور دلیر مردوں سے پہچانا ضروری ہے اور اس کے لئے اسے خاص قسم کی تربیت دلائی جائے وغیرہ وغیرہ"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب اہتمامی بہادر اور دلیر مردوں سے کیا مطلب"۔ سب نے حیران ہو کر پوچھا۔

"صفدر کا مطلب اہتمامی دلیر اور بہادر ہی ہوتا ہے"۔ عمران نے اسی طرح معصوم سے لہجے میں کہا تو میننگ ہال بے اختیار ہتھوں سے گونج اٹھا۔ صفدر کے ہنرے پر بے اختیار مسکراہٹ کے تاثرات ابھرا آئے۔

"اب آپ جبراً مجھے اس صالحہ سے متعلق کرنے پر بھد ہو گئے ہیں"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تعلق کا تو پتہ نہیں۔ البتہ اس کے فلیٹ پر اس کو تلاش کرنے ساری سیکرٹ سروس میں سے تم ہی لگے ہو"۔ عمران نے جواب دیا تو ہال ایک بار پھر ہتھوں سے گونج اٹھا۔

"میں تو ویسے ہی وہاں سے گزر رہا تھا"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ویسے اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اب عمران کی بات پر پہلے کی طرح دلچسپی کی بجائے وہ اب باقاعدہ لطف لینے لگا ہے اور اس سے ہی معلوم ہوتا تھا کہ وہ واقعی صالحہ میں دلچسپی لینے لگ گیا ہے اور پھر اس سے پہلے کہ مزید اس موضوع پر کوئی مذاق ہوتا۔ دیوار میں نصب

میں کہا جیسے اس نے شاندار تجویز پیش کر دی ہو۔

"کسی ممبر کے ذہن میں کوئی تجویز ہو تو پیش کرے۔"..... ایکسٹو

نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے کہا۔

"جناب اس کیس کی جو تفصیلات مجھے معلوم ہوئی ہیں اس کے

مطابق مس جولیا کے ذہن کو پینانز میں استعمال ہونے والی کسی

جدید ترین مشین کے ذریعے کنٹرول کیا گیا تھا اور دوسری بار کسی

پروفیسر فضل حسین نے جولیا کے ذہن میں چند باتیں راج کر دی تھیں

اور آپ اب یہ چاہتے ہیں کہ آئندہ ایسا بے ہوش کے تو جدید ترین ریسیرج

کے مطابق اگر اعصابی تحریک کو کنٹرول کرنے والے مرکز جیسے حرام

مغز کہا جاتا ہے اس ایسی تبدیلیاں کی جاسکتی ہیں کہ ایک خاص

فریکوئنسی پر اعصاب کو تحریک مل سکتی ہے اور ذہن کام کر سکتا ہے۔

اس کے بعد ذہن بلیٹک ہو جائے گا اس لئے ایسا ہو سکتا ہے کہ باہرین

سے مشورے کے بعد اعصابی تحریک کو ایک خاص فریکوئنسی تک

محدود کر دیا جائے۔"..... اچانک کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدہ لہجے

میں کہا تو سب حیرت اور حسمین بھرے انداز میں اسے دیکھنے لگے۔

"اس تجویز پر پہلے غور ہو چکا ہے کیپٹن شکیل۔ لیکن باہرین کے

مطابق یہ ڈیوائس صرف عام سطح کے ذہنوں پر استعمال ہو سکتی ہے۔

اس سطح سے بلند ذہن پر اس ڈیوائس کا استعمال ابھی ممکن نہیں ہو سکا

اور آپ سب ممبران کی ذہنی سطح عام لوگوں سے بہت بلند ہے اس لئے

یہ ڈیوائس آپ ممبران پر استعمال نہیں ہو سکتی۔"..... ایکسٹو نے

ہوئے انتہائی اہم فائل کو غیر ملکی ایجنٹ کے قبضے سے برآمد کر لیا۔ جب

کہ عمران اس غیر ملکی ایجنٹ نفاذ کو تلاش کرنے میں یکسر ناکام رہا ہے

اور اگر یہ دونوں اس شاندار کارکردگی کا مظاہرہ نہ کرتے تو یہ فائل

یقیناً برآمد نہ ہو سکتی اور اس سے پاکیشیا بہت بڑے نقصان سے دوچار

ہو جاتا لیکن اس کیس میں جو پراسرار طریقہ استعمال کیا گیا ہے اس نے

مجھے چونکا دیا ہے۔ سیکرٹ سروس کے ممبرز کے ذہنوں کو کنٹرول کر

کے ان سے واردات کرنا یا کرانا انتہائی اہم اور خطرناک مسئلہ ہے۔

مستقبل میں اس کی مکمل پیش بندی ہونی ضروری ہے۔"..... ایکسٹو نے

اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"جناب اس کے لئے میرے پاس ایک انتہائی شاندار تجویز موجود

ہے۔"..... اچانک عمران نے بات کرتے ہوئے کہا۔

"کیا کہنا چاہتے ہو کھل کر کہو؟"..... ایکسٹو نے اسی طرح سپاٹ لہجے

میں کہا۔

"میری تجویز ہے جناب کہ سیکرٹ سروس کے تمام ممبران کے

دماغ ہی بدل دیئے جائیں۔"..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا

تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

"یہ کیسے ممکن ہے فضول باتیں مت کرو ورنہ۔"..... ایکسٹو نے

پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"پہلے جناب اگر یہ ممکن نہیں ہے تو نکال کر پھینک دو جائیں۔

نہ دماغ ہوں گے نہ کوئی کنٹرول کر سکے گا۔"..... عمران نے ایسے لہجے

جواب دیا۔

”جناب میرا خیال ہے کہ کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس بار مس جو یا کے کلاس فیلو نائیکل کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا ہے۔ آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔“..... صفدر نے کہا۔

”کلاس میں تو بہت طالب علم ہوتے ہیں۔ اگر نکل کوئی اور کلاس فیلو آگیا تو“..... عمران نے کہا تو جو یا ہوٹ بھیج کر اسے کھا جانے والے نظروں سے دیکھنے لگی۔

”اور کسی ممبر کے ذہن میں کوئی تجویز“..... ایکسٹو نے ایک بار پھر عمران کی بات سنی ان سنی کرتے ہوئے کہا۔

”جناب آپ خود ہی اس بارے میں بہتر سوچ سکتے ہیں۔“..... صفدر نے کہا۔

”جو بہتر سوچ سکتا ہے وہ پوچھا نہیں کرتا“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تم خاموش نہیں رہ سکتے“..... اس بار جو یا نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔ اب ظاہر ہے عمران کی یہ بات براہ راست ایکسٹو کے خلاف جاتی تھی اس لئے جو یا اور تو سب کچھ برداشت کر سکتی تھی لیکن حریف کے خلاف وہ کوئی بات برداشت نہ کر سکتی تھی اس لئے وہ بول پڑی تھی۔

”مینگ کال کرنے سے پہلے میں نے اس موضوع پر دنیا بھر میں پھیلے ہوئے انتہائی ماہر افراد سے رپورٹس حاصل کی ہیں۔ ان سب

رپورٹس کے مطالعے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اس قسم کی کسی بھی ڈیوائس کو اگر مستقل طور پر استعمال کیا جائے تو اس سے ذہن کو ناقابل تلافی نقصان بھی پہنچ سکتا ہے اس لئے میں نہیں چاہتا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران جو انتہائی اعلیٰ ذہنی صلاحیتوں کے مالک ہیں کو اس رسک میں ڈالا جائے اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ایسی کوئی ڈیوائس نہ استعمال کی جائے۔ میں نے آپ سے تجاویز اس لئے طلب کی ہیں تاکہ آپ کو اس مسئلے کی سنجیدگی کا پوری طرح احساس ہو جائے اور آپ آئندہ اس معاملے میں پوری طرح محتاط رہیں۔ مجھے یقین ہے کہ آئندہ آپ لوگ کسی کو ایسا موقع ہی فراہم نہ کریں گے کہ وہ اس انداز میں واردات کر سکے اور اگر کسی نے ایسا کیا تو پھر وہ اپنے انجام سے بھی بخوبی واقف ہو سکتا ہے۔ ویش آل۔“..... ایکسٹو نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر پر کال آنے کی نشاندہی کرنے والا چھوٹا سا بلب بجھ گیا۔

”یہ جہاد اچیف بھی مجھے اب کچھ کھکا ہوا لگ رہا ہے۔ اس کے ذہن کا بھی چیک اپ ہونا چاہیے“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کیوں کیا ہوا ہے“..... جو یا نے چونک کر پوچھا۔

”میں نے اتنی شاندار تجویز پیش کی ہے کہ نہ دماغ ہوگا نہ کوئی کنٹرول کر سکے گا۔ یعنی نہ رہے گا بائس نہ بے گے کی بانسری۔ لیکن میری بات ہی اس کی سمجھ میں نہیں آئی“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے

عمران اور فورٹارز گروپ کا نیا ہنگامہ خیز کارنامہ

ڈاک کرائم مکمل ناول

مصنف — مظہر کلیم ایم۔ اے

ڈاک کرائم — ایک ایسا گھٹیا، قابل نفرت اور مکروہ جرم — جس کا جال پورے پاکیشیا میں پھیلا ہوا تھا۔

ڈاک کرائم — ایسا جرم — جسے انسانی لحاظ سے گھٹیا اور مکروہ ترین جرم کہا جاسکتا ہے۔

سردار خان — جو ڈاک کرائم کا سرغنہ تھا لیکن اس کی ظاہری حیثیت ایسی تھی کہ اس کی طرف کوئی شک کی نگاہ بھی نہ ڈال سکتا تھا۔

فورٹارز — جنہوں نے پورے ملک میں سرطان کی طرح پھیلے ہوئے اس جرم کے خلاف جہاد کا آغاز کر دیا اور مجرموں کا خاتمہ ہوتا چلا گیا لیکن پھر — ۹ —

فورٹارز — جن کی بے پناہ جدوجہد کی وجہ سے پورے ملک میں پھیلے ہوئے اس جھیاٹک اور مکروہ جرم کو مٹانے والے مجرموں کے چہروں سے نقاب اترنے لگے۔

کہا۔

”شکر کر دیجئے نے تمہیں کوئی سزا نہیں دی ورنہ جس طرح تم اپنی سیدھی باتیں کر رہے تھے مجھے تو خطرہ تھا کہ تمہیں کوئی ہولناک سزا ملنے والی ہے“..... جو لیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”دیئے ہے تو یہ انتہائی حریت انگیز بات کہ آج جج نے عمران کی باتوں کا سرے سے نوٹس ہی نہیں لیا“..... اس بار نعمانی نے بات کرتے ہوئے کہا۔

”ناکام آدمی کو کون لفٹ کرتا ہے“..... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ تنویر کی اس خوبصورت اور گہری بات پر میٹنگ ہال بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا اور عمران کا منہ بے اختیار ٹٹک گیا کیونکہ اب اتنی بات تو وہ بھی سمجھ سکتا تھا کہ تنویر نے فاعل کے حصول میں ناکامی کی بنیاد پر اس پر طنز کیا ہے۔

”جج کہتے ہو سہاں دشمنوں کو ہی لفٹ ملتی ہے۔ عجب الو طٹوں کا سرے سے ذکر ہی گول ہو جاتا ہے“..... عمران نے تنویر اور جو لیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”بکواس مت کرو۔ میں دشمن نہیں ہوں“..... جو لیا نے غراتے ہوئے کہا۔

”اور نہ ہی تنویر عجب وطن ہے“..... عمران نے اس کا فقرہ مکمل کرتے ہوئے کہا تو میٹنگ ہال بھر بور قہقہوں سے گونج اٹھا۔

ختم شد

عمران فریدی میریز میں ایک دلچسپ ہنگامہ خیز ایڈیٹر

زک زیک مشن

مصنف: مظہر کلیم ایم اے

۱۔ اسلامی ملک مراکش میں ہونے والی اسلامی ممالک کے وزرائے خارجہ کی کانفرنس کو سبوتاژ کرنے کیلئے دنیا کے خوفناک دہشت گرد گروپ کی خدمات حاصل کر لی گئیں۔

۲۔ کانفرنس ہال کو میزائلوں سے اڑانے اور دفتر گولیوں سے چھلنی کر دینے کی خوفناک دھمکیاں۔

۳۔ اسلامی سیکورٹی کونسل کو نسل کر نل فریدی کانفرنس ہال کی حفاظت اور دہشت گرد گروپ کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے میدان میں کود پڑا۔

۴۔ علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے دہشت گرد گروپ کے میڈیکل ڈاکٹر کو تباہ کرنے اور اس کے سربراہ کی ہلاکت کا اعلان کر دیا۔

۵۔ اری زونا کے خوفناک جنگلوں میں واقع دہشت گرد گروپ کے میڈیکل ڈاکٹر کو تباہ کرنے کیلئے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی سرکردہ کوششیں۔

۶۔ خوفناک جنگلوں میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ دہشت گردوں کے انتہائی جان لیوا ایسے مقابلے جن کا ہر لمحہ قیامت کا لمحہ ثابت ہوا۔

عمران — جس نے فورسٹائز کی مدد سے ڈاک کرائم کے سرغنہ پر ماتھے ڈال دیا — مگر عمران اور فورسٹائز دونوں انتہائی خوفناک حالات کا شکار ہو گئے — کیوں اور کیسے — ؟

کیا عمران اور فورسٹائز ڈاک کرائم کے خاتمے اور اس کے سرغنہ کی سرکوبی میں کامیاب بھی ہو سکے — یا — ؟

۱۔ سرطان کی طرح پورے ملک میں پھیلے ہوئے اس گھٹیا، قابل نفرت اور مکروہ جرم کے خلاف عمران اور فورسٹائز کی دلیرانہ جدوجہد سے بھرپور ایک یادگار کہانی۔

۲۔ عمران اور فورسٹائز کی ڈاک کرائم کے خلاف اس دلیرانہ جدوجہد کا انجام کیا ہوا — کیا عمران اور فورسٹائز اس مکروہ گھٹیا اور بھانک جرم کے خاتمے میں کامیاب ہو گئے — یا — ؟

۳۔ انتہائی خوفناک انداز کی جدوجہد۔
بے پناہ تیز رفتار ایکشن۔ دل ہلادینے والے واقعات اور لمحہ بہ لمحہ بدلتے ہوئے حالات پر مشتمل ایک ایڈر پنچر ناول۔

یوسف براؤن زک زیک ملتان

• وہ لمحہ۔۔۔ جب عمران اور اس کے ساتھی اری زونہ کے جنگلوں میں دہشت گردوں کے گھیرے میں آکر بے بس ہو گئے۔

• کیا عمران اور اس کے ساتھی دہشت گردوں کے سربراہ اور اس کے بیٹے کو مارا کو تباہ کرنے میں کامیاب ہو سکے یا خود بھی جیسا تک موت کا شکار ہو گئے۔؟

• مراک میں کانفرنس ہال کو تباہ کرنے کیلئے دہشت گردوں کی خوفناک سازشیں۔۔۔ ایسی سازشیں کہ کرنل فریدی اور اس کے ساتھی ان سازشوں کے مقابل بے بس ہو کر رہ گئے۔

• وہ لمحہ۔۔۔ جب عمران، پاکٹیا سیکرٹ سروس، کرنل فریدی، اس کی زبرد فوس اور مراک کی فوجی سکیورٹی سب دہشت گردوں کے مقابل آگئے لیکن دہشت گرد اپنے خوفناک مقاصد میں کامیاب ہوتے چلے گئے۔ کیوں اور کیسے۔۔۔؟

• وہ لمحہ۔۔۔ جب دہشت گرد اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے اور کرنل فریدی اعلیٰ عمران دونوں اس خوفناک تباہی کو دیکھنے پر قادر نہ رہے۔

• آخری لمحات تک ہونے والی انتہائی اعصاب شکن اور جان لیوا جدوجہد کہ سانس لینا بھی دشوار ہو گیا۔ اعصاب شکن سسپنس اور تیز رفتار ایکشن سے جھرپور ایک کہانی جو ہر لحاظ سے یادگار حیات کی حامل ہے۔

یوسف برادر۔ پاک گیٹ ملتان

عمران میرزے میں ایک دلچسپ منفرد انداز کا ایڈیٹر

مصنف

بلیک ہلز

منظر کلیم ایم اے

بلیک ہلز۔۔۔ یہودی ملک میں واقع ایسی پہاڑیاں جہاں عمران اور جویا کو گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا۔

بلیک ہلز۔۔۔ ایک الیمینٹ جس میں عمران کو بے بس کر کے اس پر مشین پشیل سے گولیوں کی بارش کر دی گئی۔

بلیک ہلز۔۔۔ ایک الیمینٹ جس میں جویا نے اپنی زندگی کی سب سے غری جنگ لڑی۔۔۔ ایک ایسی جنگ جس کا انجام یقینی موت تھا۔؟

مریم۔۔۔ ایک ایسی یہودی عورت جو مسلمان ہو گئی تھی اور پھر اس نے عمران اور پاکٹیا سیکرٹ سروس کی خاطر ایسی ہولناک جدوجہد کی کہ عمران بیت یودی پاکٹیا ٹیم ششدر رہ گئی۔

قرآنکو۔۔۔ ایک ایسا یہودی ایکٹ جس نے میزائل گن سے وہ عمارت ہی راکھ کا ڈھیر بنا دی جس میں عمران اور لوری سیکرٹ سروس یقینی طور پر موجود تھے کیا عمران اور اس کے ساتھی بھی ختم ہو گئے یا۔۔۔؟

کرنل کارشن۔۔۔ ایک ایسا یہودی ایکٹ جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس طرح گھیر لیا کہ وہ اپنی جانیں بچانے کے لئے چوہوں کی طرح جوں میں چھپتے پھرے۔۔۔ انتہائی حیرت انگیز کردار

انتہائی دلچسپ اور منفرد کرداروں پر مشتمل ایسی کہانی جو مدتوں یاد رہے گی۔

یوسف برادر۔ پاک گیٹ ملتان

شہرہ آفاق مصنف جناب مظہر کلیم ایم اے کی عمر ان سیریز

خدا ر جولیا	کمل	ٹماپ راک	دوم
کاروان دہشت	اول	جولیا فائٹ گروپ	اول
کاروان دہشت	دوم	جولیا فائٹ گروپ	دوم
جیلے جاسوس	اول	پاور لینڈ	اول
جیلے جاسوس	دوم	پاور لینڈ	دوم
کیمپ ریکرٹ	اول	جوانا ان ایکشن	اول
کیمپ بلاسٹ	دوم	جوانا ان ایکشن	دوم
وائٹ ٹائیگر	کمل	اسٹار ٹریک	اول
اوہو رافار مولا	اول	اسٹار ٹریک	دوم
موت کا دائرہ	دوم	لٹل ڈیولز	کمل
رابن ہڈ	اول	فیس آف ڈیجہ	اول
رابن ہڈ	دوم	فیس آف ڈیجہ	دوم
بانکے مجرم	کمل	بلیک ڈیجہ	اول
ڈائمنڈ آف ڈیجہ	کمل	بلیک ڈیجہ	دوم
ٹماپ راک	اول	ہٹ ناٹ . اول - ہٹ ناٹ . دوم	

یوسف برادرز - پاک گیٹ ملٹا